۷۸۶

بعونِ خدائے کون و مکاں و
فضلِ خالقِ زمین و زماں

کتابِ مستطاب

هدیة المؤمنین

ترجمہ

تبصرة المتعلمین

کہ نام تاریخی آن

شریعة الرسول

۱۳۰۷ھ است

از تالیف جناب مولوی سید فیض حسین صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ مع اصل کتاب

پیر محمد ابراہیم ٹرسٹ
۳۶۳۔ سراج الدولہ روڈ، بہادر آباد
ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی ۵
طبع کردہ
(... پاکستان چوک کراچی)

بعونِ خدائے کون و مکان و فضلِ خلاقِ زمین و زمان

کتابِ مستطاب

هدیة المؤمنین

ترجمہ

تبصرة المتعلمین

از تالیف

جنابِ مولوی سیّد فیض حسین صاحب تغمدہ اللہ مغفرتہ مع اصل کتاب

نے

پیر محمد ابراہیم ٹرسٹ

۳۶۳۔ سراج الدولہ روڈ، بہادر آباد ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی ۵

طبع کر دیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمد خدا و نعت محمد مصطفےٰ و ثنائے اہلِ بیت طاہرین صلوٰت اللہ علیہم اجمعین۔ سید فیض حسین بن میر قایم حسین غفر اللہ لہما مومنین کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ ہمارے زمانہ میں ہر چند اکثر دینی کتابیں اردو میں ہو گئی ہیں مگر فقہ امامیہ طہارت و دیات تک کم لکھی گئی احقر نے چاہا کہ کسی کتاب فقہ کا جو مختصر اور مفید ہو ترجمہ کرے تاکہ مومنین مستفید ہوں۔ فقہ اہل بیت میں بعبارت عربی بے انتہا کتابیں ہمارے علماء نے تصنیف فرمائی ہیں جنہیں اکثر کا شمل نہیں مگر تبصرۃ المتعلمین سے کوئی کتاب مختصر تر نہیں۔ جناب علامہ حلی اعلی اللہ مقامہ نے یہ کتاب نہایت اختصار سے لکھی ہے اور تمام ابواب فقہ اس میں درج کئے ہیں باوجود اختصار نہایت مفید ہے لہذا احقر نے کتاب مذکور کا ترجمہ با محاورہ اردو میں کر دیا اور جس مقام پر شرح کی ضرورت ہوئی وہاں دو خط منحنی کھینچکر ان میں شرح لکھدی تاکہ مومنین اس سے فیض پائیں اور عاصی کو دعاء خیر سے یاد فرمائیں۔

وَعَلَی اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْقَدِيْمِ سُلْطَانُهٗ الْعَظِيْمِ شَانُهٗ
اَلْوَاضِحِ بُرْهَانُهٗ اَلْمُنْعِمِ عَلٰى عِبَادِهٖ بِاِرْسَالِ
الْاَنْبِيَاءِ اَلْمُتَطَوِّلِ عَلَيْهِمْ بِالتَّكْلِيْفِ الْمُؤَدِّيْ
اِلٰى حُسْنِ جَزَائِهٖ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِ
رُسُلِهٖ فِي الْعَالَمِيْنَ مُحَمَّدٍ وَعِتْرَتِهِ الطَّاهِرِيْنَ ۝

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو مومنوں اور کافروں سب پر بڑا رحم کرنے والا ہے۔

تمام تعریفیں اُس خدا کے لئے ثابت ہیں جس کا غلبہ ہمیشہ سے ہے، جس کی شانِ عظمت وجلالت عظیم ہے۔ جس کے وجود کی دلیلیں واضح اور روشن ہیں۔ جو اپنے بندوں پر انبیاء کو بھیج کر انعام کرنے والا ہے۔ جو اپنے بندوں پر مکلّف بنا کر احسان کرنے والا ہے تاکہ تکلیف بجا لا کر اچھی جزاء کے مستحق ہو جائیں۔ اور اللہ کی رحمتِ کاملہ نازل ہو رسولوں کے سردار پر جو تمام عالم کے رسولوں کے سردار ہیں۔ محمد مصطفٰےؐ اور اُن کی عترتِ طاہرہ پر۔

امّا بعد فهذ الکتاب الموسوم تبصرۃ المتعلمین فی احکام الدین وضعناہ لارشاد المبتدئین وافادۃ الطالبین مستمدّین من اللہ المعونۃ والتوفیق فانہٗ اکرم المعطین واجود المسئولین ونبدء بالاھم فالاھم ؛

لیکن بعد حمد وصلوٰۃ کے یہ کتاب جس کا نام تبصرۃ المتعلمین رکھا گیا ہے۔ دینی احکام میں ہے جس کو ہم نے مبتدی حضرات کی ہدایت کے لئے لکھا اور وضع کیا ہے اور طالبانِ علومِ دینیہ کے فائدہ حاصل کرنے کی غرض سے تالیف وتحریر کیا ہے اور ہم اللہ کی بارگاہ سے توفیق اور مدد چاہتے ہیں۔ کیونکہ خدا کی ذات سب عطا کرنے والوں میں سب سے زیادہ کریم ہے اور اسی کی ذات سب سے زیادہ سوال کرنے والوں کے لئے سخی ترین ہے۔ اور ہم شروع کرتے ہیں زیادہ اہم مسائل کو اہمیت کی ترتیب کے ساتھ۔

فہرست مضامین کتاب ہذا

باسمہٖ سبحانہٗ

سرکار شریعتمدار حجۃ الاسلام افقہ الفقہاء والمتفقہین اورع العلماء والمجتہدین رئیس المتکلمین جناب مستطاب آقائی الحاج مرزا مہدی پویا صاحب قبلہ مدظلہ العالی کے حسبِ ارشاد کتاب تبصرۃ المتعلمین تالیف حضرت علّامہ حلّی علیہ الرحمہ کو اوّل سے آخر تک دیکھ کر کتابت کی اغلاط کی تصحیح متنِ کتاب اور ترجمہ میں کر دی گئی ہے۔ اور ترجمہ میں عام فہم و بامحاورہ اُردو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔

خداوندِ عالم مومنین کو اِس کتاب سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور جن حضرات نے اِس کتاب کی اشاعت وطباعت میں مدد کی ہے اُن کو فائز المرام رکھے۔

والسّلام خیر ختام

مرزا بندہ حیدر عفی عنہ

(دبیرِ کامل، فاضلِ ادب، عماد الادب، صدر الافاضل)

صدر شعبۂ معارفِ اسلامیہ عبداللہ کالج۔ شمالی ناظم آباد

کراچی نمبر ۳۳

۳۱ر دسمبر ۱۹۷۱ء

ماء الاستنجاء. الثالثة غسالة الحمام نجسة ما لم يعلم خلوها من النجاسة
الرابعة الماء النجس لا يجوز استعماله في الطهارة ولا في ازالة النجاسة
ولا الشرب الا مع الضرورة الباب الثاني في الوضوء. وفيه الفصل الاول
في موجبه. انما يجب بخروج البول والغائط والريح من المعتاد والنوم الغالب
على السمع والبصر وفي معناه والاستحاضة القليلة الدم ولا يجب بغير ذلك
الفصل الثاني في آداب الخلوة يجب ستر العورة على طالب الحدث ويحرم
عليه استقبال القبلة واستدبارها في الصحارى والبنيان ويستحب تقديم
الرجل اليسرى عند دخول الخلاء واليمنى عند الخروج وتغطية الرأس والتسمية

سانپ کے لئے تین اور چڑیا یا اس کے مانند کوئی پرندہ مرے یا شیرخوار کا پیشاب گرے
تو ایک ڈول پانی کھینچیں لیکن میرے نزدیک یہ سب مستحب ہے چوتھا جانوروں کا جھوٹا
پانی۔ وہ سوائے کتے اور سور اور کافر کے پاک ہے۔ آب مضاف وہ ہے جو
کسی شے سے نچوڑا جائے (جیسے پھل وغیرہ کا رس) یا کسی چیز سے ایسا ملا یا جائے
جسے فقط پانی نہ کہہ سکیں مثل عرق گلاب و شوربے کے۔ وہ ہر نجاست سے نجس
ہوگا خواہ تھوڑا ہو یا بہت اور اس سے غسل یا وضو یا نجاست کا پاک کرنا
جائز نہیں ہرچند آب مضاف پاک ہو یہاں کئی مسئلے ہیں۔ پہلا مسئلہ غسل اور
وضو میں استعمال کیا ہوا پانی پاک اور پاک کنندہ ہے بشرطیکہ جسم پر اور اس مقام
پر جہاں پانی گرتا ہے نجاست نہ ہو دوسرا مسئلہ ازالہ نجاست میں استعمال کیا
ہوا پانی نجس ہے خواہ نجاست سے متغیر ہو یا نہ ہو سوائے آب استنجا کے تیسرا مسئلہ
حمام کا غسالہ ہوون نجس ہے تاوقتیکہ نجاست سے خالی ہونے کا یقین نہ ہو چوتھا مسئلہ وضو

والاستبراء وسنته عند الدخول والخروج والاستنجاء والفراغ والجمع بين الاحجار والماء ويكره الجلوس في الشوارع والمشارع ومواضع اللعن وتحت الاشجار المثمرة وفي الظل واستقبال الشمس والقمر والبول في ارض صلبة وفي موضع يهب الريح وفي جحر واستقبال الريح والاكل والشرب والسواك والكلام الا بذكر الله تعالى ويضع ... الاستنجاء باليمين وباليسر وقد ... ثم في سم الله تعالى او نسيانًا او لائقًا ويجب غسل الاستنجاء وهو غسل مخرج البول بالخاصة وغسل المخرج بنفسه مع التعدي ويثبت بمجرى ثلثة احجار طاهرة وشرخ الفصل الثالث في كيفية ويجب قبله تنبيهاً

غسل اور نجاست کے پاک کرنے میں اور پینے میں نجس پانی کا استعمال جائز نہیں ہاں بوقت ضرورت پی سکتا ہے۔ **دوسرا باب** وضو کے بیان میں ہے اس میں کئی فصلیں ہیں **پہلی فصل** ان امور کے بیان میں ہے جن سے وضو واجب ہوتا ہے وہ یہ ہیں۔ پیشاب اور پاخانہ اور ریح جو کہ نکلنے کے مقام سے نکلے اور خواب جس سے سننا اور دیکھنا موقوف ہو جائے اور وہ چیز جو مثل خواب کے ہو جیسے بے ہوشی اور جنون اور غش اور استحاضہ قلیلہ اس کا بیان آیندہ ہوگا اور بغیر ان چیزوں کے وضو واجب نہیں ہوتا۔ **دوسری فصل** پاخانے جانے کے طریقوں کے بیان میں ہے۔ پاخانہ پھرنے والے اور پیشاب کرنے والے پر شرمگاہ کا ڈھانپنا واجب ہے۔ اور منہ اور پیٹھ کرنا قبلہ کی طرف خواہ جنگل میں ہو یا مکان میں حرام ہے اور پاخانہ میں جاتے وقت بائیں پاؤں کو آگے رکھنا۔ اور نکلتے وقت اپنے پاؤں کو اور سر کو ڈھانپنا۔ اور بسم اللہ کہنا جاتے اور نکلتے وقت اور استبرا کرنا

نیۃ مقارنۃ لغسل الوجہ وغسل الیدین ویستحب ... حکماً حتی
یفرغ وغسل الوجہ من قصاص شعر الرأس الی محاذی شعر الذقن طولاً و
ما اشتملت علیہ الابہام والوسطی عرضاً وغسل الیدین من المرفقین الی اطراف
الاصابع ویجب ... ومسح مقدم الرأس او شعرہ ...
... ثم ... ومسح بشرۃ الرجلین من رؤس الاصابع
الی الکعبین ویجوز منکوساً والترتیب ... والموالاۃ وہی متابعۃ الافعال
بعضہا ببعض من غیر تاخیر ویستحب فیہ غسل الیدین قبل ادخالہما الاناء
مرۃ من حدث البول والنوم ومرتین من الغائط وثلاثاً من الجنابۃ و...

اور دعا پڑھنا چلتے وقت۔ اور آبدست کے، ور فارغ ہونے کے وقت اور مقام براز
کو پہلے ڈھیلوں سے پاک کرکے پھر پانی سے پاک کرنا سنت ہے اور شارع عام
میں اور بین حشت پر اور ایسے مقام پر جہاں لوگ دشنام دیں، جیسے گھر کے دروازے کے
سامنے اور پھل والے درخت کے نیچے اور قافلہ اترنے کی جگہ بیٹھنا، اور شرمگاہ کو
سورج اور چاند کی طرف کرنا اور سخت زمین میں اور حشرات کے سوراخوں
میں اور پانی میں اور ہوا کی طرف پیشاب کرنا اور کھانا و پینا و مسواک کرنا اور
بات کرنا سوائے ذکر خدا کے یا بسبب ضرورت کے، اور داہنے ہاتھ سے آبدست کرنا
مکروہ ہے۔ اور بائیں ہاتھ سے بھی مکروہ ہے جس صورت میں کہ اس میں انگوٹھی ہو
اور اس پر اللہ تعالیٰ یا نبی یا ائمہ علیہم السلام کا نام کندہ ہو (مکروہ اس صورت
میں ہے کہ ان حروف کے نجس ہونے کا یقین نہ ہو اگر یقین ہو تو حرام ہوگا) پیشاب
کے مقام کو نقطہ پانی سے (دو مرتبہ) دھونا اور اگر پاخانہ زیادہ پھیلا ہو تو اسے بھی پانی

الموت ویستحب لما یأتی وههنا فصول الفصل الاول فی الجنابة وهی تحصل
بانزال الماء الدافق مطلقاً وبالجماع فی الفرج حتی تغیب حشفة من کان فحل و
الذی یزول له بلل ویجب به الغسل ویجب فیه ایضاً عند غسل البدن
ابل الرأس ویسد من الحلم ویستحب للجسد بالغسل وتخلیل الاصابع
المغلاب وابدأ بالرأس ثم بالجانب الایمن ثم بالجانب الایسر ویستحب تثلیث
مع الرأس ویستحب فی الاستبراء بالبول والاجتهاد والمضمضة والاستنشاق
له والغسل بصاع فما زاد وتخلیل الاصابع بالماء ویحرم علیه قبل الغسل قراءة
القرآن ومس کتابه بالقرآن وشیء علیه اسم الله تعالی وسماع تبیانه وحمل

یعنی پے در پے بغیر تاخیر کے بجالائے۔ اور دونوں ہاتھوں کا (پہونچوں تک) ظرف
وضو میں داخل کرنے سے پہلے دھونا۔ اگر سویا ہو یا پیشاب کیا ہو تو ایک مرتبہ اور پاخانہ
پھرا ہو تو دو مرتبہ اور غسل جنابت کے لئے تین مرتبہ۔ اور ظرف آب کا (وہ ظرف جس
میں ہاتھ ڈبو کے پانی لیتے ہیں) داہنی طرف رکھنا۔ اور اس میں ہاتھ ڈبو کے پانی لینا اور
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہنا۔ اور کلی کرنا۔ اور ناک میں پانی دینا تین تین مرتبہ اور باقی اعضاء
کو دو دو مرتبہ دھونا۔ اور دونوں ہاتھوں کی پشت پر پانی ڈالنا پہلے دھونے میں مرد
کے لئے اور باطن ذراع پر عورت کے واسطے۔ اور پھر برعکس دونوں کے لئے یعنی
مرد باطن ذراع پر پانی ڈالے اور عورت پشت ذراع پر دوبارہ دھونے میں۔ اور
تمام افعال وضو بجالاتے وقت دعا پڑھنا سنت ہے اور اعضاء وضو کو کپڑے
سے خشک کرنا۔ اور وضو میں کسی دوسرے سے مدد چاہنا مکروہ ہے اور دوسرے
اپنا وضو کروانا حرام ہے۔ یہاں کئی مسئلے ہیں۔ پہلا مسئلہ بے وضو حروف قرآن

والمیتة ودخول مسجد الا اجتیازا عدا مسجد الحرام ومسجد الرسول ووضع
شیء فیها ویکره قراءة ما زاد علی سبع آیات ومس المصحف وحمله والاکل و
شرب الا بعد مضمضة واستنشاق والنوم الا بعد الوضوء والخضاب واحداث
فی اثناء الغسل احداثا **الفصل الثانی فی الحیض** وهو فی الاغلب دم اسود غلیظ
یخرج بحرقة وحرارة ولا تراه بعد خمسین سنة ان لم تکن قرشیة ولا نبطیة وبعد
ستین سنة ان کانت احداهما وقبل تسع سنین محقق فلیس بحیض واقله ثلاثة
ایام متوالیات واکثره عشرة ایام وما بینهما بحسب العادة ولو تجاوز الدم عشرة
فان کانت المرأة ذات عادة مستقرة رجعت الیها وان کانت مبتدئة او مضطربة و

کو چھونا جائز نہیں۔ دوسرا مسئلہ اگر حدث کا یقین اور طہارت میں شک ہو
تو طہارت کرے اور اگر طہارت میں یقین اور حدث میں شک ہو تو طہارت
واجب نہیں۔ تیسرا مسئلہ اگر افعال وضو میں سے کسی فعل میں شک ہو
پس اگر حالت وضو پر باقی ہے تو اس کو اور اس کے بعد کے افعال کو بجا لائے
اور اگر حالت وضو سے پھر گیا ہے تو اس شک کا اعتبار نہیں۔

تیسرا باب غسل کے بیان میں ہے۔ جنابت وحیض واستحاضہ
ونفاس سے اور مردے کو ٹھنڈا ہونے کے بعد اور غسل سے پہلے چھونے سے
غسل واجب ہوتا ہے اور غسل میت بھی واجب ہے باقی اور امور کے
لیے جن کا ذکر آئندہ ہوگا غسل کرنا سنت ہے۔ یہاں کئی فصلیں ہیں۔

پہلی فصل۔ جنابت کے بیان میں ہے۔ مطلق خروج منی سے یعنی
جو آب غلیظ کہ جہندگی سے نکلے (خواہ جماع سے ہو یا بغیر جماع) اور

تیسرا باب

پہلی فصل جنابت

لها تمييز عملت عليه ولو فقدته رجعت مبتدئة الى عادة اهلها فان فقدن ففي قرنها فان فقدن او كن مختلفات تحيضت في كل شهر سبعة ايام وثلثة من الاوّل وعشرة من الثاني والمضطربة تتحيض بالسبعة او الثلثة والعشرة في الشهرين۔ ويحرم عليها دخول المساجد الا اجتيازاً عدا المسجدين وقرءة العزائم ومسّ كتابة القرآن ويحرم على زوجها وطيها۔ ويعزّر واطيها عمداً عالماً ويكفّر مستحبّاً ولا تصح منها صلوة ولا صوم ولا طهارة رافعة للحدث ولا طواف ولا اعتكاف ولا يصح طلاقها ولا يجب عليها قضاء الصلوة ويجب قضاء الصوم ويكره قرءة ما عدا العزائم ومسّ المصحف وحمله والخضاب والوطي قبل الغسل۔

بسبب جماع کے کہ سرِ ذکر قُبُل یا دُبُر میں داخل ہو (مرد ہو یا عورت) اگرچہ انزال نہ ہو جنابت حاصل ہوتی ہے اور اس کے لئے غسل واجب ہے اس میں دونوں ہاتھ (غسل سے پہلے) دھوتے وقت یا سر دھوتے وقت نیّت کرنا اور آخر غسل تک اسی نیّت پر باقی رہنا واجب ہے اور تمام جسم کا دھونا اور تخلیل کرنا (یعنی پانی پہونچانا) اُس جگہ جہاں خود پانی نہ پہونچے۔ اور ابتدا کرنا سر سے پھر داہنے طرف کا آدھا بدن دھونا پھر بائیں طرف کا آدھا بدن دھونا واجب ہے ترتیب غوطہ لگانے سے ساقط ہوتی ہے اور استبرا کرنا پیشاب سے یعنی غسل سے پہلے پیشاب کرنا اور طریقۂ استبرا سے یعنی بعد پیشاب کے غسل سے پہلے طریقۂ مقررہ سے استبرا کرنا اور تین مرتبہ کلّی کرنا اور تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالنا اور ایک صاع یعنی ساڑھے تین سیر پانی یا زیادہ سے غسل کرنا اور تخلیل اس جگہ جہاں بغیر تخلیل بھی پانی پہونچتا ہو سنّت ہے اور غسل سے پہلے سورہائے عزائم (الم سجدہ

والاستمتاع بما بين سرة وركبة ويستحب لها الوضوء عند كل فريضة و
الجلوس في مصلاها ذاكرة بقدر صلوتها الفصل الثالث في الاستحاضة
وهي في الاغلب دم اصفر بارد رقيق تراه بعد ايام الحيض والنفاس بعد ياس
فان كان الدم قليلا وهو ان يظهر على القطنة ولا يغمسها وجب عليها تغيير
القطنة وتجديد الوضوء لكل صلوة وان كان كثيرا وهو ان يغمس القطنة ولا يسيل
وجب عليها مع ذلك تغيير الخرقة والغسل لصلوة الغداة وان كان اكثر منه و
هو ان يسيل وجب عليها مع ذلك غسلان غسل للظهر والعصر تجمع بينهما وغسل
للمغرب والعشاء تجمع بينهما وغسلها كغسل الحائض فاذا فعلت ذلك صارت بحكم الطاهر

اور حم سجدہ اور والنجم اور اقرأ کا پڑھنا اور حروف قرآن کو اور اس شے کو جس پر
اللہ تعالیٰ کا یا انبیاء یا ائمہ علیہم السلام کا نام کندہ ہو چھونا اور مسجدوں میں
داخل ہونا حرام ہے ہاں مسجدوں سے گذر جانا جائز ہے سوائے مسجد حرام اور
مسجد رسولؐ کے (کہ ان مسجدوں میں سے گذرنا بھی جائز نہیں) اور کوئی چیز کسی
مسجد میں رکھنا بھی حرام ہے اور زیادہ سات آیتوں سے پڑھنا اور قرآن کو
چھونا اور اٹھانا اور کھانا پینا بغیر کلیاں کرنے اور ناک میں پانی دینے کے اور سونا
بغیر وضو کے اور خضاب کرنا مکروہ ہے اگر بین غسل حدث صادر ہو تو غسل
کا اعادہ کرے دوسری فصل حیض کے بیان میں ہے وہ اکثر سیاہ و غلیظ
خون ہے جو سوزش اور گرمی سے نکلتا ہے۔ جو عورت پچاس برس کے بعد خون
دیکھے بشرطیکہ قرشیہ و نبطیہ نہ ہو یا قرشیہ و نبطیہ ساٹھ برس کے بعد
دیکھے یا نو برس سے پہلے دیکھے خواہ قرشیہ ہو یا غیرہ وہ حیض نہیں ہے بلکہ استحاضہ)

الفصل الرابع فی النفاس وھو الدم الذی تراہ المرأۃ عقیب ولادۃ او معہ
واحدۃ لاقلہ واکثرہ عشرۃ ایام وحکمہا حکم الحائض فی جمیع الاحکام
الفصل الخامس فی غسل الاموات ومباحثہ خمسۃ الاول الاحتضار ویجب
فیہ استقبال المیت الی القبلۃ بان یلقی علی ظہرہ ویجعل وجہہ وباطن رجلیہ
الیہا ویستحب تلقینہ الشہادتین والاقرار بالنبی والائمۃ علیہم السلام وکلمات
الفرج وقرأۃ القرآن وتغمیض عینیہ واطباق فمہ ومد یدیہ واعلام
المؤمنین وتعجیل امرہ الا مع الاشتباہ ویکرہ ان یحضرہ جنب او حائض او
یجعل علی بطنہ حدید الثانی الغسل ویجب تغسیلہ ثلث مرات الاولی

کم سے کم حیض کی مدت متصل تین دن تک ہے اور اکثر مدت دس دن تک ہے اس کے مابین
عادت کے موافق ہے۔ اگر دس دن سے خون بڑھ جائے اور وہ عورت صاحب
عادت ہو تو عادت کے ایام کو حیض قرار دے۔ اور اگر پہلے پہل خون دیکھا ہو یا مقرر
عادت نہیں یا بھول گئی ہے اور خون کو پہچان سکتی ہے تو پہچان پر عمل کرے۔ ورنہ
پہلے پہل خون دیکھنے والی اپنے اقربا (ماں بہن وغیرہ) کی عادت پر عمل کرے۔ وہ
نہ ہوں تو ہم سنوں کی عادت پر اگر وہ بھی نہ ہوں یا مختلف العادۃ ہوں تو ہر مہینے
میں سات دن حیض کے قرار دے یا تین دن پہلے مہینے میں ..... اور
دس دن دوسرے مہینے میں۔ اور مقررہ عادت نہیں رکھنے والی۔ ہر مہینے میں
سات دن حیض قرار دے یا ایک مہینے میں تین دن اور دوسرے میں دس
دن۔ حیض والی عورت پر مسجدوں میں ٹھہرنا حرام ہے ہاں گذر جانا جائز ہے۔
سوائے مسجد حرام و مسجد نبی کے اور سورہ ہائے عزائم کا جن میں سجدہ واجب ہے

بماء السدر و الثانی بماء الکافور و الثالث بالماء القراح کغسل الجنابة ولو
خیف تناثر جلده یمم ویستحب وقوف الغاسل علی یمینه وغمز بطنه في
الغسلتین الاولیین الا الحامل والذکر والاستغفار وارسال الماء في حفیرة و
تغسیله تحت سقف واستقباله القبلة وغسل رأسه وجسده برغوة السدر
وفرجه بالاشنان ویکره اقعاده وقص ظفره وترجیل شعره الثالث
التکفین ویجب تکفینه في ثلاثة اثواب مئزر وقمیص وازار وامساس
مساجده بالکافور ویستحب ان یزاد للرجل حبرة غیر مطرزة بالذهب و
خرقة لفخذیه وعمامة یعمم بها محنکاً وتزاد للمرأة لفافة اخری لثدییها

پڑھنا اور حروف قرآن کو چھونا حرام ہے۔ اور شوہر پر اس کی مقاربت حرام
ہے اگر عمداً مقاربت کرے گا تعزیر پائے گا۔ اور کفارہ دینا سنت ہے (بلکہ واجب ہے
علی الاحوط) اور حائض سے نماز و روزہ اور ایسی طہارت جو حدث کو دور کرے
اور طواف و اعتکاف صحیح نہیں۔ اور اسے طلاق دینا صحیح نہیں اور حائض پر
نماز کی قضا واجب نہیں روزے کی قضا واجب ہے۔ اور قرآن کا پڑھنا سور
عزائم کے سوا اس کے غیر جلد کو چھونا یا اٹھانا اور خضاب کرنا اور حیض سے
پاک ہونے کے بعد اور نہانے سے پہلے مقاربت کرنا اور اس سے لذت اٹھانا
ناف اور زانو کے بیچ میں مکروہ ہے اور حائض کیلئے سنت ہے کہ ہر نماز کے وقت
وضو کر کے جانماز پر ذکر خدا کرتے ہوئے بقدر اپنی نماز کے بیٹھے

تیسری فصل

استحاضہ کے بیان میں ہے۔ وہ اکثر خون زرد، ٹھنڈا اور پتلا ہوتا ہے جو
ایام حیض و نفاس کے بعد اور سن یاس میں آتا ہے۔ پس اگر وہ خون تھوڑا ہو یعنی

ويمد و يعوض عن العمامة بقناع والتكفين بالقمص ونطيبه بالذريرة
وجريدتان من نخل وان يكتب على اللفافة والقمص والازار والجريدتين
اسمه وانه يشهد الشهادتين واسماء الائمة عليهم السلام وان يكون الكافور
ثلثة عشر درهماً وثلث وان لم يوجد فقدره درهم ويكره التكفين في سواد
وجعل الكافور في سمعه وبصره وتجمير الاكفان الرابع الصلوة عليه وهي
تجب على كل ميت مسلم او بحكمه ممن بلغ ست سنين من ولد ثم ذكراً كان او انثى
حراً كان او عبداً ويستحب على من نقص سنه عن ذلك واولاهم بالصلوة عليه
اولاهم بميراثه والزوج اولى من غيره ومن ثم احق اذا قدمه الولى ويستحب ان

روئی پر ظاہر ہو اور اس میں سرایت نہ کرے تو ہر نماز کے لئے روئی کا بدلنا اور
وضو کرنا واجب ہے۔ اور اگر خون زیادہ ہو (یعنی متوسط) جو روئی کے اندر
سرایت کرے مگر کپڑے کو نہ لگے تو، افعال مذکورہ کے ساتھ کپڑے کا بدلنا اور
ایک غسل نماز صبح کے واسطے واجب ہے۔ اور اگر بہت زیادہ خون ہو کہ کپڑے
کو لگے، تو تمام افعال مذکورہ کے ساتھ اور دو غسل ایک ظہر و عصر کے لئے بشرطیکہ
دونوں کو ملا کر پڑھے اور دوسرا مغرب و عشا کے لئے بشرطیکہ انہیں ملا کر پڑھے
واجب ہے۔ غسل مستحاضہ مثل غسل حیض کے ہے جب استحاضہ
والی عورت ان امور کو جو ہم نے بیان کئے ہیں بجالائے تو حکم میں
پاک عورت کے ہو جائے گی۔ چوتھی فصل نفاس کے بیان میں ہے

بیان نفاس

جو خون کہ ولادت کے بعد یا ولادت کے ساتھ آئے وہ نفاس ہے، اس کی
کمی کی حد نہیں۔ زیادہ کی حد دس دن تک ہے۔ نفاس والی عورت تمام احکام

تقدیمہ مع الشرائط والاولی من غیرہ و وجوبہ علی الکفایۃ وکیفیتہا ان
یکبر بعد النیۃ خمسا بینہا اربعۃ ادعیۃ وافضلہا ان یکبر ویتشہد الشہادتین
ثم یصلی علی النبی وآلہ بعد الثانیۃ ثم یدعو للمؤمنین بعد الثالثۃ ثم
یدعو للمیت ان کان مؤمنا وعلیہ ان کان منافقا ویدعو بدعاء المستضعفین
ان کان منہم فی الرابعۃ ولو کان طفلا سأل اللہ تعالی ان یجعلہ لابویہ
فرطا وان کان لم یعرفہ سأل اللہ تعالی ان یحشرہ مع من کان یتولاہ ثم یکبر
الخامسۃ وینصرف بعد رفع الجنازۃ ولا قراءۃ فیہا ولا تسلیم ویجب فیہا

میں مثل حائض کے ہے۔ **پانچویں فصل غسل میت کے بیان میں ہے** اسمیں پانچ بحثیں ہیں
پہلی بحث جانکنی کے بیان میں ہے۔ جانکنی میں میت کا منہ قبلہ کیطرف کرنا واجب ہے
اس طرح سے کہ چت سا ویں اور دونوں تلوے قبلہ کیطرف کریں۔ اور تلقین شہادتین
و اقرار نبی و ائمہ علیہم السلام وکلمات فرج یعنی لا الٰہ الا اللہ الحلیم الکریم لا الٰہ
الا اللہ العلی العظیم سبحان اللہ رب السموات السبع ورب الارضین السبع
وما فیہن وما بینہن وہو رب العرش العظیم والحمد للہ رب العالمین۔ قرآن
شریف اسکے پاس پڑھنا اور اس کی آنکھوں کو اور منہ کو بند کرنا اور ہاتھوں کو سیدھا
کرنا اور مومنین کو اطلاع دینا اور غسل وکفن و دفن میں جلدی کرنا سنت ہے
ہاں اگر موت میں شبہ ہو تو جلدی نہ کرے اور جنب و حائض کا اس کے پاس آنا اور اس کے پیٹ
پر لوہا رکھنا مکروہ ہے **دوسری بحث** غسل میت کے بیان میں ہے۔ میت کو تین
غسل دینا واجب ہیں، پہلا آب سدر سے (یعنی بیری کے پتوں سے) دوسرا آب کافور سے
تیسری بار خالص پانی سے ہر غسل مثل غسل جنابت کے دینا چاہئے اگر میت کی پوست

الطهارة وبست شرط مسائل الاولى لا يصلى عليه الا بعد تغسيله وتكفينه
الثانية يكره الصلوة على جنازة مرتين الثالثة لو لم يصل على ميت صلى على
قبره يوماً وليلة الرابعة يستحب أن يقف الامام عند وسط الرجل وصدر
المرأة ولو اتفقا جعل الرجل مما يليه والمرأة مما يلي القبلة الخامسة يجب أن
يجعل رأس الميت عن يمين المصلي. الخامس الدفن وهو واجب ستره
في الارض عن هوام والسباع وكتم رائحته عن الناس ويضجعه على جانبه
الايمن موجهاً الى القبلة ويستحب اتباع الجنازة او مع احد جنبيها وتربيعها

پھٹنے کا خوف ہو تو تیمم کر دیں غسل دینے والے کا میت کی داہنی طرف کھڑا ہونا اور اس کے پیٹ
کو پہلے دو غسلوں میں دبانا سوائے حاملہ کے اور ذکر خدا اور دعائے مغفرت کرنا اور ایک گڑھا کرنا
تاکہ اس میں پانی جمع ہو اور سایہ کے نیچے نہلانا، اور میت کو رو بقبلہ کرنا اور اس کے سر اور جسم کو
بیری کے پتے کے کف سے دھونا اور شرم گاہ کو اشنان سے دھونا یہ سب امور سنت ہیں
(اشنان ایک قسم کی ہاری گھانس ہے جس سے صابون بنتا ہے) اور میت کو بٹھانا
اور اس کے ناخن کاٹنا اور اس کے بالوں میں کنگھی کرنا مکروہ ہے۔ تیسری بحث کفن کے
بیان میں ہے۔ میت کو تین کپڑوں میں کفن دینا واجب ہے۔ اول لنگ دوسرے پیرہن تیسرے
لفافہ سرتاسری۔ اعضائے سجود یعنی پیشانی اور دونوں ہتھیلیوں اور دونوں گھٹنوں اور
دونوں پاؤں کے انگوٹھوں پر کافور ملنا واجب ہے۔ اور مرد کے لئے ایک بُرد یمانی
جس پر سونے کا نقش نہ ہو اور ایک کپڑا اس کی رانوں کے لئے زیادہ کرنا اور ایک عمامہ
باندھنا جس میں تحت الحنک ہو اور عورت کے واسطے ایک سینہ بند اور ایک چادر اور عمامہ
کے عوض میں ایک مقنع (جس سے سر باندھا جائے) زیادہ کرنا۔ اور روئی کے کپڑے کا

ووضعها عند رجل القبر ان كان رجلاً وقدامه مما يلي القبلة إن كانت امرأة
واخذ الرجل من قبل رأسه والمرأة عرضاً وحفر القبر قدر قامة او الى
الترقوة واللحد افضل من الشق بقدر ما يجلس فيه الجالس والذكر عند
تناوله وعند وضعه فى اللحد والحفى وحل الازرار وكشف الراس و
حل عقد الاكفان ووضع خده على التراب ووضع شئ من تربة
معه وتلقينه الشهادتين والاقرار بالائمة عليهم السلام وشرج اللبن
والخروج من قبل رجليه واهالة الحاضرين التراب بظهور الاكف وطم

کفن دینا اور سفید ہونا اور اسے ذریرہ سے (جو ایک قسم کی خوشبو گھانس ہے) خوشبو کرنا و
دو شاخیں کھجور کی کفن میں رکھنا اور سینہ بند اور پیرہن اور لفافہ سرتا سر کی اور جریدتین
پر میت کا نام لکھنا اور یہ بات کہ وہ قائل شہادتین کا تھا اور نام ائمہ علیہم السلام کا
لکھنا اور کافور تیرہ درہم اور ثلث درہم ہونا سنت ہے (تیرہ درہم اور ثلث درہم کے
۳۰ ماشے جس کے پکے ڈھائی تولے ہوتے ہیں اگر اتنا کافور نہ ملے تو کم سے کم ایک درہم ہو
یعنی ساڑھے تین ماشے) اور سیاہ کپڑے کا کفن دینا اور میت کی آنکھوں اور کانوں میں کافور
رکھنا اور کفن کو دھونی دینا اور عطر وغیرہ سے خوشبو کرنا مکروہ ہے **چوتھی بحث**
نماز میت کے بیان میں ہے۔ ہر میت پر جو مسلمان ہو یا مسلمان کے حکم میں ہو یعنی
مسلمان کی اولاد جسکی عمر چھ برس کی ہو مرد ہو خواہ عورت آزاد ہو خواہ مملوک نماز پڑھنا واجب
ہے اور جو بچہ چھ برس سے کم ہو اسکی میت پر نماز سنت ہے۔ جو شخص میت کی میراث میں
زیادہ حقدار ہے وہی نماز پڑھنے میں اولیٰ ہے۔ شوہر سب پر مقدم ہے اور ہاشمی زیادہ حقدار کی
اجازت سے جب کہ وہ میت کے ولی ہے اجازت دے دے ولی میت کے لئے سنت ہے کہ ہاشمی میں نماز پڑھنے کی

القبر ويستحب صبّ الماء عليه دوراً ووضع اليد عليه والترحم و
تلقين الولي بعد الانصراف ويكره نزول ذي الرحم واهالته التراب وفرش
القبر بالساج من غير حاجة وتجصيصه وتجديده ودفن ميتين في
قبر واحد ونقله الى غير المشاهد والميت في البحر يثقل ويرمى فيه ولا
يدفن في مقبرة المسلمين غيرهم الا الذمية الحامل من مسلم فيستدبر بها القبلة
مسائل لا يغسل الشهيد ولا يكفن بل يصلى عليه ويدفن بثيابه الثانية صدر
الميت كالميت في احكامه وغيره ان كان فيه عظم غسل وكفن ودفن وكذا السقط لاربعة

شرائط موجود ہوں تو اسی سے نماز پڑھائے، اور امام علیہ السلام سب سے بہتر ہیں۔ نماز
میت کی کیفیت اس طرح ہے کہ نیت کر کے پانچ تکبیریں کہے اور ان کے درمیان چار دعائیں پڑھے
بہتر یہ ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد شہادتین پڑھے، کم سے کم شہادتین یہ ہیں: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا
اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، اور دوسری تکبیر کے بعد نبی و آل نبی علیہم السلام پر
درود بھیجے، کم سے کم اس طرح کہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ، اور تیسری تکبیر کے بعد مومنین
کیلئے دعا کرے، اقلاً اس طرح سے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، اور چوتھی تکبیر کے
بعد میت کے واسطے دعا کرے بشرطیکہ مومن ہو، کم سے کم اس طرح کہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِهٰذَا الْمَيِّتِ
اگر عورت کی میت ہو تو یوں کہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِهٰذِهِ الْمَيِّتَةِ اگر منافق کی میت ہو تو بددعا
کرے۔ اگر ضعیف الاعتقاد ہو تو اس کے حق میں دعا کرے۔ اگر بچہ کی میت ہو تو خدا سے چاہے
کہ اس بچہ کیلئے اسکے ماں باپ کے لئے باعث ثواب قرار دے، عربی میں اس طرح
کہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا وَلِاَبَوَيْهِ فَرَطًا اگر میت کے حال سے واقف نہ ہو تو دعا کرے
کہ خدا تعالیٰ اس کا حشر اس شخص کے ساتھ کرے جسے وہ دوست رکھتا ہو پھر پانچویں تکبیر کہے

الشہید (او) دفن بعد غسلہ فی حفرۃ وکرہ السقف ولزم رفع القبر قدر شبر والتسنیم وحثیا ویکفن
من اصل الترکۃ قبل دین وثلث الوصیۃ ویکفن المرأۃ معی بحبرہ ویکرہ تت موسترہ والفقہ
المحرم کالمحل لاتغطی بکافور فلا یقرب الخامسۃ من مس میتا من الناس بعد برد
الموت وقبل تطہیرہ بغسل ومس قطعۃ منہ فیہ عظم قطعت من حی ومیت
وجب علیہ غسلہ وخرج قطعۃ من عظم او لم یکن فیہ عظم غیر مس غسل بدل خاصۃ
الفصل السادس فی الاغسال المسنونۃ وہی غسل یوم الجمعۃ ووقتہ من طلوع
الفجر الی الزوال وفی لیلۃ من رمضان ولیلۃ النصف منہ ولیلۃ سبع عشرۃ وتسع

در جنازہ اٹھنے کے بعد وہاں کبھی پڑھے۔ حمد اور سورت کی قرأت اس نماز میں نہیں اور سلام بھی
نہیں ہے اس کی طہارت سنت ہے مگر شرط نہیں یہاں کئی مسئلے ہیں۔ پہلا مسئلہ غسل دینے
اور کفن پہنانے کے بعد نماز میت پر پڑھنا چاہیے۔ دوسرا مسئلہ ایک جنازہ پر دو مرتبہ
نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ تیسرا مسئلہ اگر میت پر نماز نہیں پڑھی ہے تو قبر پر پڑھے ایک
شب و روز تک۔ چوتھا مسئلہ سنت ہے کہ امام مرد کی کمر کے پاس کھڑا ہو اور عورت کے سینہ کے پاس
اگر مرد اور عورت کے جنازے اکٹھا ہوں تو مرد کا جنازہ اپنے نزدیک رکھے اور عورت کا جنازہ
اسکے آگے قبلہ کی طرف۔ پانچواں مسئلہ واجب ہے کہ میت کا سر نماز پڑھنے والے کی داہنی طرف
ہو۔ پانچویں بحث دفن کے بیان میں ہے۔ مردے کو زمین میں حشرات الارض اور درندوں
سے چھپانا اور اسکی بو کو آدمیوں سے چھپانا واجب ہے۔ داہنے پہلو پر اس طرح سلائیں کہ اسکا منہ
قبلہ کی طرف ہو اور جنازے کے پیچھے یا کسی ایک جانب کو چلنا اور اسکی تربیع (یعنی چاروں کونوں سے
جنازے کے اٹھانا جس طرح ہو سکے اور طریقہ مشہور کے موافق بہتر ہے) اور مرد کو سر کی طرف سے
اور عورت کو عرضاً قبر میں اتارنا اور میت کے قد کے موافق یا ہنسلی کی ہڈی تک قبر کھودنا

عشرة واحدى وعشرين وثلث وعشرين وليلة الفطر ويوم العيدين وليلة
النصف من رجب ليلة النصف من شعبان يوم المبعث والغدير والمباهلة
وغسل الاحرام وزيارة النبي والائمة عليهم السلام وقضاء الكسوف مع
الترك عمدا واحتراق القرص كله وغسل التوبة وصلوة الحاجة والاستخارة
ودخول الحرم والمسجد الحرام والمكة والكعبة والمدينة ومسجد النبي وغسل
المولود الباب الرابع في التيمم۔ يجب عند فقد الماء او تعذر استعماله
لمرض او برد او خوف العطش وعدم آلة يتوصل بها اليه او ثمن يضره

سنت ہے شق کرنے سے لحد بہتر ہے۔ لحد اتنی ہو کہ آدمی بیٹھ سکے۔ قبر میں اتارتے وقت
اور لحد میں رکھتے وقت ذکر خدا کرنا اور خود برہنہ پا ہونا اور اپنے عماموں اور سر کو کھولنا اور کفن
کی گرہوں کو کھولنا اور میت کے رخسار کو مٹی پر رکھنا اور خاک شفا (قبر میں) میت کے ساتھ
رکھنا اور شہادتین اور ائمہ علیہم السلام کا اقرار تلقین کرنا اور کچی اینٹوں کا لحد پر چننا اور قبر
کی پائنتی سے نکلنا اور حاضرین کا پشت دست سے مٹی ڈالنا اور قبر کو بھر دینا اور اسے چوگوشہ
بنانا اور اس پر دور سے پانی ڈالنا اور اس پر دعا کے لئے ہاتھ رکھنا اور دعائے مغفرت
کرنا اور وارثوں کا سب کے جانے کے بعد تلقین کرنا سنت ہے اور قبر میں (اقربائی) ذوی
الارحام کا اترنا، اور مٹی ڈالنا اور ساگوان کی لکڑی سے بغیر ضرورت کے قبر کا فرش کرنا اور
اس کو گچ کرنا اور ٹوٹ جانے کے بعد پھر بنانا اور دو مردوں کو ایک قبر میں دفن کرنا اور
بغیر مشاہد مشرفہ کے اور کسی طرف میت کو نقل کرنا مکروہ ہے۔ سفر دریا میں کوئی مر جائے
تو کوئی بھاری چیز اس سے باندھ کر دریا میں ڈال دیں۔ مسلمانوں کے مقبرہ میں غیر مسلمان
کو دفن نہ کریں۔ سوائے زن ذمیہ کے جو مسلمان سے حاملہ ہو پس اسے پشت

في بدل وبه بضعة وجب وان كثر ويجب حسب غوة سهم في آخرته و

سهمين في سهلة من جوانبه الاربعة ولو كان عليه نجسة ولم ينقض

الماء عن ازالتها تيمم وازالها به ولا يصح الا بتراب نجس وص يجوز

بارض لنورة واحجر والجص وبكره بالسبخة والرمل ولو لم يجد الا

الوحل تيمم به وكيفيته ان يضرب يديه على الارض وينفضهما

ويمسح بهما وجهه من قصاص الشعر الى طرف الانف ثم يمسح ظهر كف

الايمن ببطن كف الايسر ثم ظهر كف الايسر ببطن الايمن وكان

بقید دفن کردیں یہاں مسائل ہیں۔ پہلا مسئلہ شہید کو نہ غسل دیں نہ کفن بلکہ
اس پر نماز پڑھ کے اسی کے کپڑوں میں دفن کردیں۔ دوسرا مسئلہ میت کا سینہ
تمام احکام میں مثل میت کے ہے۔ اگر سینہ کے سوائے دوسرا کوئی عضو ہو
جس میں ہڈی ہو تو غسل دیکر کفن پہنا کر دفن کریں۔ چار مہینے یا زیادہ کے
حمل کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر اس عضو میں ہڈی نہ ہو تو ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن
کردیں اسی طرح چار مہینے سے کم کے حمل کا حکم ہے۔ تیسرا مسئلہ اس ترکہ والے دین خراج
و وصیت سے پہلے کفن دینا چاہیے عورت کا کفن شوہر پر واجب اگرچہ عورت تونگر بھی ہو چوتھا
مسئلہ محرم مثل غیر کے ہے مگر کافور اسکے نزدیک نہیں یعنی آپ کافور سے غسل نہ دیں
اور حنوط نہ کریں۔ پانچواں مسئلہ جو شخص آدمی کے ایک ٹکڑے کو جسمیں ہڈی ہو مس کرے
خواہ وہ زندے کا جدا ہوا ہو یا مردے سے تو مس کرنیوالے پر غسل واجب ہے اگر اس ٹکڑے
میں ہڈی نہ ہو یا مردہ جانور کا ہو تو فقط ہاتھ دھو ڈالے۔

چھٹی فصل۔ سنتی غسلوں کے بیان میں ہے۔

یجب
بهما من الفصل ضرب ضربتين ضربة للوجه والأخرى لليدين
بالترتيب وينقضه كل نواقض الطهارة ويزيد عليه وجود الماء مع
التمكن من استعماله ولو وجده في اثناء الصلوة تمم صلوته ولا يعيد
ما صلى بتيممه ولا يجوز قبل دخول الوقت ويجوز مع الضيق وحال السعة
قولان **الباب الخامس في النجاسات** وهي عشرة البول والغائط
مما لا يوكل لحمه من ذي النفس السائلة والمني من ذي النفس السائلة
مطلقا والميتة والدم منه والكلب والخنزير والكافر والمسكر والفقاع و

جمعہ کے دن غسل کرنا کہ وقت اس کا طلوع صبح سے زوال آفتاب تک ہے۔ اور رمضان
کی پہلی شب اور پندرہویں شب اور سترہویں شب اور انیسویں شب اور اکیسویں
شب اور تیئیسویں شب کو اور شب عید الفطر اور روز ہائے عیدین کو اور رجب کی
پندرہویں شب اور شعبان کی پندرہویں شب کو اور بروز مبعث (یعنی ۲۷ رجب)
اور روز غدیر (یعنی ۱۸- ذی الحجہ) اور روز مباہلہ (یعنی ۲۴ ذی الحجہ) اور احرام
کے واسطے اور زیارت نبی و ائمہ علیہم السلام کیلئے اور قضائے نماز کسوف کیواسطے بشرطیکہ
عمداً ترک کی ہو، اور گہن تمام لگا ہو۔ اور توبہ اور نماز حاجت اور استخارے کے لئے
اور حرم اور مسجد حرام اور مکے اور کعبے اور مدینے اور مسجد نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
میں داخل ہونے کے واسطے غسل کرنا سنت ہے اور غسل ولادت بھی سنت ہے
چوتھا باب تیمم کے بیان میں ہے جس وقت پانی نہ ملے یا استعمال اس کا متعذر ہو بیماری
یا سردی کے سبب یا پیاس کے خوف سے یا سبب ہونے ایسی شئے کے جس سے پانی لے لیں
(جیسے رسی ڈول وغیرہ) یا پانی کی ایسی قیمت ہو جو اس وقت ضرر پہونچائے

يجب ازالتها عن الثوب والبدن للصلوة عند أبي حفص عن سعده

الدم ينبغي من لدغ البرغوث ولو اسنة ودم محل العين وعفي عن

دم القروح والجروح مع السيلان ومشقة الازالة وعن نجاسة لا يتم

الصلوة فيه منفردا كالتكة والجورب والقلنسوة ويكفي للمربية للصبي اذا لم يكن

لها الا ثوب واحد غسل في اليوم والليلة مرة واحدة وتجب ازالة النجاسة

مع علم موضعها فمع جهل غسل جميع الثوب ولو اشتبه الثوب بغيره صلى في

كل واحد منهما مرة ولو لم يتمكن من غسل الثوب صلى عريانا اذا لم يجد غيره ولو خاف

ان سب صورتوں میں تیمم کرنا واجب ہے اگر پانی کی قیمت دینے سے ضرر نہ ہو تو قیمت دینا واجب ہے اگرچہ بہت قیمت ہو اور پانی کا تلاش کرنا زمین ناہموار میں ایک تیر کے فاصلہ تک اور زمین ہموار میں دو تیر کے فاصلہ تک چاروں طرف واجب ہے۔ اگر جسم پر نجاست ہو اور پانی اس قدر ہو کہ نجاست دھونے کے بعد وضو کے لئے نہ بچتا ہو تو تیمم کرے اور اس پانی سے نجاست دفع کرے۔ بغیر غبار مٹی کے تیمم صحیح نہیں ہے۔ چونے کی زمین اور پتھر اور زمین گچ پر جائز ہے (چونے اور گچ کی زمین پر جلانے سے پہلے تیمم جائز ہے اور جلانے کے بعد احتیاط یہ ہے کہ تیمم نہ کرے) زمین شور اور ریگ پر تیمم مکروہ ہے۔ کیچڑ کے سوائے کچھ نہ ملے تو اسی پر تیمم کرے بشرطیکہ اس کا خشک کرنا ممکن نہ ہو۔ تیمم کی کیفیت اس طرح ہے کہ نیت کرکے دونوں ہاتھ زمین پر مارے اور جھٹکے اور ان سے اپنے منہ کو بال اگنے کی انتہا سے ناک کی جڑ تک مسح کرے پھر داہنے ہاتھ کی پشت پر بائیں ہتھیلی سے اور پھر بائیں ہاتھ کی پشت پر داہنی ہتھیلی سے مسح کرے (بند دست سے انگلیوں کے سرے تک) اگر تیمم غسل کے عوض ہو تو دو مرتبہ ہاتھ زمین پر مارے پہلے منہ کے واسطے اور دوبارہ دونوں ہاتھوں کے لئے اور ترتیب

ابرد صلّی فیہ ولا اعادۃ ولو صلّی فی النجس مع العلم اعاد فی الوقت وخارجہ
ولو نسی فی حال الصلوٰۃ اعاد فی الوقت ولو لم یعلم بالنجاسۃ حتی فرغ فلا اعادۃ
وتطہر الشمس ما تجففہ من البول وغیرہ علی الارض والابنیۃ والحصر
والبواری۔ والارض باطن الخف ولو نجس الاناء وجب غسلہ فیغسل من
ولوغ الکلب ثلثا اولٰہن بالتراب ومن الخنزیر سبعا ومن الخمر والفارۃ ثلثا وفی
السبع افضل ومن غیر ذلک مرۃ والثلث افضل ویحرم استعمال اوانی
الذہب والفضۃ فی الاکل وغیرہ ویکرہ المفضض واوانی المشرکین

واجب ہو جس چیز سے وضو ٹوٹتا ہے اس سے تیمم بھی ٹوٹتا ہے۔ اس کے سوائے پانی کا ملنا بھی
تیمم کو توڑتا ہے بشرطیکہ استعمال کی قدرت ہو اگر اثنائے نماز میں پانی ملے تو نماز تمام کرے
اور جو نماز تیمم سے پڑھی ہے اسکا اعادہ نہ کرے۔ وقت سے پہلے تیمم جائز نہیں در تنگی وقت
میں بلا اشکال جائز ہے اور حال وسعت وقت میں دو قولوں ہیں احوط یہ ہے کہ تیمم آخر
وقت میں کرے خواہ امید زوال عذر کی ہو یا نہ ہو/

پانچواں باب نجاستوں کے بیان میں

نجس چیزیں دس ہیں۔ بول و غائط اس جانور حرام گوشت کا جو خون جہندہ رکھتا ہو
اور منی ایسے جانور کی جو خون جہندہ رکھتا ہو خواہ حلال گوشت ہو یا حرام۔ اور مردہ اور
خون ایسے جانور کا جو خون جہندہ رکھتا ہو خواہ حلال گوشت ہو یا حرام۔ اور کتا اور سور
اور کافر اور نشے کی چیز جو اصل میں پتلی ہو/ اور بوزہ و عرق جنب بحرام و عرق شتر
جلال بھی نجس ہے علی الاحوط/ نماز کے واسطے کپڑے اور بدن سے ازالۂ نجاست واجب ہے
اتنے خون کے سوائے جو درہم بغلی یعنی انگوٹھے کے اوپر کی پور سے کم ہو خونہائے ثلثہ
یعنی حیض و نفاس و استحاضہ اور خون نجس العین کے سوائے۔ پھوڑے اور زخم

طاہرۃ مالم یعلم مباشرتہم لہا برطوبتہٖ۔

کتاب الصلوٰۃ وفیہ ابوابٌ الاوّل فی المقدمات وفیہ فصولٌ الفصل الاوّل فی اعدادھا الصلوٰۃ الواجبۃ فی کلّ یوم

ولیلۃ خمس الظہر اربع رکعات فی الحضر وفی السّفر رکعتان والعصر کذلک والمغرب ثلٰث فیہما والعشاء کالظہر والصبح رکعتان فیہما والنوافل الیومیۃ اربع وثلثون فی الحضر ثمان رکعات قبل الظہر وثمان بعدھا للعصر واربع بعد المغرب ورکعتان من جلوس بعد العشاء تعدّان

کا خون اگر جاری ہو اور دھونے میں مشقت ہو تو معاف ہے اور ایسے کپڑے کی نجاست جو فقط اس کپڑے سے نماز نہ ہوسکے مثل ازار بند اور پاتابے اور ٹوپی کے معفو ہے بچے کی پرورش کرنیوالی عورت کے پاس ایک ہی لباس ہو تو اسے رات دن میں ایک مرتبہ دھونا کافی ہے نجاست کا اس جائے سے دھونا جسے جانتا ہو واجب ہے اگرچہ نہ جانتا ہو تو تمام کپڑا دھوئے اگر نجس لباس پاک مشتبہ ہوا ہو تو ہر لباس میں ایک مرتبہ نماز پڑھے بشرطیکہ دونوں کو دھونا ممکن نہ ہو اور اگر نجس لباس کو پاک کرنا ممکن نہ ہو تو برہنہ نماز پڑھے بشرطیکہ کوئی دوسرا پاک لباس نہ ہو اور وہاں کوئی دوسرا آدمی نہ ہو، اگر جاڑے کا خوف ہو تو اسی نجس کپڑے میں نماز پڑھے اور اعادہ ضرور نہیں رہے، بعد قدرت طہارت لباس اعادہ نماز کا احوط ہے اگر نجس لباس میں عمداً بلا عذر، نماز پڑھے تو وقت اور خارج وقت میں اعادہ کرے اگر نماز پڑھتے وقت نجاست کو بھولجائے تو وقت میں اعادہ کرے، بلکہ خارج وقت میں بھی اعادہ کرے علی الاحوط، اگر نجاست پہلے سے معلوم نہ ہو بلکہ نماز کے بعد معلوم ہو تو اعادہ نہیں ہے۔ اگر پیشاب یا، اور کوئی نجاست زمین اور مکانات، اور چھپر اور بورئے پر آفتاب

بركعة وثمان ركعات صلوة الليل وركعتان للشفع وركعة للوتر وركعتان
للفجر ويسقط في السفر نوافل النهار والوتيرة خاصة ومن الصلوة الواجبة
الجمعة والعيدان والكسوف والخسوف والزلزلة والآيات والطواف و
الجنازة والمنذور وشبهه وما عدا ذلك مسنون **الفصل الثاني**
في اوقاتها. اذا زالت الشمس دخل وقت الظهر حتى يمضي مقدار اربع ركعات
ثم يشترك الوقت بين الظهر والعصر الى ان يبقى لغروب الشمس مقدار اربع
ركعات فيختص بالعصر واذا غربت الشمس وحدّها غيبوبة الحمرة المشرقية

خشک ہو جائے تو یہ چیزیں پاک ہو جاتی ہیں۔ (بشرطیکہ عین نجاست باقی نہ رہے) اور
زمین موزے کے تلے کو اور جوتے کے تلے (اور پاؤں کے تلوے کو راہ چلنے سے) پاک
کرتی ہے (بشرطیکہ عین نجاست چھوٹ جائے - پتھر اور ریت کی زمین بھی زمین کے
حکم میں ہے) برتن نجس ہوں تو ان کا دھونا واجب ہے۔ پس کسی برتن کو کتا چاٹے
تو تین مرتبہ دھوئیں۔ پہلے ایک مرتبہ مٹی سے دھوئیں (پھر دو مرتبہ پانی سے) اگر سور سے
نجس ہو تو سات مرتبہ دھوئیں اور شراب سے یا چوہے کے مرنے سے نجس ہو تو تین
مرتبہ دھوئیں اور سات مرتبہ دھونا افضل ہے (بلکہ احوط ہے) ان کے سوائے اور
نجاستوں سے (برتن نجس ہو تو ایک مرتبہ دھونا کافی ہے اور تین مرتبہ بہتر ہے۔
(بلکہ آب قلیل سے تین مرتبہ دھونا احوط ہے) سونے اور چاندی کے ظروف کا استعمال
کھانے پینے وغیرہ میں حرام ہے اور چاندی کے گلٹ کئے ہوئے برتن کا استعمال
مکروہ ہے۔ کفار کے برتن پاک ہیں بشرطیکہ تری کے ساتھ ان کے استعمال کا یقین نہ ہو۔
کتاب الصلوٰۃ اس میں کئی باب ہیں۔ پہلا باب مقدمات نماز کے بیان میں ہے

دخل وقت المغرب الی ان یمضی مقدار ادائہا ثم یشترک الوقت بینہا وبین العشاء الی ان یبقی لانتصاف اللیل مقدار اربع رکعات فیختص بالعشاء واذا طلع الفجر الثانی دخل وقت الصبح الی ان تطلع الشمس اما النوافل فوقت نافلۃ الظہر اذا زالت الشمس الی ان یصیر ظل کل شئ مثلہ فاذا صار کذلک ولم یصل شیئاً من النافلۃ اشتغل بالفریضۃ ولو تلبس برکعۃ اتمہا مع الفریضۃ ووقت نافلۃ العصر بعد الظہر الی ان یصیر ظل کل شئ مثلیہ ولو خرج وقد تلبس برکعۃ

اسمیں کئی فصلیں ہیں پہلی فصل نمازوں کی تعداد میں ہے۔ واجب نمازیں ہر شب و روز میں پانچ ہیں روز ظہر کہ اس کی چار رکعتیں حضر میں اور دو رکعتیں سفر میں ہیں اور عصر اسی طرح۔ اور مغرب کہ اس میں تین رکعتیں ہیں ہر حال میں اور عشا مثل ظہر کے ہے اور صبح کہ اس کی دو رکعتیں ہیں ہر حال میں اور نافلہ شب و روز کی چونتیس رکعتیں حضر میں ہیں۔ ظہر سے پہلے آٹھ عصر سے پہلے آٹھ۔ مغرب کے بعد چار۔ عشا کے بعد دو بیٹھ کر کہ وہ ایک رکعت شمار کی جاتی ہے۔ اور نافلہ شب کی آٹھ رکعتیں جسے تہجد کہتے ہیں اور شفع کی دو اور وتر کی ایک اور نافلہ صبح کی دو۔ سفر میں دن کے نافلے اور نافلہ عشا ساقط ہے۔ باقی واجب نمازوں سے جمعہ اور عیدین اور سورج گہن اور چاند گہن اور زلزلہ اور آیات اور طواف اور میت اور نذر اور اس کے مثل کی نماز ہے جیسے عہد و قسم ان کے سوائے اور نمازیں مستحب ہیں۔ دوسری فصل نمازوں کے وقتوں کے بیان میں ہے۔ جب زوال آفتاب ہو تو ظہر کا وقت داخل ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ چار رکعتوں کا وقت گذرے۔ پھر ظہر و عصر میں مشترک وقت

زاحم بها الفريضة والا فلا و وقت نافلة المغرب بعدها الى ان تذهب
الحمرة المغربية ولو ذهبت ولم يكملها اشتغل بالعشاء و وقت
الوتيرة بعد العشاء يمتد بامتداد وقتها و وقت نافلة الليل بعد
انتصافه وكلما قرب من الفجر كان افضل ولو طلع وقد تلبس باربع
زاحم بها الصبح والا قضاها و وقت ركعتي الفجر بعد الفراغ من صلوة الليل
وتاخيرها الى طلوعه افضل ولو طلع الفجر زاحم بها الى ان تطلع الحمرة
المشرقية مسائل الاولى يصلي الفرايض في كل وقت اداءً و قضاءً

ہے تا آنکہ غروب آفتاب میں چار رکعتوں کا وقت باقی رہے۔ پس یہ خاص عصر کا وقت ہو
اور جب آفتاب غروب ہو اور علامت اسکی یہ ہے کہ سرخی مشرق دفع ہو جائے تو مغرب کا
وقت داخل ہوتا ہے یہاں تک کہ اسکے ادا کرنے کا وقت گذر جائے پھر مغرب و عشاء کا وقت
مل جاتا ہے تا اینکہ آدھی رات میں چار رکعتوں کا وقت باقی رہے یہ خاص عشاء کا وقت ہو اور
جب صبح صادق طالع ہو تو نماز صبح کا وقت داخل ہوتا ہے اور طلوع آفتاب تک باقی
رہتا ہے۔ نافلہ ظہر کا وقت زوال آفتاب سے ہے۔ یہاں تک کہ ہر شئے کا سایہ مثل اس شئے
کے ہو جائے۔ یہی وقت ظہر کی فضیلت کا بھی ہے اور جب اتنا وقت گذر جائے اور ابھی تو
نافلہ کی ایک رکعت بھی نہیں پڑھی ہو تو فریضہ میں مشغول ہو۔ اگر ایک رکعت پڑھ چکا
ہو تو نافلہ کو تمام کرے اور نافلہ عصر کا وقت ظہر کے بعد ہے یہاں تک کہ ہر شئے کا سایہ
اس کے دو برابر ہو یہی وقت عصر کی فضیلت کا بھی ہے۔ پس اگر اتنا وقت گذرے
اور ایک رکعت نافلہ کی پڑھ چکا ہو تو تمام کرے اور نہیں تو نہیں۔ نافلہ مغرب کا وقت نماز
مغرب کے بعد ہے سرخی مغرب دفع ہونے تک۔ یہی وقت مغرب کی فضیلت کا ہے۔ اگر سرخی دفع ہو

مالم یتضیق الحاضرۃ والنوافل مالم تدخل لفریضۃ الثانیۃ یکرہ ابتداء النوافل عند طلوع الشمس وغروبها وعند قیامها نصف النهار الی ان تزول الا فی یوم الجمعۃ وبعد الصبح والعصر عدا ذی السبب الثالثۃ تقدیم کل صلوۃ فی اول وقتها افضل الا فی مواضع ولا یجوز تاخیر الصلوۃ عن وقتها ولا تقدیمها علیہ الفصل الثالث فی القبلۃ وهی الکعبۃ مع القدرۃ وجهتها مع البعد والمصلی فی الکعبۃ یستقبل ای جدرانها شاء وعلی سطحها یبرز بین یدیہ بعضها و

اور نماز نافلہ تمام نہیں پڑھتی ہو تو عشا شروع کرے۔ وغیرہ یعنی نافلۂ عشاء کا وقت نماز عشا کے بعد اس کے آخر وقت تک ہے اور نافلۂ شب یعنی تہجد کا وقت آدھی رات کے بعد ہے جسقدر صبح سے نزدیک ہو بہتر ہے۔ اگر صبح ایسی حالت میں طالع ہو کہ چار رکعتیں پڑھ چکا ہو تو تمام کرے ورنہ قضا پڑھے مستحب، نافلۂ صبح کا وقت نماز شب سے فارغ ہونیکے بعد ہے اور طلوع صبح تک اس کی تاخیر بہتر ہے۔ اگر صبح ہو جائے تو نافلہ پڑھے سرخی مشرق طالع ہونے تک یہاں مسئلے ہیں۔ پہلا مسئلہ سوائے نماز یومیہ کے اور واجب نمازوں کو ہر وقت پڑھ سکتا ہے ادا ہوں یا قضا (یعنی کوئی وقت ان کا مانع نہیں) جب تک کہ نماز حاضرہ کا وقت تنگ ہو۔ نافلۂ یومیہ کے سوائے اور سنتی نمازیں اسوقت تک پڑھ سکتا ہے جب تک کہ نماز واجب کا وقت داخل نہ ہو دوسرا مسئلہ سنتی نماز کا ابتدا کرنا طلوع وغروب آفتاب کے وقت اور دوپہر کو سوائے روز جمعہ کے اور نماز صبح وعصر کے بعد مکروہ ہے نماز سببی کے سوائے (جیسے نماز زیارت و نماز حاجت) تیسرا مسئلہ اول وقت میں نماز پڑھنا افضل ہے سوائے بعض مقامات کے (جیسے کسی کو آخر وقت تک زوال عذر کی امید ہو یا روزہ دار ہو کہ افطار کیلئے لوگ

کل قوم یتوجہون الی رکنہم فالعراقی لاہل العراق والیمانی لاہل الیمن و مغربی لاہل مغرب والشامی لاہل شام وعلامۃ العراق جعل الفجر محاذیا بمنکب الایسر والشفق بمنکب الایمن وعین الشمس عند الزوال علی طرف الحاجب الایمن مما یلی الانف والجدی خلف منکب الایمن ومع فقد الامارات یصلی الی اربع جہات مع الاختیار ومع الضرورۃ الی ای جہۃ شاء ولو ترک استقبال القبلۃ عمدا اعاد فی الوقت وخارجہ ولو کان ظانا او ناسیا وکان بین المشرق و مغرب

اس کے منتظر ہوں یا خود روزہ دار کا نفس افطار کا مشتاق ہو جو نماز میں حضور قلب کا مانع ہو، ورنہ نماز مغرب کی تاخیر اس شخص کے لئے جو عرفات سے مشعر کی طرف کوچ کرے) نماز کی تاخیر اس کے وقت سے اور نماز پڑھنا پہلے وقت سے جائز نہیں تیسری فصل قبلہ کے بیان میں ہے وہ خانہ کعبہ ہے یا قدرت (جیسے نزدیک والوں کو) اور دور والوں کو سمت کعبہ ہی اور کعبہ کے اندر نماز پڑھنے والا جس طرف چاہے منہ کرے۔ چھت پر بعض سقف کو سامنے چھوڑ کے پڑھے اور ہر قوم رجوع کرنے والی ہے اپنے رکن کی طرف منہ کرے پس رکن عراقی اہل عراق کے واسطے ہے اور رکن یمانی اہل یمن کیلئے اور رکن غربی اہل غرب کے واسطے اور رکن شامی اہل شام کے لئے۔ اہل عراق (عرب) کی علامت یہ ہے کہ صبح (کے طلوع) کو بائیں مونڈھے کے مقابل رکھے اور شفق مغربی کو داہنے مونڈھے کے مقابل اور آفتاب کو زوال کے وقت داہنے ابرو کی نوک پر جو ناک کے نزدیک ہے اور ستارہ جدی کو (جو قریب قطب شمالی کے ہے) داہنے مونڈھے کے پیچھے رکھے۔ یہ نشانیاں نہ مل سکیں تو حالت اختیار میں چار طرف نماز پڑھے اور بوقت ضرورت جس طرف

فلا اعادة ولو كان ايهما اعد في الوقت ولو كان مستدبرا القبلة اعاد مطلقاً ولا يصلّي على الراحلة اختياراً الا النافلة **الفصل الرابع**

في اللباس يجب ستر العورة، ما يا قطن او الكتان او ما انبتة الارض من انوع الحشيش، و بخز خالص او بالصوف، والشعر والوبر مما يوكل لحمه او جلدٌ مع التذكية ولا تجوز الصلوة في جلد ميتة وان دبغ وجلد ما لا يوكل لحمه وان ذكي ودبغ ولا في صوفه وشعره ووبره ولا الحرير المحض للرجال مع الاختيار ويجوز في الحرب للنساء والركوب عليه

چاہیے پڑھے۔ اگر عمداً رو بقبلہ نہ ہو تو وقت اور خارج وقت میں اعادہ کرے۔ اگر قبلہ کے مقابلہ سے یا بھول کر مابین مغرب و مشرق نماز پڑھے تو اعادہ نہیں ہے یہ اہل عراق کا حکم ہے اور اہل دکن کر دن سے یا بھول کر بین شمال و مغرب یا مابین جنوب و مغرب نماز پڑھیں تو اعادہ نہیں، اگر اہل عراق، مشرق یا مغرب کی طرف رُخ کر دن سے یا بھول کر نماز پڑھیں تو وقت میں اعادہ کریں۔ اگر قبلہ کیطرف پشت کرے تو ہر حال میں اعادہ کرے۔ حال اختیار میں سواری پر نماز واجب، نہیں پڑھ سکتا ہاں نافلہ پڑھ سکتا ہے **چوتھی فصل** لباس کے بیان میں ہے۔ شرمگاہ کو ڈھانپنا واجب ہے روئی کے کپڑے یا کتان سے یا ایسی چیز سے جو زمین سے اُگے گھاس کے اقسام سے یا خز خالص سے یا جانور حلال گوشت کے بالوں سے خواہ وہ سخت ہوں یا نرم اور اس کے چمڑے سے بشرطیکہ ذبح کیا ہو یہ شرط چمڑے کے بارے میں ہے) اور مرے ہوئے جانور کے چمڑے میں اگرچہ اسے دباغت کریں اور حرام جانور کے چمڑے میں اگرچہ ذبح اور دباغت ہوا اور اس کے بال وغیرہ میں اور مرد کو ابریشم خالص میں بحال اختیار نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اور مرد کو ابریشم خالص پہننا بھی

والافتراش لہ ولا فی المغصوب مع العلم ولا فیما یستر ظہر القدم ادام یکن ساق ویکرہ فی ثیاب السود الا العمامۃ والخف وان یاتزر فوق القمیص وان یصحب الحدید ظاہراً واللثام والقباء المشدود فی غیر الحرب واشتمال الصماء۔ ویشترط فی الثوب الطہارۃ الا ما عفی عنہ مما تقدم وایضاً وحکمہ وعورۃ الرجل قبلہ ودبرہ وجسد المرأۃ کلہ عورۃ ویسوغ لہا کشف الوجہ والیدین والقدمین وللامۃ والصبیۃ کشف الراس ویستحب للرجل ستر جمیع جسدہ ولتردا افضل

جائز نہیں ہاں لڑائی میں جائز ہے اور عورت کے لئے مطلقاً جائز ہے اور اس پر بیٹھنا اور اس کا فرش کرنا دونوں کیلئے جائز ہے اور لباس غصبی میں باوجود علم کے وہ ایسے پہنے میں جو پشت قدم کو ڈھانپے اور ساق پا کو بالکل نہ ڈھانپے نماز جائز نہیں۔ اور سیاہ لباس میں نماز پڑھنا سوائے عمامے اور موزے اور عبا کے مکروہ ہے بغیر حالت نماز کبھی سیاہ لباس پہننا سوائے مذکورہ چیزوں کے مکروہ ہے۔ اور نماز میں کرتے کے اوپر لنگ باندھنا اور برہنہ لوہے کا ساتھ رکھنا اور ڈھاٹا باندھنا اور تنگ قبا پہننا غیر جہاد میں اور کسی کپڑے کا اس طرح اوڑھنا کہ دونوں سرے بغلوں میں سے نکال کر کاندھے پر ڈالے مکروہ ہے۔ شرط ہے کہ لباس پاک ہو سوائے ایسی نجاست کے جو معاف ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور چاہئے کہ لباس اپنا مملوک یا مملوک کے حکم میں ہو جیسے کوئی اپنے لباس میں نماز پڑھنے کی اجازت دے) مرد کی شرم گاہ جس کا ڈھانپنا ضرور ہے آگا اور پیچھا ہے اور عورت کے لئے تمام بدن ہے۔ ہاں عورت کو منہ کا کھلا رکھنا اور پہنچوں تک دونوں ہاتھوں کا اور دونوں قدموں کا کھلا رکھنا

وللمرأة ثلثة اثواب قميص ودرع وخمار ولو لم يجد ساترا صلى قائما
بالايماء ان امن من اطلاع غيره والا قاعدا موميا الفصل
الخامس في المكان كل مكان مملوك او ماذون فيه يجوز فيه
الصلوة وتبطل في مغصوب مع علم بغصب ويشترط طهارة موضع
الجبهة ويستحب الفريضة في المسجد والنافلة في المنزل وتكره الصلوة
في الحمام ووادي ضجنان والشقرة والبيداء وذات الصلاصل وفي
بين المقابر وارض الرمل والسبخة ومواطن الابل وقرى النمل وجوف

جائز ہے کنیز و نابالغ لڑکی کے لئے سر بھی کھلا رکھنا جائز ہے۔ مرد کو تمام بدن کا ڈھانپنا
سنت ہے سوائے ایسے اعضا کے جو ہمیشہ کھلے رہتے ہیں مثل منہ اور ہاتھوں وغیرہ
کے) اور ردا (مثل عبا کے) اوڑھنا افضل ہے۔ عورت کے واسطے کرتہ اور پیرہن (یعنی صدری
اور مقنع (جس سے سر اور گردن ڈھانپے) یہ تین کپڑے سنت ہیں۔ اور اگر کوئی کپڑا نہ ملے تو
کھڑا ہو کر اشارے سے نماز پڑھے بشرطیکہ کوئی وہاں دیکھنے والا نہ ہو ورنہ بیٹھ کے
اشارے سے نماز پڑھے۔ پانچویں فصل مکان نماز کے بیان میں ہے جو مکان اپنا ملکی ہو
(یا ملک غیر ہو مگر) اس میں نماز پڑھنے کی اجازت ہو ایسے مکان میں نماز جائز ہے۔ غصبی مکان میں
بشرطیکہ غصب سے واقف ہو نماز باطل ہے اور شرط ہے کہ پیشانی ٹیکنے کی جگہ پاک ہو۔ فرض
نماز مسجد میں پڑھنا سنت ہے اور سنتیں گھر میں اور حمام میں اور صحرائے ضجنان و شقرہ
و بیدا و ذات صلاصل میں (کہ یہ سب ان مقاموں کے نام ہیں جو مکے اور مدینے کے
بیچ میں ہیں) اور درمیان قبروں کے اور ریت کی زمین اور زمین شور پر اور اونٹ
رہنے کی جگہ اور چیونٹیوں کے سوراخ پر اور زمین نشیب کے بیچ میں جہاں پانی

اودیۃ وجواد الطرق والفریضۃ فی جوف الکعبۃ وبیوت المجوس و
النیران وان یکون بین یدیہ او الی احد جانبیہ امرأۃ تصلی او الی
باب مفتوح او انسان مواجہ او نار مضرمۃ او حائط ینز من بالوعۃ
ولا یجوز السجود الا علی الارض او ما انبتتہ الارض مما لا یؤکل و لا
یلبس اذا کان مملوکا او فی حکمہ خالیا من النجاسۃ ولا یجوز علی المغصوب
مع العلم ولا علی نجاسۃ ولا یشترط طہارۃ مساقط بقیۃ اعضاء السجود
ولا یجوز السجود علی ما لیس بارض کالجلود او ما خرج عنہا بالاستحالۃ

بستیوں اور بڑے راستوں میں، اور واجب نماز کعبے میں اور آتش پرستوں کے گھروں
میں اور جہاں آگ روشن رہتی ہو اور اس جگہ جہاں عورت سامنے یا پہلو میں نماز
پڑھتی ہو یا سامنے دروازہ کھلا ہو یا کوئی آدمی نمازی کی طرف منہ کئے ہو یا سامنے آگ
روشن ہو یا ایسی دیوار ہو جس سے نجاست ٹپکتی ہو۔ ان سب مقامات میں) نماز پڑھنا
مکروہ ہے (احتیاط یہ ہے کہ جہاں عورت نماز پڑھتی ہو اس کے پیچھے یا پہلو میں دس ہاتھ
کے فاصلے تک نماز نہ پڑھے) اور سوائے زمین کے یا سوائے ایسی چیز کے جو زمین سے اُگی
ہو اور کھانے اور پہننے کی نہ ہو جو اپنی ملک یا اس کے حکم میں ہو اور نجس نہ ہو اور کسی
چیز پر سجدہ جائز نہیں اور غصبی شئے پر با علم غصب اور نجس شئے پر سجدہ جائز نہیں باقی
اعضائے سجود کے مقاموں کا پاک ہونا شرط نہیں ہے (یعنی سوائے سجدہ گاہ کے اور
مقام نجس ہو بشرطیکہ خشک ہو اور نمازی کے بدن و لباس کے نجس ہو جانے کا خوف
نہ ہو تو وہاں نماز ہو سکتی ہے) جو چیز زمین سے نہ اُگے اس پر سجدہ جائز نہیں جیسے
چمڑا یا وہ چیز جو زمین سے مستحیل ہو کر خارج ہو جیسے یاقوت و زمرد وغیرہ معدنیات

کالمعادن ویجوز سجود مع عدم الارض علی ثلج والقیر وغیرھا و مع الحر علی الثوب ان فقد فعلی الید الفصل السادس فی الاذان و الاقامۃ وھما مستحبان فی جمیع صلوٰت الخمس اداءً و قضاءً للمنفرد والجامع رجلاً کان وامرأۃ بشرط ان تسر امرأۃ ویتاکدان فی الجھریۃ خصوصاً فی غداۃ و مغرب وصورۃ الاذان اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اشھد ان لا الٰہ الا اللہ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ اشھد ان محمداً رسول اللہ اشھد ان محمداً رسول اللہ

گر زمین نہ ملے تو برف، ور قیر پر اور دوسری چیز پر سجدہ کرے (قیر عرب میں ایک مشہور شے ہے جو زمین سے نکلتی ہے، ور کشتی وغیرہ پر لگائی جاتی ہے) اگر ایسی گرمی ہو کہ زمین پر سجدہ نہ کر سکے تو کپڑے پر اور وہ بھی نہ ملے تو ہاتھ پر سجدہ کرے۔ چھٹی فصل اذان واقامہ کے بیان میں ہے۔ یہ دونوں پانچوں نمازوں میں مسنون ہیں ادا ہوں یا قضا تنہا پڑھے یا جماعت سے مرد ہو یا عورت بشرطیکہ عورت آہستہ کہے نماز جہریہ میں خصوص صبح اور مغرب میں اذان واقامہ کی تاکید ہے۔ اذان اس طرح پر ہے۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ چار مرتبہ اور اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دو مرتبہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ دو مرتبہ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ دو مرتبہ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ دو مرتبہ حَيَّ عَلٰى خَيْرِ الْعَمَلِ دو مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ دو مرتبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دو مرتبہ (مترجم کہتا ہے حضرت امیر کی ولایت پر گواہی دینا اذان میں داخل نہیں ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص بقصد عدم جزئیت، ذان محض تبرکاً اَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا وَّلِيُّ اللّٰهِ کہے تو مضائقہ نہیں ہے) قامہ مثل اذان کے ہے مگر شروع میں تکبیر دو مرتبہ، ور آخر میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ایک مرتبہ، ور حَيَّ عَلٰى خَيْر

حيّ على الصلوة حيّ على الصلوة حيّ على الفلاح حيّ على الفلاح حيّ على خير
العمل حيّ على خير العمل الله اكبر الله اكبر لا اله الا الله لا اله الا الله.
والاقامة مثل الاذان الا التكبير فانه يسقط عنه مرّتان في اوّله والتهليل
يسقط منه مرّةً واحدةً في آخره ويزيد قد قامت الصلوة مرتين بعد
حيّ على خير العمل. فجميع فصولهما خمسة وثلثون فصلاً ولا يؤذن
قبل دخول الوقت الا في الصبح ويستحب اعادته بعد دخوله ويشترط
فيهما الترتيب ويستحب كون المؤذن عدلاً صيّتاً بصيراً بالاوقات

عمل کے بعد قد قامت الصلوة دو مرتبہ ہے اذان و اقامہ کی تمام فصلیں پینتیس ہیں صبح کی
نماز کے سوائے اور کسی نماز کے لئے وقت سے پہلے اذان نہیں اور صبح کو وقت داخل
ہونے کے بعد دوبارہ اذان کہنا سنت ہے۔ اذان و اقامت میں ترتیب شرط ہے اور
مؤذن عادل۔ خوش آواز وقت پہچاننے والا۔ باطہارت بلندی پر کھڑا ہوا۔ رو
بقبلہ۔ آواز بلند کرنے والا۔ اذان میں تانی کرنے والا۔ اقامہ میں جلدی کرنیوالا ہونا
سنّت ہے۔ اذان میں تانی سے یہ مراد ہے کہ ہر فقرہ کو ٹھہر ٹھہر کے کہے جلدی
نہ کرے بخلاف اقامہ کے۔ اذان و اقامہ میں ایک نشست یا ایک سجدے یا ایک قدم پڑھنے
سے فصل کرنا سنّت ہے چلتے ہوئے یا سواری پر با امکان اذان کہنا اور ہر فقرے
کے آخر کے اعراب کو ظاہر کرنا اور اذان و اقامہ کے فصول میں بات کرنا اور کسی فقرے
کو بغیر قصد اعلان دو مرتبہ سے زیادہ کہنا مکروہ ہے اور الصلوة خیر من النوم اذان
میں کہنا جائز نہیں ہے۔ دوسرا باب افعال نماز کے بیان میں ہے وہ دو قسم پر ہیں۔ واجب
سنّت اس میں کئی فصلیں ہیں پہلی فصل واجبات نماز کے بیان میں ہے۔ وہ

متطهرًا قائمًا على مرتفع مستقبلًا للقبلة رافعًا صوته مرتلًا للاذان محدرًا
للاقامة فاصلًا بينهما بجلسة او سجدة او خطوة ويكره ان يكون
ماشيًا وراكبًا مع القدرة والاعراب اواخر الفصول والكلام في
خلالهما والترجيع بغير الاشعار ويحرم قول الصلوة خير من النوم
الباب الثاني في افعال الصلوة وهي واجبة ومندوبة فههنا فصول
الاول في الواجبات وهي ثمانية الاول النية مقارنة لتكبيرة
الاحرام ويجب في النية القربة والتعيين والوجوب والندب

ہیں ۔ اوّل نیت تکبیرۃ الاحرام سے متصل اور نیت میں قصد قربت اور نماز کی تعیین
اور وجوب وسنت، ادا و قضا کا مقرر کرنا اور نیت کو آخر نماز تک باقی رکھنا واجب
ہے۔ دوسرے تکبیرۃ الاحرام ۔ یہ رکن ہے ۔ اسی طرح نیت بھی (رکن ہے) اسکی صورت
یہ ہے ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور با قدرت اس کا ترجمہ کافی نہیں ۔ اس کا سیکھنا واجب ہے گونگا
دلمیں تصور کرکے اشارہ کرے اور بوقت تکبیرۃ الاحرام کھڑا ہونا شرط ہے بالامکان، اور
ہاتھ کو کانوں کی لو تک اٹھانا سنت ہے ۔ تیسرے قیام وہ بالامکان رکن ہے اگر
عاجز ہو تو سہارا دیکر کھڑا ہو یہ بھی نہ ہو سکے تو بیٹھ کے نماز پڑھے اور بیٹھ بھی نہ جائے
تو کروٹ لیٹ کے اشارے سے پڑھے ۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو چت لیٹ کر پڑھے چوتھے قراءت دو
رکعتی نماز کی دونوں رکعتوں میں اور دوسری نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ حمد
اور ایک دوسرا سورہ پڑھنا واجب ہے ترجمہ کافی نہیں ۔ جو اچھا نہ پڑھ سکے تو بالامکان سیکھنا
واجب ہے ۔ اگر سیکھنا ممکن نہ ہو تو جس قدر اچھا پڑھ سکتا ہو اسی قدر پڑھے اگر نہ پڑھ سکتا ہو
تو اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ بقدر سورہ حمد کہے ۔ اور گونگا زبان کو حرکت دے ۔

والاداء او القضاء و ستة امتناحكماً الى الفراغ **الثانى** تكبيرة الاحرام
وهى ركن وكذا النية وصورتها الله اكبر ولا تكفى الترجمة مع القدرة
ويجب التعلم والاخرس يشير بها مع عقد قلبه وشرطها القيام مع
القدرة ويستحب رفع اليدين بها الى شحمتى الاذنين **الثالث**
القيام وهو ركن مع القدرة ولو عجز اعتمد فان تعذر صلى قاعداً ولو
عجز صلى مضطجعاً بالايماء ولو عجز صلى مستلقياً مومياً. **الرابع** القراءة
ويجب الحمد وسورة فى الثنائية وفى الاولتين فى غيرها ولا تجزى

اور دل میں پڑھے تیسری اور چوتھی رکعت میں اختیار ہے خواہ سورۂ حمد پڑھے یا تسبیحات اربعہ
اسکی صورت یہ ہے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ احوط
یہ ہے کہ ان تسبیحات کو تین مرتبہ پڑھے صبح کی نماز و مغرب و عشا کی پہلی دو رکعتیں پکار کے
پڑھنا واجب ہے (اسے جہر کہتے ہیں) اور باقی آہستہ اور واجب نماز میں سورہائے عزائم
پڑھنا اور ایسا سورہ جس کے پڑھنے میں وقت جاتا رہے اور الحمد کے بعد دو سورے پڑھنا
جائز نہیں - نماز اخفاتی میں آواز بلند سے بسملہ پڑھنا اور سورۂ جمعہ و منافقین نماز
جمعہ میں یا ظہر روز جمعہ میں پڑھنا سنت ہے چار رکعتی نماز کی اخیر دو رکعتوں میں
اور مغرب کی آخر رکعت میں سورۂ حمد پڑھے تو احوط یہ ہے کہ بسملہ اس میں آہستہ پڑھے
سورۂ حمد کے اخیر میں آمین کہنا جائز نہیں کہ اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے **پانچویں**
رکوع نماز کسوف و آیات کے سوا تمام نمازوں کی ہر رکعت میں ایک مرتبہ رکوع
واجب ہے اور وہ رکن ہے رکوع میں اس قدر جھکنا واجب ہے کہ ہتھیلیاں گھٹنوں تک
پہونچیں اگر اتنا نہ جھک سکے تو جتنا ہو سکے بجا لائے اور بالکل نہ جھک سکے تو اشارہ کرے اور

الترجمة ويجب التعلم لو لم يحسن مع امكانه ومع عجزه يصلي بما يحسن وان لم
يحسن شيئاً كبّر الله وهلّله والاخرس يحرك لسانه ويعقد بها قلبه و
يتخيّر في الثالثة والرابعة بينها وبين التسبيح الاربع وصورته سبحان
الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر ويجب الجهر في الصبح واوليي
المغرب والعشاء والاخفات في البواقي ولا يجوز قراءة عزائم في الفرائض
ولا ما يفوت الوقت بقراءته ولا قراءة سورتين بعد الحمد ويستحب
الجهر بالبسملة في الاخفات وقراءة الجمعة والمنافقين في

واجب ہے کہ بقدر ایک تسبیح کے رکوع میں ٹھہرے اور ایک مرتبہ اس طرح سے
تسبیح کہو سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ پھر سیدھا کھڑا ہو کر ایک دم کے موافق)
ٹھہرے اور سنت ہے کہ رکوع میں جاتے وقت تکبیر کہے اور دونوں ہاتھ اٹھائے اور
رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے۔ انگلیاں کھلی رہیں۔ گھٹنوں کو پیچھے کی طرف ہٹائے
پشت سیدھی کرے گردن کو بڑھائے اور دعا جو منقول ہے پڑھے۔ اور تسبیح ایک مرتبہ
سے زیادہ یعنی تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ پڑھے اور رکوع سے سر اٹھا کر
سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے اور رکوع میں ہاتھ پیروں کے اندر رکھنا مکروہ ہے۔
چھٹے سجدہ ہر رکعت میں دو سجدے واجب ہیں اور وہ دونوں مل کے رکن ہیں، ہر
سجدے میں سات اعضا یعنی پیشانی اور دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کے
انگوٹھے ٹیکنا واجب ہے اور واجب ہے کہ سجدہ کا مقام کھڑے ہونے کے مقام سے ایک
بالشت (یعنی چار انگشت) سے زیادہ بلند نہ ہو۔ اگر سجدہ نہ کر سکے تو اشارہ کرے یا کوئی
چیز بلند کر کے اس پر سجدہ کرے۔ کسی چیز کو اٹھا کر اس پر سجدہ کرنا مقدم ہے اگر یہ بھی

الجمعة وظهرها ويحرم قول آمين آخر الحمد فيبطل الخامس الركوع
يجب في كل ركعة مرة إلا في الكسوف والآيات وهو ركن ويجب أن ينحني
بقدر أن يصل كفاه إلى ركبتيه ويجزئ الممكن وإلا أومأ وأن
يطمئن بقدر التسبيح وأن يسبح مرة واحدة صورتها سبحان ربي
العظيم وبحمده وأن ينتصب قائما مطمئنا ويستحب التكبير له و
رفع اليدين به ووضع اليدين على ركبتيه منفرجات الأصابع ورد ركبتيه
إلى خلفه وتسوية ظهره وعنقه والدعاء وزيادة التسبيح وأن يقول

نہ ہو سکے تو اشارہ کرے اور واجب ہے کہ بقدر ایک تسبیح سجدے میں ٹھہرے اور ایک مرتبہ
تسبیح اس طرح کہے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِہٖ دونوں سجدوں کے درمیان
اطمینان سے بیٹھے اور ایسی چیز پر پیشانی رکھے جس پر سجدہ صحیح ہے اور سجدے میں جاتے
وقت اور سر اٹھاتے وقت تکبیر کہنا اور حالت قیام سے سجدے میں جاتے وقت گھٹنوں سے
پہلے زمین پر ہاتھ ٹیکنا اور خاک پر ناک پہونچانا اور دعا جو سجدے میں مستحب ہے پڑھنا
اور زیادہ تسبیح کہنا تین یا پانچ یا سات مرتبہ اور دوسرے سجدے کے بعد ٹھہرنا
اور دونوں سجدوں کے مابین دعا پڑھنا یعنی اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ)
اور گھٹنے اٹھانے سے پہلے دونوں ہاتھ ٹیک کر کھڑا ہونا سنت ہے اور کتے کی طرح
بیٹھنا مکروہ ہے ساتویں تشہد دو رکعتی نماز میں ایک مرتبہ اور تین رکعتی اور چار
رکعتی نماز میں دو مرتبہ یعنی دوسری رکعت اور آخر رکعت میں تشہد پڑھنا
واجب ہے اور بقدر تشہد کے بیٹھنا اور شہادتین اور درود بر نبی اور آل نبی علیہم
السلام پر واجب ہے کم سے کم اس طرح ہے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ

بعد رفع الراس سمع اللہ لمن حمدہ ویکرہ ان یرکع وید آہ تحت ثیابہ السادس السجود ویجب فی کل رکعۃ سجدتان وھما رکن ویجب فی کل سجدۃ السجود علی سبعۃ اعضاء الجبھۃ والیدین و الرکبتین وابھامی الرجلین وعدم علو موضع السجود علی موضع القیام بازید من لبنۃ ولو تعذر السجود اوما اور فع شیئاً وسجد علیہ وان یطمئن بقدر التسبیح وان یسبح مرۃ واحدۃ وصورتھا سبحان ربی الاعلی وبحمدہ وان یجلس بینھما مطمئنا وان یضع جبھتہ علی ما

اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ (احوط یہ ہے کہ اس طرح کہے۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ) اور سنّت ہے کہ متورک بیٹھے (اس طرح سے کہ دونوں پاؤں دہنی طرف نکالے اور بائیں تلوے کو دہنے پاؤں کی پشت پر رکھے) تشہد کے (پہلے) اور بعد دعائے (منقول) پڑھے آٹھویں سلام اس کے وجوب میں اختلاف ہے (قول اصح واشہر واحوط وجوب ہے) اسکی صورت یہ ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ ط یا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ط اور سنّت ہے کہ منفرد نماز پڑھنے والا قبلہ کی طرف سلام کہے اور گوشۂ چشم سے دہنی طرف اشارہ کرے اور امام (دہنی طرف) منہ سے اشارہ کرے اور ماموم بھی دہنی طرف اپنے منہ سے اشارہ کرے اور ماموم کے بائیں طرف کوئی آدمی ہو تو اس طرف بھی اشارہ کرے (اور ایک دوسرا سلام بھی کہے) دوسری فصل نماز کے مستحبات کے بیان میں ہے وہ پانچ ہیں

بصح السجود علیہ ویستحب التکبیر لہ وعند رفع الراس والسبق بیدیہ علی الارض والارغام بالانف والدعاء والتسبیح الزائد الطمانینۃ عقیب رفعہ من الثانیۃ والدعاء بینھما والقیام معتمداً علی یدیہ سابقاً برفع رکبتیہ ویکرہ الاقعاء السابع التشہد ویجب فی کل ثنائیۃ مرۃ وفی الثلاثیۃ والرباعیۃ مرتین ویجب فیہ الجلوس بقدرہ والشہادتان والصلوٰۃ علی النبی وآلہ واقلہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمداً رسول اللہ اللّٰھم صل علی محمد وآل محمد ویستحب

اوّل نماز کی ابتدا میں سات تکبیریں کہنا اور ان کے درمیان تین دعائیں پڑھنا۔ ان سات تکبیروں میں سے ایک تکبیرۃ الاحرام ہے۔ دوسرے قنوت کہ ہر نماز کی دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے حمد اور سورے کے بعد پڑھے اور اگر بھول جائے تو رکوع کے بعد قضا بجالائے تیسرے حال قیام میں سجدے کے مقام پر دیکھنا اور حال قنوت میں ہتھیلیوں کو اور حالت رکوع میں پاؤں کے بیچ میں اور سجدے میں ناک کی طرف اور بیٹھنے کے وقت گود کی طرف دیکھنا۔ چوتھے دونوں ہاتھوں کا حالت قیام میں رانوں پر گھٹنوں کے مقابل رکھنا اور قنوت میں منہ کے مقابل اور رکوع میں گھٹنوں پر اور سجدے میں کانوں کے برابر اور بیٹھتے وقت رانوں پر پانچویں تعقیب پڑھنا کم سے کم تسبیح زہرا علیہا السلام ہے۔ زیادہ کی انتہا نہیں اور سنّت ہے کہ منقول دعائیں پڑھے۔ تیسری فصل مبطلات نماز کے بیان میں ہے۔ اوّل جو چیز کہ طہارت کو توڑتی ہے وہ نماز کو باطل کرتی ہے اگرچہ سہواً ہو۔ دوسرے عمداً پیچھے دیکھنا تیسرے کلام (عمداً) دو حرف ہوں یا زیادہ قرآن و دعا کے سوائے

مبطلات نماز

ان یجلس فیہ متورکاً وان یدعو بعدا و واجب التسلیم وفی وجوبہ خلاف وصورتہ السلام علینا وعلی عباد اللّٰہ الصالحین او السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ ویستحب ان یسلم المنفرد الی القبلۃ ویومی بمؤخر عینیہ والامام بصفحۃ وجھہ والماموم عن یمینہ ویسارہ ان کان علی یسارہ احد۔ الفصل الثانی فی مندوبات الصلوٰۃ وھی خمسۃ الاول التوجہ بسبع تکبیرات بینھا ثلثۃ ادعیۃ واحدۃ منھا تکبیرۃ الاحرام الثانی القنوت وھی فی کل ثنائیۃ قبل الرکوع

چوتھے پکار کے ہنسنا پانچویں فعل کثیر جو نماز کے افعال سے خارج ہو چھٹے امور دنیا کے لئے رونا ساتویں ہاتھ باندھنا اور داہنے یا بائیں منہ پھیر کے دیکھنا اور جمائی اور انگڑائی لینا اور انگلیاں چٹخانا اور فعل عبث کرنا اور کتے کی طرح بیٹھنا اور ناک چھنکنا اور تھوکنا اور سجدے کے مقام کو پھونکنا اور ایک حرف سے آہ کرنا اور بول و براز کو روکنا مکروہ ہے (بول و براز کو روکنا جو مکروہ ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ چاہیئے نماز کے پہلے رفع حوائج کرے یوں بول و براز کو روک کر نماز پڑھنے میں مشغول نہ ہو) (اور احوط یہ ہے کہ نماز میں داہنے بائیں بھی نہ دیکھے) نماز توڑنا بغیر ضرورت کے حرام ہے اور مرد کو جوڑا باندھنے میں دو قول ہیں۔ (احوط یہ ہے کہ نہ باندھے) اور جائز ہے نماز میں (دعا کرنا چھینکنے والے کے لئے اور سلام کا جواب دینا اور دعائے مباح پڑھنا جائز ہے (بلکہ نمازی کو سلام علیک کہے تو اس کے جواب میں بھی سلام علیک کہنا واجب ہے علی الاحوط) تیسرا باب باقی واجب نمازوں کے بیان میں ہے۔ اس میں کئی فصلیں ہیں۔ پہلی فصل نماز جمعہ کے بیان میں ہے وہ ظہر کے عوض

وبعد القرأۃ و تفضیہ او نسیہ بعد الرکوع الثالث نظرہ فی حال
قیامہ الی موضع سجودہ و فی حال قنوتہ الی باطن کفیہ و فی رکوعہ
الی ما بین رجلیہ و فی سجودہ الی طرف انفہ و فی جلوسہ الی حجرہ
الرابع وضع الیدین قائماً علی فخذیہ بحذاء رکبتیہ وقانتاً تلقاء وجہہ
وراکعاً علی رکبتیہ و ساجداً بحذاء اذنیہ و جالساً علی فخذیہ الخامس
التعقیب و اقلہ تسبیح الزہراء ولا حصر لکثرہ ویستحب ان یاتی بالمنقول و افضل
الثالث فی قواطع الصلوٰۃ و یبطلہا کل نواقض الطہارۃ و ان کان سہواً

میں دو رکعتیں ہیں اس کا وقت زوال آفتاب سے ہے یہاں تک کہ ہر شے کا سایہ
اس کے برابر ہو جائے۔ اور اس کی شرطیں یہ ہیں کہ بادشاہ عادل ہو یعنی امام برحق
یا وہ شخص جسے امام مقرر کرے۔ اور کم سے کم مع امام پانچ آدمی ہوں۔ امام دو
خطبے پڑھے۔ جن میں الحمد للہ اور صلوٰۃ بر رسولؐ و آل رسولؐ اور وعظ اور
قرآن کا ایک چھوٹا سورہ ہو اور یہ نماز جماعت سے پڑھی جائے اور دوسری جگہ
تین میل سے کم نماز جمعہ نہ ہو۔ با حصول شرائط ہر مرد مکلف آزاد پر جو بینا۔
اور اندھا لنگڑا اور بہت بوڑھا اور مسافر نہ ہو نماز جمعہ واجب ہے اگر کسی
شخص میں اور اس مقام میں جہاں نماز جمعہ پڑھی جاتی ہے چھ میل سے زیادہ
فاصلہ ہو تو اس کا حاضر ہونا واجب نہیں۔ نماز جمعہ قضا ہو جائے تو ظہر واجب
ہے۔ دونوں خطبے زوال کے بعد نماز جمعہ سے پہلے پڑھنا اور خطیب کا کھڑا ہونا
با امکان واجب ہے۔ اور خطبے پڑھتے وقت طہارت سنت ہے۔ اور نیز سنت ہے
کہ خطیب فصیح ہو اور ہمیشہ نماز جمعہ پڑھتا ہو اور ردا اوڑھے ہوئے عمامہ باندھے

وتعمد الالتفات الى ماورائه والكلام بحرفين فصاعداً مما ليس بالقرآن
ولادعاء والقهقهة والفعل الكثير الخارج عنها والبكاء لأمور الدنيا والتكفير و
يكره الالتفات يميناً وشمالاً والتثاؤب والتمطي والفرقعة والعبث والاقعاء و
التنخم والبصاق ونفخ موضع السجود والتأوه بحرف ومدافعة الاخبثين ويحرم
قطع الصلوٰة بغير ضرورة وفي عقص الشعر للرجل قولان ويجوز تسميته الى طسن رد
السلام والدعاء والمباح الباب الثالث في بقية الصلوٰة الواجبة وفيه
فصول الفصل الاول في الجمعة وهي ركعتان عوض الظهر ووقتها

ہوئے کسی شئے پر (مثل عصا یا تلوار کے) تکیہ کئے ہوئے خطبے پڑھے۔ اور سنت ہے
کہ لوگ دونوں خطبے کان رکھ کے سنیں۔ یہاں کئی مسائل ہیں۔ پہلا مسئلہ
جمعہ کو عصر کی اذان بدعت ہے دوسرا مسئلہ اذان کے بعد خرید و فروخت حرام ہے
مگر صحیح ہو جائے گی۔ تیسرا مسئلہ غیبت امام میں اجتماع ممکن ہو تو نماز جمعہ مستحب
ہے۔ چوتھا مسئلہ نافلہ کی بیس رکعتیں پڑھنا اور سر منڈانا اور ناخن اور شارب
لینا اور مسجد کی طرف آہستگی و وقار سے چلنا اور اچھا لباس پہننا اور خوشبو ملنا
اور دعا پڑھنا اور حمد اور سورہ (نماز جمعہ میں) پکار کے پڑھنا سنت ہے دوسری
فصل نماز عیدین کے بیان میں ہے۔ وہ بشرائط جمعہ جماعت سے واجب ہے
اگر شرطیں نہ پائی جائیں تو جماعت سے اور منفرداً سنت ہے اس کا وقت
طلوع آفتاب سے زوال تک ہے اگر ترک ہو جائے تو قضا نہیں۔ اسکی دو رکعتیں
ہیں۔ پہلی رکعت میں بعد الحمد کے سورۃ الاعلیٰ پڑھے پھر پانچ تکبیریں کہے ہر تکبیر
کے بعد ایک قنوت پڑھے پھر چھٹی تکبیر کہہ کے رکوع اور دو سجدے بجا لائے۔ پھر

من زوال الشمس الی ان یصیر ظل کل شیء مثلہ وشروطہا السلطان العادل
او من نصبہ وعددہا وہو خمسۃ نفر احدہم الامام والخطبتان وفیہما الحمد
للہ والصلوٰۃ علی النبی وآلہ والوعظ وقراءۃ سورۃ خفیفۃ من القرآن و
الجماعۃ وان لا یکون ہناک جمعۃ اخری بینہما اقل من ثلثۃ امیال
وتجب مع الشرائط علی کل مکلف حر ذکر سلیم من مرض والعمی والعرج ولا یکون
ہما ولا مسافرا ولو کان بینہ وبین الجمعۃ ازید من فرسخین لم یجب الحضور
ولو فاتت وجبت الظہر ویجب ایقاع الخطبتین بعد الزوال قبلہا وقیام

کھڑا ہو کر الحمد کے بعد والشمس پڑھے پھر چار تکبیریں کہے۔ ہر تکبیر کے بعد ایک قنوت
پڑھے پھر پانچویں تکبیر کہہ کے رکوع اور دونوں سجدے بجا لائے اور نماز تمام کرے۔
عیدین کی نماز کے لئے برہنہ پا آہستگی و وقار سے صحرا کو جانا اور عید فطر میں جانے
سے پہلے افطار کرنا اور عید اضحی میں آنے کے بعد قربانی کے گوشت سے افطار کرنا۔
اور عید فطر میں چار نمازوں کے بعد تکبیریں کہنا سنت ہے۔ ان کی ابتدا شب عید کی
مغرب سے اور انتہا نماز عید تک ہے۔ تکبیریں یہ ہیں اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ عَلٰی مَا
ہَدَانَا۔ عید اضحی میں اگر منیٰ میں ہو تو پندرہ نمازوں کے بعد تکبیرات کہنا سنت ہے،
ابتدا ظہر روز عید سے ورنہ دس نمازوں کے بعد اس طرح سے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ
اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ
عَلٰی مَا ہَدَانَا اَللّٰہُ اَکْبَرُ عَلٰی مَا رَزَقَنَا مِنْ بَہِیْمَۃِ الْاَنْعَامِ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ
عَلٰی مَا اَبْلَانَا۔ یہاں کئی مسائل ہیں۔ پہلا مسئلہ نماز عید سے پہلے

الخطیب مع القدرۃ ویستحب فیہما الطہارۃ وان یکون الخطیب بلیغاً مواظباً علی الصلوۃ مرتدیا معتمداً علی شیء والاصغاء الیہما مسائل الاولیٰ الاذان الثانی بدعۃ الثانیۃ یحرم البیع بعد النداء وینعقد الثالثۃ لو امکن الاجتماع حال الغیبۃ استحب الجمعۃ الرابعۃ یستحب التنفل بعشرین رکعۃ وحلق الرأس وقص الاظفار واخذ الشارب المشی بسکینۃ و وقار والتنظیف والتطیب والدعاء والجہر بالقراءۃ **الفصل الثانی** فی صلوٰۃ العیدین وہی واجبۃ جماعۃ بشروط الجمعۃ

اور اس کے بعد نافلہ پڑہنا مکروہ ہے۔ مگر مسجد نبی میں رکوئی شخص ہو تو عیدگاہ کو جانے سے پہلے نافلہ پڑہ سکتا ہے۔ دوسرا مسئلہ بعض علماء نے کہا ہے کہ تکبیرات زائدہ رجو قنوت سے پہلے کہی جاتی ہیں واجب ہیں۔ اسی طرح قنوت بھی۔ تیسرا مسئلہ نماز کے بعد دو خطبے پڑہنا واجب ہے۔ چوتھا مسئلہ روز عید طلوع آفتاب کے بعد اور نماز عید سے پہلے سفر حرام ہے۔ اور طلوع آفتاب سے پہلے مکروہ ہے۔ **تیسری فصل**۔ سورج گہن روغیرہ کی نماز کے بیان میں ہے۔ سورج گہن اور چاند گہن اور زلزلہ اور آندھی وغیرہ خوفہائے آسمانی کے وقت دو رکعت نماز پڑہنا واجب ہے ہر رکعت میں پانچ رکوع اور دو سجدے ہیں اُس کی کیفیت یہ ہے کہ نیت کرکے تکبیر کہے۔ الحمد پڑہ کے ایک تمام سورہ یا بعض رآیات سورے کے پڑھے پھر رکوع کرکے سیدھا کھڑا ہو پس اگر پہلے سورہ تمام پڑھا ہو تو پھر الحمد اور سورہ تمام یا بعض پڑھے اور پھر رکوع کرے۔ اسی طرح پانچ رکوع بجالائے اور اگر سورہ تمام

ومع فقدھا تستحب جماعۃ وفرادیٰ ووقتہ بعد طلوع الشمس الی الزوال ولا تقضی لو فاتت وھی رکعتان یقرأ فی الاولیٰ الحمد و الاعلیٰ ثم یکبر خمسًا و یقنت بینھا ثم یکبر السادسۃ للرکوع ویسجد سجدتین ثم یقوم و یقرأ الحمد والشمس ثم یکبر اربعًا و یقنت بینھا ثم یکبر الخامسۃ ویرکع و یسجد سجدتین ویستحب الاصحار بھا والخروج حافیا بسکینۃ ووقار وان یطعم قبل خروجہ فی الفطر و بعد ھا فی الاضحیٰ مما یضحی بہ والتکبیر عقیب اربع صلوٰۃ اولھا المغرب آخرھا العید

نہیں پڑھا ہو تو وہ سورہ تمام ہونے تک ایک حمد پر اکتفا کرے پس جب پانچواں رکوع کر چکے تو تکبیر کہہ کے دو سجدے بجا لائے پھر کھڑا ہو اور دوسری رکعت بھی مثل پہلی کے ادا کرکے تشہد پڑھ کے سلام کہے اور سنت ہے کہ اس نماز میں بڑے سورے پڑھے۔ رکوع قیام کے برابر بجا لائے (یہ نماز) جماعت سے ادا کرے وقت باقی ہو تو دوبارہ نماز پڑھے اور ہر رکوع سے سیدھا ہوتے وقت تکبیر کہے مگر پانچویں اور دسویں رکوع سے کھڑا ہوتے وقت سَمِعَ اللّٰہُ لِمَن حَمِدَہ کا کہنا سنت ہے۔ اور پانچ قنوت پڑھے یعنی ہر دوسرے رکوع سے پہلے ایک قنوت، سورج گہن اور چاند گہن کی نماز کا وقت گہن شروع ہونے کھلنے کی ابتدا تک ہے اور دوسرے آیات کا وقت اس کے باقی رہنے تک اور نماز زلزلہ کا وقت تمام عمر ہے یعنی جب پڑھے ادا پڑھے اس کی قضا نہیں، اگر ان نمازوں کو عمداً یا بھول کر ترک کرے تو قضا پڑھے۔ اگر کسوف و خسوف سے، واقف نہ ہو بعد کو معلوم ہو تو اس صورت میں اگر تمام گہن لگا

فی الفطر و فی الاضحی عقیب خمس عشرۃ اولہا الظہر یوم العید بل ان
کان بمنی و فی غیرہا عقیب عشرۃ مسائل الاولیٰ یکرہ التنفل
قبلہا و بعدہا الا فی مسجد النبیؐ قبل خروجہ الثانیۃ قیل تکبیرات العید
واجب کذا القنوت الثالثۃ تجب خطبتان بعدہا الرابعۃ یحرم
السفر بعد طلوع الشمس قبل الصلوٰۃ و یکرہ قبلہ الفصل الثالث
فی صلوٰۃ الکسوف و تجب عند کسوف الشمس و خسوف القمر و الزلزلۃ
والریح المخوفۃ و غیرہا من اخاویف السماء رکعتان یشتمل کل رکعۃ

تو قضا پڑھے اور نہیں تو نہیں۔ اگر نماز آیات کا وقت فریضۂ حاضرہ (یعنی نماز
یومیہ) سے مل جائے تو اختیار ہے جسے چاہے پہلے پڑھے جب تک کہ کسی کا وقت
تنگ نہ ہو۔ اور دونوں وقت تنگ ہوں تو نماز حاضر کو مقدم کرے۔ اس صورت
میں نماز آیات کی قضا نہیں بشرط عدم تقصیر۔ چوتھا باب سنتی نماز وں
کے بیان میں ہے۔ بعض ان میں سے نماز استسقا ہے (یعنی طلب بارش)
کمی آب کے وقت اس نماز کی تاکید ہے۔ اس کی کیفیت مثل نماز عید کے ہے
مگر قنوت میں دعا زیادتی باران و طلب رحمت کرے اور سُنّت ہے کہ
دعائے منقولہ پڑھے۔ سب لوگ تین روزے رکھیں۔ تیسرا روزہ جمعہ یا پیر
کو واقع ہو۔ اور سنت ہے کہ جمعہ یا پیر کو نماز کے لئے صحرا کو جائیں اور بچوں
اور ماؤں میں جدائی ڈالیں۔ ردائیں الٹی اوڑھیں۔ امام نماز کے بعد رو بقبلہ
سو مرتبہ تکبیر کہے۔ پھر داہنی طرف سو مرتبہ سبحان اللہ پھر بائیں طرف
سو مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہے۔ پھر آدمیوں کی طرف منہ کرے اور سو

على خمس ركعات وسجدتين وكيفيتها ان ينوي ويكبر ثم يقرأ الحمد وسورة او بعضها ثم يركع وينتصب فان كان اتم السورة قرأ الحمد ثانيا وسورة او بعضها وهكذا الى ان يركع خمسا وان لم يكن اتمها اكتفى بتمامها عن الفاتحة فاذا ركع خمسا كبر وسجد سجدتين ثم قام وصنع ثانيا كما صنع اولا وتشهد وسلم ويستحب ان يقرأ فيها السورة الطوال و مساوات الركوع القيام والجماعة والاعادة مع بقاء الوقت والتكبير عند الانتصاب من الركوع الا في الخامس والعاشر فانه يقول سمع الله

مرتبہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے۔ سب لوگ ان اذکار میں امام کی متابعت کریں، اگر قبولیتِ دعا میں دیر ہو تو دوبارہ نماز کئے جائیں۔ اور بعض سنتی نمازوں سے نافلہ رمضان المبارک ہے۔ وہ ہزار رکعتیں ہیں۔ ہر شب کو بیس رکعتیں اور شبہائے قدر میں کہ انیسویں شب اور اکیسویں شب اور تیئسویں شب ہے سو سو رکعتیں زیادہ ہیں اور دہہ آخر میں دس دس رکعتیں زیادہ ہیں۔ یہ سب مل کے ہزار رکعتیں ہوتی ہیں۔ بعض ان میں سے شب عید فطر اور روز عید غدیر اور شب نیمہ شعبان اور شب و روز مبعث کی نماز اور نماز منسوب بنبی و فاطمہ و جعفر علیہم السلام ہے۔ ان کے طریقے کتب مبسوطہ میں مثل زاد المعاد وغیرہ کے مرقوم ہیں۔

پانچواں باب سہو کے بیان میں ہے

جو شخص واجبات نماز میں سے کسی شے کو عمداً ترک کرے نماز باطل ہے اگرچہ جاہل مسئلہ ہو۔ جہر و اخفات کے سوائے کہ اس میں جاہل معذور ہے۔ اسی طرح اگر عمداً اس چیز کو بجا لائے جس کا ترک واجب ہے تو نماز باطل

بین حمدہ والقنوت خمس مرات ووقتها فی کسوف وخسوف من حین ابتدا
الی الانجلاء وفی غیرهما مدته وفی الزلزلة مدة العمر ولو فاتت عمدا او
نسیانا قضاها ولو کان جاهلا فان کان قد احترق القرص کله قضی والا
فلا ولو اتفقت وقت الفریضة الی ضرة تخیر مالم یتضیق احدهما ولو تضیق
قدم الحاضرة ولا قضاء مع عدم التفریط **الفصل الرابع فی صلوة الندب**
فمنها صلوة الاستسقاء وهی مؤکدة عند قلة المیاه وکیفیتها مثل صلوة
العید الا انه یقنت بسوال توفیر المیاه والاستعطاف به ویستحب بمدنو

ہوتی ہے۔ اگر بھولے سے کسی شئے کو ترک کرے وہ رکن ہو تو جب تک اسکا
محل باقی ہے بجالائے اگر محل گذر جائے تو نماز کا اعادہ کرے۔ اگر عمداً یا سہواً
رکوع زیادہ ہو نماز کا اعادہ کرے۔ اور اگر سہواً نماز سے ایک رکعت یا دو
رکعتیں کم ہوں اور یاد نہ آئے یہاں تک کہ بات کرے یا پشت بقبلہ ہو تو
نماز کا اعادہ کرے۔ اگر باوجود علم مکان غصبی یا لباس غصبی یا نجس میں
نماز پڑھے یا نجس شئے پر سجدہ کرے تو نماز کا اعادہ کرے۔ اگر بغیر طہارت
یعنی بے وضو و غسل / یا وقت سے پہلے یا پشت بقبلہ نماز پڑھے تو اعادہ
کرے عمداً ہو خواہ سہواً اور فعل ترک شدہ رکن نہ ہو تو اس کی تین قسمیں
ہیں۔ پہلی قسم وہ ہے کہ جس کا کچھ حکم نہیں یعنی نماز صحیح ہے / وہ
یہ ہے کہ کوئی شخص الحمد اور سورہ کو بھول جائے۔ یہاں تک کہ رکوع میں چلا جائے
یا جہر و اخفات کو بھولے یا ذکر رکوع یا رکوع میں ٹھہرنے کو بھولے یہاں تک کہ سیدھا
ہو یا رکوع سے سر اٹھانے کو یا سر اٹھا کر ٹھہرنے کو یا ذکر سجدہ یا سجدے

ویصوم الناس ثلثا والخروج یوم الجمعۃ او الاثنین والتفریق بین الاطفال وامہاتہم وتحویل الرداء ویکبر الامام بعدھا مائۃ مرۃ مستقبل القبلۃ والتسبیح کذالک یمینا والتہلیل یسارا والتحمید تلقاء الناس ومتابعتہم لہ والمعاودۃ مع تاخیر الاجابۃ۔ ومنہا نافلۃ رمضان وھی الف رکعۃ فی کل لیلۃ عشرین فی لیالی الافراد زیادۃ مائۃ وفی العشرۃ الاخرۃ زیادۃ عشر ومنہا صلوٰۃ لیلۃ الفطر ویوم الغدیر ولیلۃ النصف من شعبان ولیلۃ المبعث ویومہ وصلوٰۃ علی وفاطمۃ وجعفر

میں ٹھہرنے کو یا سجدے کے وقت سات اعضاء سے کسی ایک عضو کے ٹیکنے کو یا سجدہ سے سر اٹھانے کو یا سر اٹھا کر ٹھہرنے کو یا تشہد میں ٹھہرنے کو بھولے (ان سب صورتوں میں نماز صحیح ہے۔) دوسری قسم جس کا تدارک واجب ہے۔ وہ یہ ہے کہ کسی شخص کو سورہ پڑھتے وقت یاد آئے کہ الحمد کو نہیں پڑھا تو الحمد پڑھ کے سورہ کا اعادہ کرے یا سجدے سے پہلے یاد آئے کہ رکوع نہیں کیا تو رکوع کرے ور اگر قیام میں یاد آئے کہ ایک سجدہ نہیں کیا تو بیٹھ جائے اور سجدہ کرے اور دو سجدے سہو کے بجا لائے اور جو تشہد کو بھولے اس کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر بعد سلام کے یاد آئے کہ تشہد یا درود ترک ہوا ہے تو ان کی قضا بجا لائے اور دو سجدے سہو کے کرے۔

تیسری قسم شک کے بیان میں ہے۔ اگر دو رکعتی یا تین رکعتی نماز میں یا چار رکعتی نماز کی پہلی دو رکعتوں میں شک ہو تو نماز کا اعادہ کرے اگر یہ نہ جانے کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں اس کا بھی وہی حکم ہے۔ اور کسی فعل میں شک ہو

عليهم السلام **الباب الخامس فی السهو** من ترک شیئاً من واجبات
الصلوٰة عمداً بطلت صلوته وان کان جاهلاً عدا الجهر والاخفات فقد عذر
فیهما وکذلک لو فعل ما یجب ترکه عمداً واذا نسی فان ترک رکناً اتی به ان کان
فی محله ولا اعادة ولو زاد رکوعاً عمداً او سهواً اعاد ولو نقص من الصلوٰة رکعة
او رکعتین سهواً ولم یذکر حتی تکلم او استدبر القبلة اعاد ولو صلی فی مکان
مغصوباً او ثوب مغصوب او نجس او سجد علیه مع العلم اعاد ولو صلی بغیر
الطهارة اعاد مطلقاً او قبل الوقت او مستدبر القبلة اعاد وان کان غیر رکن

اور اس کا محل باقی نہ ہو تو اس کا اعتبار نہ کرے اور اگر محل باقی ہو تو بجا لائے
اگر بجا لانے کے بعد یاد آئے کہ پہلے بجا لا چکا تھا تو اس صورت میں اگر وہ رکن
ہو تو نماز کا اعادہ کرے ورنہ کچھ نہیں۔ اگر چار رکعتی نماز کی پہلی دو رکعتوں
سے زیادہ میں شک ہو اور کسی طرف ظن نہ ہو تو زیادہ پر بنا رکھے اور احتیاط
کی نماز ادا کرے جیسے کوئی شک کرے دو اور تین میں یا تین اور چار میں
زیادہ پر بنا رکھے جب سلام کہہ چکے تو ایک رکعت کھڑا ہو کر یا دو
رکعتیں بیٹھ کر احتیاط کی نماز پڑھے۔ اگر دو اور چار میں شک ہو تو چار
پر بنا رکھے اور سلام کے بعد احتیاط کی دو رکعتیں کھڑا ہو کر پڑھے
اور دو تین اور چار میں شک ہو تو بنا چار پر رکھے بعد سلام کھڑا ہو کر
دو رکعتیں اور بیٹھ کر دو رکعتیں بجا لائے۔ یہاں مسائل ہیں پہلا
مسئلہ بہت اور متواتر سہو کرنے والے کے سہو کا اور امام و ماموم کے سہو کا
اعتبار نہیں بشرطیکہ دوسرا شخص یاد رکھے۔ اور سہو میں سہو نہیں ہے۔

فثلثة اقسام. الاوّل مالاحكم له وهو من نسى القرأة حتى ركع او الجهر
او الاخفات و تسبيح الركوع او طمانينته حتى انتصب او رفع الراس منه او
طمانينته او تسبيح السجود او طمانينته او السجود على احد الاعضاء السبعة او
رفع الراس منه او طمانينته في الرفع منه او طمانينة الجلوس في
التشهد الثاني يوجب التلافي فمن ذكر انه لم يقرأ الحمد وهو
في السورة قرأ الحمد واعاد السورة ومن ذكر ترك الركوع قبل السجود
ركع ومن ذكر بعد القيام ترك سجدة قعد وسجد ويسجد سجدتي السهو

دوسرا مسئلہ سنتی نمازوں میں شک ہو تو کم پر بنا رکھے زیادہ پر بھی جائز ہے
تیسرا مسئلہ جو سہواً نماز میں بات کرے یا بیٹھنے کی جگہ کھڑا ہو یا کھڑا
ہونے کے مقام پر بیٹھے یا سلام بیجا کہے تو دو سجدے سہو کے واجب ہیں۔
اسی طرح جب شک ہو چار اور پانچ رکعت میں تو چار پر بنا رکھے اور دو سجدے
سہو کے بجا لائے۔ چوتھا مسئلہ سہو کے سجدے نماز کے بعد ادا کرے اور
دونوں سجدوں میں یہ دعا پڑھے۔ بسم اللہ وباللہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی محمد
وآل محمد یا صرف کہے بسم اللہ وباللہ السلام علیک ایھا النبی و
رحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پھر بیٹھ کے تشہد خفیف پڑھے اور سلام کہے پانچواں
مسئلہ جو مسلمان مکلف نماز میں خلل ڈالے یعنی نماز نہ پڑھے یا اسے باطل
کرے عمداً یا سہواً یا خواب یا نشے کے سبب نماز قضا ہو تو قضا بجا لائے۔ اگر
نماز کے تمام وقت میں بے ہوش ہو یا کافر ہو تو قضا واجب نہیں۔ مرتد زمانہ
ارتداد کی قضا بجا لائے۔ اگر کسی کو طہارت کے واسطے پانی اور مٹی نہ ملے تو اس سے

وكذا لو ترك التشهد ولو ذكر بعد التسليم ترك التشهد او الصلوة على النبي
واٰله قضاه الثالث شك الكون فى عدد الثنائية او الثلاثية او الاولين
من الرباعية اعاد وكذا لو لم يعلم كم صلى وان كان فى فعل قد انتقل
عنه لم يلتفت والا اتى به فان ذكر انه كان قد فعله استانف ان كان
ركناً والا فلا ولو شك فيما زاد على الاولتين فى الرباعية ولا ظن بنى على الزائد
واحتاط فمن شك بين الاثنين والثلث وبين الثلث والاربع بنى على
الاكثر فاذا سلم صلى ركعة من قيام او ركعتين من جلوس ومن شك بين

نماز ساقط ہے نہ ادا ہے نہ قضا اور احوط یہ ہے کہ جب طہارت پر قادر ہو تو قضا پڑھے
چھٹا مسئلہ جب فریضہ کا وقت داخل ہو اور نماز قضا بھی ذمہ میں ہو۔ تو
اختیار ہے جسے چاہے پہلے پڑھے۔ اگر نماز حاضر کا وقت تنگ ہو تو پہلے اُسی کو
ادا کرے۔ ساتواں مسئلہ نماز قضا میں بھی مثل ادا کے ترتیب ہے۔
آٹھواں مسئلہ جس سے یک نماز قضا ہو اور بھول جائے کہ وہ کونسی تھی تو
تین نمازیں پڑھے۔ یک تین رکعتی یک چار رکعتی ایک دو رکعتی نواں مسئلہ جو
شخص حضر میں ہو وہ قضائے سفر کو قصر پڑھے اور مسافر قضائے حضر کو تمام پڑھے
دسواں مسئلہ نافلہ یومیہ کی قضا پڑھنا سنت ہے۔ اگر نافلہ بیماری میں
قضا ہو تو سنت ہے کہ ہر دو رکعت کے عوض میں ایک مُد (گیہوں) تصدق
کرے اور اگر اتنی قدرت نہ ہو تو ہر روز کے عوض میں یک مُد۔ چھٹا باب جماعت کے
بیان میں ہے۔ نماز جمعہ و عیدین میں باشرائط وجوب جماعت واجب ہے اور باقی واجب
نمازوں میں اور عیدین میں باعدم شرائط اور نماز استسقا میں سنت ہے

الاثنين والاربع بنى على الاربع وصلى ركعتين من قيام ومن شك بين
الاثنين والثلث والاربع بنى على الاربع فاذا سلم صلى ركعتين من قيام وركعتين
من جلوس مسائل الاولى لا سهو على من كثر سهوه وتواتر ولا على الامام
والماموم اذا حفظ عليه الآخر ولا سهو فى سهو الثانية من سهى فى النافلة بنى على
الاقل وان بنى على الاكثر جاز الثالثة من تكلم ساهيًا او قام فى حال القعود او قعد فى
حال القيام او سلم قبل الاكمال وجبت عليه سجدتا السهو وكذا تجب على من شك بين الاربع و
الخمس فانه يبنى على الاربع و يسجد الرابعة سجدتا السهو بعد الصلوة و يقول فيهما بسم

دو آدمیوں یا زیادہ سے جماعت ہوتی ہے اگر امام اور ماموم کے بیچ میں کوئی چیز
حائل ہو کہ امام نظر نہ آئے تو جماعت صحیح نہیں سوائے عورت کے (یعنی عورت
پردے میں مرد کے پیچھے جماعت کی نماز پڑھ سکتی ہے) اگر امام ایسے مقام بلند پر ہو
کہ وہ بلندی شمار کی جائے تو صحیح نہیں (ہاں اگر ڈھلاؤ کی زمین میں امام بلندی پر
ہو تو مضائقہ نہیں) اور ماموم بلندی پر ہو تو جائز ہے ماموم امام سے عادت سے
زیادہ دور نہ ہو۔ صفوں کے سوائے امام کو رکوع میں پائے تو ایک رکعت ہوگی
نہیں تو نہیں (یعنی اخیر حد جماعت میں شریک ہونے کی رکوع ہے) اگر امام پسندیدہ
ہو (یعنی جو شرطیں ضرور ہیں وہ امام میں موجود ہوں) تو ماموم الحمد و سورہ
نہ پڑھے رکعت اول و دوم میں بشرطیکہ امام نے الحمد و سورہ پڑھا ہو)
اور افعال نماز کو امام سے پہلے نہ بجا لائے۔ متابعت کی نیت ضرور ہے امام
و ماموم کی واجب نمازوں میں اختلاف جائز ہے جیسے امام ظہر پڑھے
ماموم عصر یا امام ادا پڑھے اور ماموم قضا، اگر ماموم ایک ہو تو سنت ہے کہ امام

لله و بالله اللهم صل على محمد وآل محمد والسلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته
ثم يتشهد خفيفاً ويسلم الخامسة المكتفا اذا اخل بالصلوة عمداً او سهواً او فى بنوم
او سكر او كان مسلما قضى ان كان مؤمنا عليه حجة بوقت او كان كافراً فلا قضاء ولم
يقضى زمن ردته ويوم يجد بتطهر به من الماء والتراب سقطت اداءً وقضاءً
السادسة اذا دخل وقت الفريضة وعليه فائتة تخير بينهما وان تضيقت
الحاضرة تعينت السابعة الفوائت تترتب كالحواضر الثامنة من فاتته
فريضة ولم يعلمها صلى ثلثا واربعا واثنين التاسعة الحاضر يقضى ما فاته

کی داہنی طرف کھڑا ہو اگر زیادہ ہوں تو پیچھے کھڑے رہیں۔ برہنہ امام کے سوائے
کہ وہ برہنہ جماعت میں بیٹھ کے نماز پڑھتا ہو اور برہنہ جماعت بھی بیٹھ کے
نماز پڑھے گی۔ اگر امام عورت ہو تو عورتوں کی جماعت کے بیچ میں کھڑی
رہے گی اگر عورت مردوں کے ساتھ نماز پڑھے تو سب سے پیچھے کھڑی رہے
درست ہے کہ امام بالغ و عاقل و عادل اور حلال زادہ ہو۔ نشستہ شدہ کی
اور اُمّی قاری کی اور جس کی زبان میں کچھ آفت ہو جیسے توتلا صحیح زبان کی امامت
نہیں کرسکتا۔ عورت مرد کی اور خنثے کی امامت نہیں کرسکتی اسی طرح خنثے
بھی مرد کی امامت نہیں کرسکتا اور سید اور متولی مسجد اور صاحب خانہ اولیٰ ہیں۔
سب سے مقدم بڑا قاری ہے پھر بڑا فقیہ پھر وہ شخص جس نے دار الکفر
سے پہلے ہجرت کی ہو۔ پھر زیادہ عمر والا پھر زیادہ خوبصورت اور حاضر
کی اقتدا مسافر کے ساتھ اور وضو یا غسل کئے ہوئے کی تیمم کئے ہوئے کے
ساتھ اور تندرست کی جذامی و مبروص کے ساتھ اور اس شخص کے ساتھ

في السفر قصراً وأتمه فريقضي ما فاته في الحضر تماماً العاشرة يستحب قضاء
النوافل المرتبة ولو فاتت بمرض استحب أن يتصدق عن كل ركعتين بمد فإن لم
يمكن فعن كل يوم بمد الباب السادس في صلوٰة الجماعة وهي واجبة في الجمعة
والعيدين بشرائط ومستحبة في الفرائض الباقية والعيدين مع اختلال الشرائط و
الاستسقاء وتنعقد بشخصين فصاعداً فلا تصح مع حائل بين الإمام والمأموم يمنع
المشاهدة إلا في المرأة ولا مع علو الإمام في المكان بما يعتد به ويجوز بالعكس ولا تباعد
المأموم بما يخرج عن العادة من دون صفوف ولو أدرك الإمام راكعاً أدرك الركعة ولا قد

جس پر حد شرعی جاری ہوئی ہو۔ اور اس نے توبہ کی ہو اور غیر ختنہ کے ساتھ مکروہ
ہے اور امامت اس شخص کی جس سے مقتدی کراہت کریں اور صحرائی کی
مہاجرین (یعنی اہل بلد) کے لئے بھی مکروہ ہے۔ (یہاں مسائل ہیں) پہلا
مسئلہ اگر اثنائے نماز میں امام بے وضو ہو جائے تو کسی کو اپنا نائب
کردے۔ اگر مر جائے یا بے ہوش ہو جائے تو مقتدی ایک کو آگے کر دیں
اور اسے امام بنا لیں۔ (بشرطیکہ وہ لائق امامت ہو) دوسرا مسئلہ
اگر کسی کو خوف ہو کہ جماعت کے قریب پہنچنے تک رکعت ہو جائے گی، تو
جہاں ہے وہیں نیت کرے اور چل کر جماعت میں شامل ہو (بہتر یہ ہے
کہ اس صورت میں پاؤں گھسیٹتا ہوا چلے۔ تیسرا مسئلہ اگر امام تکبیرۃ الاحرام
کہے تو جو شخص نافلہ پڑھتا ہو توڑ دے۔ اور نماز واجب میں ہو تو دو رکعتی
نافلہ سے بدل کر تمام کرے۔ اور جماعت میں شریک ہو۔ اگر امام اصل ہوں
تو نماز واجب کو بھی توڑ کر امام کی متابعت کرے چوتھا مسئلہ اگر امام

ولا يقرأ المؤتم مع الإمام مطلقاً ولا يفسد به في الأفضل ولا بد من نية الائتمام ويجوز
اختلافهما في الفرض إذا كان المأموم واحداً تحقيقاً يقف عن يمينه وإن كانوا جماعة فخلفه
إلا العاري فإنه يجلس وسطهم وكذا المرأة ولو صفت مع الرجال تأخرت عنهم ويعتبر في
الإمام التكليف والعدالة والطهارة وولد لا يؤم الف على القائم ولا الأمي لقاري ولا المؤف
اللسان صحيح ولا المرأة رجلاً ولا خنثى والهاشمي صاحب المنزل والمسجد أولى
ويقدم الأقرأ فالأفقه فالأقدم هجرة فالأسن فالأصبح وجهاً ويكره أن يأتم
الحاضر بالمسافر والمتطهر بمتيمم والسليم بالأجذم والأبرص والمحدود بعد توبة

کی کچھ رکعتیں ہو چکی ہوں تو باقی میں شریک ہو جائے اور اسے اپنی ابتدائے نماز
قرار دے جب امام سلام کہہ چکے تو اٹھ کر اپنی نماز تمام کرے۔ پانچواں مسئلہ
سنت ہے کہ مسجدیں کھلی ہوئی بنائیں (یعنی بے سقف) اور مقام طہارت دروازے
پر اور منارہ (جس پر اذان کہتے ہیں) دیوار کے متصل بنائیں۔ مسجد میں چراغ
روشن کریں مسجد منہدم کی تعمیر کریں۔ ایک مسجد کے سامان کا استعمال دوسری
مسجد میں جائز ہے۔ اور مسجد کو معطّل کرنا۔ اس میں تصویریں کھینچنا۔ اور اسکو یا
اس میں سے کچھ زمین کو ملک یا راستہ میں شریک کرنا۔ اس میں نجاست داخل
کرنا اور اس میں سے سنگریزے (جو اجزائے مسجد سے سمجھے جاتے ہیں) نکالنا حرام
ہے۔ اگر نکالے ہیں تو پھر دکر شریک کرے اور مسجد کو بلند بنانا۔ کنگرے اور محراب
اس کی دیوار میں بنانا۔ اسے راستہ قرار دینا۔ اس میں خرید و فروخت کرنا
اور شے گم شدہ کیلئے ندا کرنا اس میں حد جاری کرنا۔ شعر پڑھنا صنعتیں کرنا (جیسے
لوہاری نجّاری وغیرہ) اور سونا اور تھوکنا اور اس میں دیوانے کو جگہ دینا اور

والاعشى ويكره نافلة من يكره ب... مهم والاعرابي للمهاجرين مسائل.
الاولى واحدث الامام ستناب لهما او اغمى عليه قدموا اما الثانية لو خاف الداخل
ركعة ركعتين ومشى ثم لحق بهم الثالثة اذا حرم في نافلة قطعها ولو كان في فريضة
اتمها ركعتين نافلة ولو كان الامام لا يصلي قطعها وتابعه الرابعة لو فاته بعض الصلوة
دخل مع الامام وجعل ما يدركه اول صلوته فاذا سلم الامام قام واتم الصلوة في مسبوق
يستحب عمارة المساجد بالتنظيف والميضاة على بابها والمنارة مع حافظيه والاسراج
فيها واعادة استهدامها ويجوز استعمال آلته في غيره منه ويحرم زخرفها ونقشها

احکام شرع جاری کرنا یہ سب مکروہ ہے اور مسجد میں داخل ہوتے وقت داہنا
پاؤں آگے رکھنا اور نکلتے وقت بایاں پاؤں اور دونوں وقت دعا پڑھنا اور
مسجد کو آباد رکھنا سنت ہے ساتواں باب نماز خوف کے بیان میں ہے۔ نماز
خوف قصر ہے سفر میں ہو یا حضر میں جماعت سے پڑھیں یا منفرد اسکی تین شرطیں ہیں
اول یہ کہ مسلمان بہت ہوں جن کی تفریق دو فوجوں پر ہو سکے کہ ہر ایک فوج دشمن کا
مقابلہ کرے۔ دوسرے یہ کہ دشمن بھی بہت ہوں جن سے خوف حاصل ہو۔ تیسرے یہ کہ
دشمن قبلہ کی طرف نہ ہوں۔ نماز خوف کی کیفیت یہ ہے کہ امام پہلی جماعت کے
ساتھ ایک رکعت پڑھائے اور دوسری رکعت کیلئے ٹھہر جائے تا جماعت والے منفرداً
نماز تمام کرے۔ پھر دوسرا فرقہ آئے اور امام دوسری رکعت اس جماعت کے ساتھ
پڑھ کے تشہد میں ٹھہر جائے تا یہ جماعت دوسری رکعت ادا کرے پھر امام ان کے
ساتھ سلام کہے اور نماز تین رکعتی ہو تو جماعت اول کے ساتھ ایک رکعت اور
دوسری جماعت کے ساتھ دو رکعتیں یا اس کے برعکس پڑھے یہ خیار ساقط

بالصورة ونحوها او بعضها في ملك او طريق ودخول نجاسة اليها واخراج الحصى منها ويعاد او آخر ويكره تعليته وتشريفه والمحاريب في حائطه وجعله طريقا والبيع فيها والشراء وتعريف الضالة واقامة الحدود وانشاد الشعر وعمل الصنائع والنوم والبصاق وتمكين المجانين وانفاذ الاحكام ويستحب تقديم الرجل اليمنى دخولا واليسرى خروجا والدعاء فيهما وكنسها الباب السابع في صلوة الخوف هي مقصورة سفرا وحضرا جماعة وفرادى وشروطها ثلثة ان يكون في المسلمين كثرة يمكنهم الافتراق فرقتين يقوم كل قسم منهما بالعدو وان يكون في العدو كثرة يخص

رکھنا واجب ہے بشرطیکہ واجبات نماز سے کسی شے کے مانع نہ ہوں ورنہ بقدر ضرورت رکھیں۔ شدت خوف کی نماز امکان کے موافق ہے۔ کھڑے ہوئے چلتے ہوئے یا سوار جس طرح ہو سکے ادا کرے (سوار قرات نہ ہو سکنے پر سجدہ کرے اور سجدہ) اشارہ کرے۔ جتنا ہو سکے رو بقبلہ ہو۔ اشارہ بھی نہ ہو سکے تو تسبیح سے نماز پڑھو (اس طرح سے کہ) ہر رکعت کی عوض میں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ کہیں پھر یہ کافی ہو اور غرق اشارے سے نماز پڑھیں۔ اور بغیر سفر و خوف کے قصر نہ کریں۔ (آٹھواں باب نماز مسافر کے بیان میں) سفر میں ہر چار رکعتی نماز سے دو رکعتیں کم ہوتی ہیں پانچ شرطوں سے اول یہ آٹھ فرسخ جانے کا یا چار فرسخ جا کر اسی روز واپس ہونے کا قصد ہو اور ایک فرسخ تین میل شرعی کا ہوتا ہے اور ہر میل شرعی چار ہزار ہاتھ یعنی دو ہزار گز کا اور انگریزی میل ۱۷۶۰ ایک ہزار سات سو ساٹھ گز کا ہوتا ہے۔ پس تقریباً سوا ستائیس میل انگریزی کے چوبیس میل شرعی ہوں گے جس کے آٹھ فرسخ شرعی ہوتے

معها الخوف وان يكون العدو في خلاف جهة القبلة وكيفيتها ان يصلي الامام بالا
ولى ركعة ويقف بالثانية حتى يتموا ويسلموا فيجئ الباقون فيصلي بهم الثانية
ويقف في التشهد حتى يلحقوه فيسلم بهم وان كانت ثلاثية صلى بالاولى ركعة و
بالثانية ركعتين او بالعكس ويجب اخذ السلاح ولم يمنع شيئاً من الواجبات فيه وخلاً
ضرورة وصلوة شدة الخوف بحسب الامكان واقفاً او ماشياً او راكباً ويسجد
على قربوس سرجه والا اومأ ويستقبل القبلة ما امكن فان لم يتمكن من الايماء
صلى بالتسبيح عوض كل ركعة سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر

ہیں) دوسرے یہ کہ کسی ایسے مقام پر اس کا سفر قطع نہ ہو جس مقام میں اس کی
کوئی ملک ہو کہ اسے وطن قرار دیکر چھ مہینے یا زیادہ وہاں رہا ہو۔ یا کسی مقام
پر دس دن رہنے کا قصد کرے۔ اگر کوئی آٹھ فرسخ جانے کا قصد کرے اور آخر میں
اسکا وطن ہو تو فقط راہ میں قصر پڑھے گا۔ تیسرے یہ کہ سفر مباح ہو۔ اگر سفر
حرام ہو تو قصر نہیں ہے۔ چوتھے یہ کہ حضر سے زیادہ سفر نہ ہو مثل ملاح اور کرایہ
والے اونٹ چرواہے اور جنگلی آدمی کے اور جو تجارت میں ہمیشہ پھرتا ہو۔ کلیہ
یہ ہے کہ جو شخص کسی شہر میں دس دن نہیں رہتا ہو۔ پس جو کوئی ان میں سے
اپنے شہر یا غیر شہر میں دس دن رہے تو جب وہاں سے چلے قصر کرے۔
پانچویں یہ کہ اپنی بستی کی دیواریں نظروں سے پوشیدہ ہو جائیں یا وہاں
کی اذان نہ سنی جائے۔ پس اس کے اندر حد ترخص نہیں ہے (یعنی مسافر جب
اپنے شہر سے بقصد مسافت شرعیہ سفر کرے تو جب تک اس حد کے اندر ہے
نماز قصر نہ پڑھے۔ اس حد سے باہر ہونے کے بعد نماز قصر کرے) پس جب

والمرتجل والغريق يصلّيان ايماءً ولا يقصران الا مع السفر وخوف **الباب**
الثامن في صلوٰة المسافر يسقط في السفر من كل رباعية ركعتان بشروط خمسة
الاول قصد المسافة وهي ثمانية فراسخ او اربعة مع العود في يومه الثاني ان لا يقطع سفره
ببلد له فيه ملك قد استوطنه ستة أشهر فصاعدًا او عزم على اقامة عشرة ايام دونه ولو قصد
المسافة على رأسها منزل قصّر في طريقه صحّ الثالث اباحة السفر فلو كان سفره صيدًا
لم يقصر الرابع ان لا يكون سفره اكثر من حضره كالملاح والمكاري لو عيّن البدوي و
الذي يدور في تجارته والضابطة من لا يقيم في بلده عشرة ايام ولو اقام احد هؤلاء في بلده

شرطیں پائی جائیں تو قصر کرنا واجب ہے سوائے مسجد الحرام و مسجد الرسول (یعنی مسجد
مدینہ) اور مسجد کوفہ، و حائر کے کہ ان مقاموں میں اختیار ہے رچاہے نماز قصر
پڑھے یا تمام ۔ مگر روزہ نہیں رکھ سکتا) ان مقامات کے سوائے ور مقاموں
میں (بحالت سفر) اگر عمداً نماز تمام پڑھے تو اعادہ کرے - جاہل مسئلہ پر اعادہ
نہیں، اور اگر سہو سے تمام پڑھے تو وقت میں اعادہ ہے وقت گزر جائے تو کچھ
نہیں اگر وقت نماز داخل ہونے کے بعد سفر کرے تو قصر پڑھے بشرطیکہ وقت
باقی ہو۔ اور اگر وقت داخل ہونے کے بعد سفر سے گھر پہونچے تو پوری نماز
پڑھے۔ اگر مسافر دس دن ایک جگہ رہنے کا ارادہ کرے تو تمام پڑھے ورنہ
(حالت تردد میں) تیس دن تک قصر پڑھے گا۔ بعد اس کے تمام۔

کتاب الزکوٰۃ - زکوٰۃ کی دو قسمیں ہیں - زکوٰۃ مال اور زکوٰۃ فطر اس بیان
میں کئی باب ہیں **پہلا باب** شرائط وجوب اور وقت کے بیان میں ہے - ہر
بالغ عاقل آزاد پر جو مالک نصاب کا (یعنی قدر معین شرعی کا) ہو اور اس میں

وبلد غيره عشرة ايام قصر اذا خرج حتى تتوارى عنه جدران بلده او يخفى
اذان مصره فلا يترخص قبل ذلك ومع حصول الشرائط يجب التقصير الا في
حرم الله وحرم رسوله ومسجد الكوفة والحائر على ساكنه السلام فانه يتخير ولو
اتم في غيرها عمدا اعاد والجاهل لا يعيد والناسي يعيد في الوقت لا خارجه و
المسافر بعد دخول الوقت قصر مع بقاء الوقت ولو دخل من السفر بعد دخول الوقت
تمم ولو نوى المسافر اقامة عشرة ايام اتم ولو لم ينو قصر الى ثلثين يوما ثم يتم كتاب
الزكوة وهي قسمان زكوة المال وزكوة الفطر وههنا ابواب الباب الاول

تصرف کر سکتا ہو زکوۃ واجب ہے۔ اور جب طفل کے مال میں اسکا ولی تجارت کرے
تو اس پر زکوۃ اس مال کی سنت ہے۔ اگر کسی کا مال غائب ہو جس میں مالک تصرف
نہ کر سکتا ہو تو زکوۃ واجب نہیں رہا، اگر اسی طرح کئی سال گزر گئے پھر وہ مال
ملجائے تو ایک سال کی زکوۃ نکالنا سنت ہے۔ دین میں زکوۃ نہیں اور قرض
کی زکوۃ قرض لینے والے پر ہے بشرطیکہ قرض لیکر ایک سال تک اسی طرح رکھ
چھوڑے۔ بارہویں مہینے کا چاند نظر آتے ہی زکوۃ واجب ہوتی ہے بشرطیکہ اس مدت
تک شرطیں جو آئندہ بیان ہونگی باقی رہیں اور باامکان تاخیر جائز نہیں ہے
اگر تاخیر کرے گا ضامن ہوگا۔ وقت وجوب سے پہلے کبھی دینا جائز نہیں۔ اگر
دیچکا ہو تو قرض ہوگا۔ پھر جائز ہے کہ واپس لیلے یا زکوۃ میں حساب کرے بشرطیکہ
وہ شخص یعنی جسے قرض دیا تھا استحقاق پر باقی ہے اور وجوب زکوۃ بھی ثابت ہو اور
زکوۃ کو اپنی بستی سے دوسری بستی میں نقل کرنا جائز نہیں ہے بشرطیکہ اپنی بستی میں مستحق
ہوں۔ اس صورت میں اگر دوسری جگہ بھیجے گا تو ضامن ہے۔ اگر اپنی بستی میں

فی شرائط الوجوب ووقتہ ثم تجب الزکوٰۃ علی الفور ... فی حرزہ
متمکن من التصرف فیہ ویستحب ان یخرج فی ان حفظ من وسیلہ خرجہ
والمال الذی غاب ثم تمکن صاحبہ منہ تجب فیہ ومضت علیہ حول سائد
یستحب اخراج زکوٰۃ حول عنہ بعد عودہ ولا زکوٰۃ فی الدین وزکوٰۃ القرض
علی المقترض ان ترکہ بحالہ حولاً ومع ہلال الثانی عشر تجب مع بقاء الشرائط
فی کمال الحول ولا یجوز التاخیر مع الامکان فیضمن ولا تقدیم قبل وجوب فان
قدمہ کان قرضاً ولہ استعادۃ واحتسابہ منہا مع بقائہ علی الاستحقاق و

مستحق نہوں تو دوسری جگہ بھیجے (اس صورت میں ضامن نہیں یعنی اگر زکوٰۃ
تلف ہو جائے تو ضامن نہیں) زکوٰۃ نکالتے وقت نیت ضرور ہے اور ضامن
ہونے کی دو شرطیں ہیں۔ ایک اسلام دوسرے ادا کرنے کی قدرت۔ کافر سے اسلام
کے بعد حالت کفر کی زکوٰۃ ساقط ہے۔ اگر زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد ادا کرنے
کی قدرت نہ ہوا اور وہ تلف ہو جائے تو ضامن نہیں دوسرا باب ان اشیاء
کے بیان میں ہے جن میں زکوٰۃ واجب ہے ان کی فقط نو قسمیں ہیں۔ اور اس
میں کئی فصلیں ہیں۔ پہلی فصل۔ چار پایہ کے بیان میں ہے۔ تین جانوروں
میں زکوٰۃ واجب ہے۔ اونٹ۔ گائیں۔ بکرے۔ چار شرطوں سے۔ اول نصاب
دوسرے چرنا تیسرے ایک سال گذرنا چوتھے۔ بارکش ہونا۔
اونٹوں کے نصاب بارہ ہیں۔ اول پانچ اونٹ ان میں گوسپند واجب ہے
پھر دس اونٹ ان میں دو گوسپند۔ پھر پندرہ اونٹ ان میں تین بکریاں پھر
بیس اونٹ ان میں چار بکریاں۔ پھر پچیس اونٹ ان میں پانچ بکریاں۔ پھر

تحقق الوجوب فی المال ولا یجوز نقلها عن بلدها مع وجود مستحق فیها
فخاص ویوعدم الملک وضمن الزائد من النیة عند الاخراج واد اضمان
فشرطه الاثنان الاسلام وامکان الاداء ولکن فرسقطت بعد اسلامه
ومن لم یمکن من اخراجها معه او وجوب ذ سقطت لم یضمنها الباب الثانی
فیما تجب فیه الزکوۃ وهی تسعة اصناف لا غیر وهذه فصول الاول النعم
تجب الزکوۃ فی نعم الثلاثة الابل والبقر والغنم بشرط اربعة النصاب والسوم
والحول وان لا یکون عوامل ونصاب الابل ستة عشر خمس فیها شاة

چھبیس اونٹ میں ایک بنت مخاض یعنی پوری ایک سالہ اونٹنی۔ پھر چھتیس اونٹ
ان میں ایک بنت لبون یعنی پوری دو سالہ اونٹنی۔ پھر چھیالیس اونٹ ان میں ایک
حقہ یعنی کامل تین برس کی اونٹنی پھر اکسٹھ اونٹ۔ ان میں ایک جذعہ یعنی کامل چار
برس کی اونٹنی پھر چھہتر اونٹ ان میں دو بنت لبون۔ پھر اکانوے انمیں دو
حقہ پھر ایک سو بیس یہاں سے ہر پچاس میں ایک حقہ یا ہر چالیس میں ایک
بنت لبون واجب ہے جہاں تک بڑھتے جائیں۔ نصاب گائے بیل کے دو
ہیں۔ اول تیس گائیں یا بیل۔ ان میں ایک تبیع یا تبیعہ (یعنی کامل ایک برس
کا گائے کا بچہ خواہ نر ہو یا مادہ) واجب ہے پھر چالیس گائیں یا بیل ان
میں ایک مسنہ یعنی پوری دو سالہ گائے واجب ہے بکروں کے نصاب
پانچ ہیں۔ اول چالیس بکرے۔ ان میں ایک بکرا دینا واجب ہے۔ پھر ایک
سو اکیس۔ ان میں دو بکرے۔ پھر دو سو ایک۔ ان میں تین بکرے۔ پھر تین
سو ایک ان میں چار بکرے پھر چار سو یہاں سے فی صدی ایک بکرا لے جہاں تک

ثم عشرة ففيه شاتان ثم خمس عشرة وفيه ثلث شياة ثم عشرون ففيه اربع شياة
ثم خمس وعشرون وفيه خمس شياة ثم ست وعشرون وفيه بنت مخاض ثم
ست وثلثون ففيه بنت لبون ثم ست واربعون وفيه حقة ثم احدى وستون ففيه
جذعة ثم ست وسبعون ففيه بنتا لبون ثم احدى وتسعون ففيه حقتان ثم مائة
وعشرون ففي كل خمسين حقة وفي كل اربعين بنت لبون باتفاق بعض وللبقر
في نصاب ثلثون ففيه تبيع او تبيعة والثاني اربعون ففيه مسنة بعض
والغنم ففيه خمسة نصب اربعون ففيها شاة ثم مائة واحدى وعشرون ففيها شاتان

ہوں۔ اور دو نصابوں کے بیچ کے عدد پر زکوٰۃ نہیں ہے اس عدد کو اوقاص
میں شنق کہتے ہیں اور گائے اور بیل میں وقص اور بکریوں میں عفو اور تمام سال چرنا
شرط ہے پس اگر وہ خود مالک کے مال سے آدھے سال میں گھاس کھائیں یا مالک
کھلائے تو جس وقت پھر چرنے جائیں اس وقت سے سال شروع ہوگا سب جانوروں
پر ایک برس گزرنا بھی شرط ہے۔ بارہواں مہینہ داخل ہوتے ہی زکوٰۃ واجب
ہے بارہواں مہینہ داخل ہونے سے پہلے نصاب سے کم ہو جائیں تو وجوب
ساقط ہوگا ہر چند بچنے کے ارادے سے یعنی زکوٰۃ نہ دینے کے قصد سے خود
کم کر دے۔ اگر بارہواں مہینہ داخل ہونے کے بعد نصاب سے کم ہو تو زکوٰۃ
ساقط نہ ہوگی یہاں مسائل ہیں۔ پہلا مسئلہ جو بکرا زکوٰۃ میں
لیا جاتا ہے اگر گوسپند یعنی بھیڑ ہو جسے اہل دکن پوٹلا بولتے ہیں تو کم سے
کم سات مہینے کا ہو اور اگر بز یعنی بکرا ہو جسے اہل دکن چھیلا کہتے ہیں تو
پورے ایک سال کا ہو جسے دوسرا سال شروع ہو خواہ نر ہو یا مادہ۔

یتعین بل تجوز دفعه الفقیر الفصل الثاني في زكوة الذهب والفضة تجب
الزكوة فيهما بشرط الحول وقد مضى والنصاب وهو مضروب بين يسمى
معدن ونصاب الذهب عشرون دينارا ففيه نصف دينار ثم اربعة دنانير
فيها قيراطان وهكذا دائما ولا تجب فيما نقص عن عشرين ولا عن اربعة من ذلك
الفضة مأتا درهم ففيه خمسة دراهم ثم اربعون ففيها درهم ولا شيء في نقص عن
مأتين ولا عن اربعين ولا السبائك ولا الحلي وان قصد الفرار قبل الحول
لم تجب بعد تجب الفصل الثالث في زكوة الغلات ۔ تجب الزكوة في اربعة

ہے۔ درہم سواد و ماشہ چاندی کا ہوتا ہے اور دوسو درہم سے کم میں کچھ واجب
نہیں۔ اور بیس سے کم میں۔ پارہائے نقرہ وطلا میں اور زیور میں زکوٰۃ
واجب نہیں۔ اگر زکوٰۃ سے ڈر کے ایک برس سے پہلے نصاب میں سے صرف
کرے تو زکوٰۃ واجب نہیں۔ ہاں بارہویں مہینہ داخل ہونے کے بعد
صرف کرے تو زکوٰۃ واجب ہے۔ تیسری فصل غلوں کی زکوٰۃ کے بیان
میں ہے۔ چار جنس میں زکوٰۃ واجب ہے۔ گیہوں۔ جو۔ خرما۔ کشمش
ان کے سوائے اور غلوں میں واجب نہیں۔ ان جنس میں دو شرطوں
سے واجب ہے اوّل نصاب وہ ہر جنس میں پانچ وسق ہیں۔ ہر وسق
ساٹھ صاع کا اور ہر صاع چار مد کا اور ہر مد سوا دو رطل عراقی کا ہوتا
ردکن کے حساب سے ہر وسق تخمیناً پانچ من کا ہوتا ہے۔ جو ہر من چالیس سیر
کا ہو۔ پس جب یک کھنڈی اور پانچ من کوئی جنس ہو تو اس میں
سے دسواں حصہ دینا واجب ہے بشرطیکہ آب جاری سے یا زمین کے

جنس وهي الحنطة والشعير والتمر والزبيب لا تجب حتى تبلغ حد فما تجب فيها
منزلتين فالاول النصاب وهو في كل واحد منها خمسة اوسق كل وسق ستون
صاعا وكل صاع اربعة امداد وكل مد رطل وربع بالعراقي فيجب العشر ان سقي سيحا و
بعلا او عذيا وان سقي بالغرب والدالي والنواضح ففيه نصف العشر ثم كل ما زاد
بحسابه ان قل او كثر ولا تخرج المؤن من بذر وغيره والسقي بهما اعتبر بالاغلب
وتسقط والشرط الثاني ان ينمو في ملكه فلو انتقل اليه بالبيع والهبة وغيرها لم تجب
الزكوة ان كان نقله بعد بدو الصلاح وان كان قبله وجبت وتتعلق

اندر کی تری سے یا آب باراں سے پیدا ہوا ہو۔ اگر مشکوں سے یا بیلوں یا اونٹوں
سے کھینچ کر پانی دیا ہو تو بیسواں حصہ دینا واجب ہوگا۔ بعد مقدار مذکور سے
جس قدر زیادہ ہو اس کے حساب سے دے ہرچند کہ تھوڑا ہی زیادہ ہوا اگرچہ
ایک من ہو بعد وضع مصارف تخم وغیرہ حساب کریں اگر دونوں قسم سے
زراعت ہوئی ہو تو اکثر کا اعتبار ہے اور دونوں قسمیں برابر ہوں تو تقسیم کریں گے
دوسری شرط یہ ہے کہ اس کی ملک میں نمو کرے۔ اگر اس کے پاس باغ یا زراعت
فروخت یا ہبہ وغیرہ سے منتقل ہو تو اس پر زکوۃ واجب نہیں۔ بشرطیکہ تیاری
کی ابتدا کے بعد یعنی سرخی یا زردی خرمے میں شروع ہونے کے بعد اور گیہوں
وغیرہ میں دانہ بندھنے اور کشمش میں خوردہ ہونے کے بعد منتقل ہو۔
اگر اس کے پہلے منتقل ہو تو واجب ہے۔ خارج پر زکوۃ اس وقت
متعلق ہوتی ہے جب وہ سخت ہو جائے اور خرما و کشمش پر جب اسکی
تیاری شروع ہو۔ غلہ کو صاف کرتے وقت اور ثمرے کو کاٹتے وقت زکوۃ

الزکوٰۃ بخلاف الذهب والفضة اذا بلغ اصلاحه ووقت الاخراج عند
التصفية وجب به واذا اجتمعت اجناس مختلفة ينقص كل جنس عن النصاب
يضم بعضها الى البعض۔ **الفصل الرابع** فيما يستحب فيه الزكوٰة تستحب الزكوٰة
في مال تجارة بشرط الحول وان يحب برأس المال وبزيادة في الحول كله وبلوغ
قيمته النصاب تقوم بالنقدين وتستحب في الخيل بشرط الحول سوم والانوثة
فيخرج عن كل عتيق ديناران وعن البرذون دينار واحد وتستحب فيما
يخرج عن الارض عدا الاجناس الاربعة من الحبوب بشرط حصول

نکالنا واجب ہے۔ اگر مختلف اجناس جمع ہوں تو ہر جنس کی زکوٰۃ اس کے حساب سے
نکالی جائے۔ سب کو ملا کر حساب کریں **چوتھی فصل** ان چیزوں کے بیان میں ہے
جن میں زکوٰۃ سنت ہے۔ مال تجارت میں زکوٰۃ سنت ہے بشرطیکہ ایک برس گذرے
اور اصل مال سال بھر میں برابر رہے یا بڑھ جائے اور اس کی قیمت نصاب
کو پہونچے۔ اشرفی یا روپے سے قیمت کی جائے گی۔ گھوڑیوں میں بھی زکوٰۃ
سنت ہے۔ سال تمام ہونے اور چرنے اور مادیان ہونے کی شرط ہے
پس ہر اصیل گھوڑی کی زکوٰۃ دو دینار ہے اگر اصیل نہ ہو مثل یابو وغیرہ کے
تو ایک دینار۔ اور سوائے اجناس مذکورہ کے۔ اور غلوں میں جب شرائط
مذکورہ پائے جائیں تو زکوٰۃ سنت ہے۔ ان کی زکوٰۃ بھی مثل اجناس مذکورہ
کے ہے **تیسرا باب** مستحقین زکوٰۃ کے بیان میں ہے ان کی آٹھ قسمیں ہیں۔
پہلے اور دوسرے فقرا و مساکین یہ وہ لوگ ہیں جو ایک برس کی قوت اپنی و
اپنے عیال کی نہ رکھتے ہوں۔ اور صنعتوں کے ذریعہ سے بقدر کفایت تحصیل

شرائط الوجوب في الغلات ويخرج كما تخرج منه

الباب الثالث

في مستحق الزكوٰة وهم ثمانية اصناف الاول والثاني الفقراء والمساكين وهم الذين لا يملكون قوت سنة لهم ولعيالهم ويعجزون عن تحصيل الكفاية بالصنعة ويعطى صاحب دار السكنى وعبد الخدمة وفرس الركوب. الثالث العاملون وهم سعاة الصدقات. الرابع المؤلفة قلوبهم وهم الذين يستمالون للجهاد وان كانوا كفارًا. الخامس في الرقاب وهم المكاتبون والعبيد الذين في الشدة. السادس الغارمون وهم المديونون في غير المعصية. السابع

نہ کر سکتے ہوں اگر یہ لوگ سکونتی مکان اور خدمتی غلام و کنیز اور سواری رکھتے ہوں تو بھی ان کو زکوٰۃ دی جائے گی۔ تیسرے عامل یعنی جو لوگ بحکم شرع کی طرف سے صدقات تحصیل کرتے ہیں۔ چوتھے مؤلفۃ القلوب یعنی جن کو جہاد کے لئے طمع دلائی جاتی ہے اگرچہ کافر ہوں۔ پانچویں غلام و کنیز جو مکاتب ہوں یا سختی میں ہوں۔ یعنی جن پر مالک ظلم کرتے ہوں۔ پس زکوٰۃ سے انکی قیمت ادا کر کے آزاد کرا دیئے جائیں گے۔ اور مکاتب کا بیان آئندہ اس کے مقام پر آئے گا۔ چھٹے قرضدار جو ادائے قرض پر قادر نہ ہوں بشرطیکہ فعل حرام کے لئے قرضدار نہ ہوئے ہوں۔ ساتویں فی سبیل اللہ یعنی ہر مستحب یا کار ثواب میں مثل جہاد و حج اور تیاری مسجد و پل کے۔ آٹھویں مسافر یعنی جو غربت میں بسبب خرچ نہ ہونے کے رک گیا ہو۔ ہر چند اپنے ملک میں مالدار ہو۔ اور مہمان بشرطیکہ ان دونوں کا سفر مباح ہو۔ ان سب میں ایمان شرط ہے۔ اور احوط یہ ہے کہ ظاہر الفسق نہ ہوں اسلئے

فی سبیل اللہ و ھو کل مصلحۃ او قربۃ کالجہاد والحج و بناء المساجد و القناطیر۔ الثامن ابن السبیل و ھو المنقطع بہ فی الغربۃ و ان کان غنیاً فی بلدہ و ضیفاً اذا کان سفرھما مباحاً و یعتبر فی المستحقین الایمان غیر المؤلفۃ قلوبہم و یعطی اولاد المؤمنین و لو اعطی المخالف مثلہ اعاد مع الاستبصار و ان لا یکون واجب النفقۃ علیہ من الابوین و ان علوا و الاولاد و ان نزلوا و الزوجۃ و المملوک و ان لا یکون ھاشمیین اذا کان المعطی من غیرہم و تمکنوا من الخمس تحل للہاشمی المندوبۃ و یجوز اعطاء موالیہم و یجوز تخصیص احد منہا اجمع و المستحب تقسیطہا علی الاصناف

مؤلفۃ القلوب کے۔ اولاد مؤمنین کو بھی دے سکتے ہیں۔ اگر مخالف اپنے لوگوں کو زکوٰۃ دے۔ تو جب بصیرت حاصل ہو (یعنی جب مذہب حق اختیار کرے) تو دوبارہ زکوٰۃ (مؤمنین کو) دے اور یہ بھی شرط ہے کہ (جنکو زکوٰۃ دینا ہے) وہ لوگ زکوٰۃ دینے والے کے واجب النفقہ نہ ہوں مثل والدین واجداد اور اولاد اور اولاد کی اولاد کے جہاں تک اترتے جائیں اور مثل زوجہ اور غلام و کنیز کے۔ اگر زکوٰۃ دینے والا ہاشمی نہ ہو تو ہاشمی کو نہیں دے سکتا بشرطیکہ ہاشمی کو خمس کفایت کر سکتا ہو۔ ہاں ہاشمیوں پر زکوٰۃ سنتی حلال ہے۔ اور زکوٰۃ واجبی ہاشمی کے غلام کو دے سکتے ہیں جملہ مستحقین میں ایک کی تخصیص جائز ہے۔ خواہ ایک ہی شخص کو تمام زکوٰۃ دیدے یا تمام اقسام مستحقین سے ایک قسم والوں پر تقسیم کریں) تمام اقسام پر تقسیم کرنا سنت ہے کم سے کم ایک فقیر کو نصاب اول کی زکوٰۃ دینا واجب ہے زیادہ کی حد نہیں

چوتھا باب فطرہ کے بیان میں ہے۔ ہر سال ہر مکلّف، آزاد غنی پر جو ایک سال

واقل ما یعطی الفقیر ما یجب فی النصاب الاول ولا حد لاکثرہ الباب
الرابع فی زکوٰۃ الفطر وھی واجبة علی مکلف الحر الغنی وھو مالک قوة
سنة فی کل سنة عند ھلال الشوال وتتضیق عند صلوٰة العید ویجوز
تقدیمھا فی رمضان ولا تؤخر عن العید الا لعذر ولو فاتت قضیت ولو
عزلھا ثم تلفت من غیر تفریط فلا ضمان ولا یجوز نقلھا عن بلدہ مع
وجود المستحق فیہ وقدرھا تسعة ارطال بالعراقی من الحنطة والشعیر والتمر
والزبیب والارز والاقط ومن اللبن اربعة ارطال بالمدنی وافضلھا التمر ثم

کی قوت کا مالک ہو فطرہ واجب ہے۔ وجوب کا وقت ہلال شوال ہے اور بوقت نماز
عید اس کا وقت تنگ ہوگا۔ ماہ رمضان میں پیشگی دینا جائز ہے، اور احوط ترک
ہے، اور اس کی تاخیر نماز عید کے وقت سے جائز نہیں مگر بسبب عذر۔ اور وقت
گذر جائے تو قضا کی نیت سے دے۔ اگر فطرہ نکال چکے اور وہ با عدم تقصیر
حفاظت تلف ہو جائے تو ضامن نہیں اور اپنی بستی سے باوجود مستحق دوسری
بستی کو فطرہ بھیجنا جائز نہیں۔ فطرے کا وزن (ہر آدمی کے لئے) نو رطل
عراقی ہے (دکن کے حساب سے ساڑھے تین سیر ہوتے ہیں) گیہوں یا جو، کھجور
یا کشمش یا چاول یا کشک، اس میں سے جو چاہے دے، اگر دودھ ہو
تو چار رطل دے۔ سب سے بہتر کھجور ہے۔ پھر کشمش پھر وہ چیز جو اکثر
کھاتے ہوں۔ قیمت بھی دینا جائز ہے۔ اپنا اور تمام عیال کا خواہ مسلمان
ہوں یا کافر۔ آزاد ہوں یا مملوک۔ چھوٹے ہوں یا بڑے سب کا فطرہ
واجب ہے ہر چند تبرعًا کھانا کھاتا ہو۔ اور نیت (قربت) اور مستحقین کو دینا

الزبيب ثم الدبس على القوت ويجوز اخراج القيمة ويجب ان يخرجها عن نفسه و
عن من يعوله من مسلم وكافر وحر وعبد صغير وكبير ولو كان متبرعاً بالعيلولة ويجب
فيها النية ويصرفها الى مستحق الزكوة والافضل صرفها الى الامام او من نصبه ومع غيبته
الى مؤمن فقير ولو دمية ولا يعطى الفقير اقل من صاع واحد لا كثره ويستحب
اختصاص قرابته بها ثم الجيران ويستحب للفقير اخراجها ايضاً باب الخمس
في الخمس وهو واجب في غنائم دار الحرب والمعادن والغوص وارباح التجارات
والصناعات والزراعات والكنوز والارض التي اشتراها من مسلم والحرام

پہونچانا واجب ہے۔ بہتر یہ ہے کہ امام کی خدمت میں پہونچے اور زمانۂ
غیبت میں مجتہد کے پاس پہونچائے۔ ایک صاع سے کم کسی کو نہیں دے سکتا
زیادہ کی حد نہیں۔ اقربا کو دینا مستحب ہے۔ ان کے بعد ہمسایہ والوں کو
اور فقیر کو فطرہ کا نکالنا سنت ہے۔ **پانچواں باب۔** خمس کے بیان میں
دارالحرب کی لوٹ میں، معدنیات میں اور غوطے مار کے نکالے ہوئے مال
مثل موتی وغیرہ کے اور تجارت وکاریگری و زراعت کے فائدے
میں۔ اور دفینے میں اور ایسی زمین جو ذمی مسلمان سے خریدے۔ اور
ایسے مال حرام میں سے جو مال حلال میں مل جائے اور تمیز نہ ہو سکے
خمس نکالنا واجب ہے۔ معدن اور دفینے میں شرط ہے کہ بیس دینار
کی قیمت کا مال ہو یا زیادہ اور غوطے میں شرط ہے کہ ایک دینار
کا مال ہو۔ یا زیادہ۔ تجارت و صناعت و زراعت کے فائدے میں
اپنے اور عیال کے سال بھر مصارف میانہ روی کے بعد جو بچ رہے

استخرج باحلال وهو يتميز يعتبر في المعدن والكنوز عشرون دينارا وفي
الغوص دينار وفي ارباح التجارات والصناعات والزراعات الزيادة عن مؤنة
السنة له ولعياله بقدر الاقتصاد فيجب في الزائد ووقت الوجوب وقت
حصول هذه الاشياء ويقسم الخمس ستة اقسام سهم لله وسهم لرسوله وسهم لذي
القربى فهذه الثلثة للامام وسهم لفقراء من الهاشميين وسهم لايتامهم
وسهم لابناء سبيلهم ولا يحمل عن البلد مع وجود مستحق فيه ويجوز اختصاص
بعض الطوائف الثلاثة بنصيبهم ويعتبر فيهما الايمان وفي اليتيم الفقر

اس میں خمس واجب ہے۔ وقت وجوب اشیائے مذکور حاصل ہونے کے
ساتھ ہے خمس کے چھ حصے کرنا واجب ہے۔ ایک خدا کا۔ دوسرا رسولؐ کا
تیسرا ذوی القربیٰ کا۔ ان تینوں حصوں کے حقدار امام ہیں۔ چوتھا فقرائے
سادات کا۔ پانچواں سادات کے یتیموں کا چھٹا سادات مسافرین کا جنکے
پاس زاد راہ نہ ہو اور خمس کو باوجود مستحق کے اپنے شہر سے دوسرے
شہر نہ بھیجے۔ بعض کو ان کے حقوق میں خاص کرنا جائز ہے یعنی اخیر کے
تین حصے ایک ہی جماعت کو ان تین میں سے یعنی فقط فقرائے سادات کو
یا فقط سادات کے یتیموں کو یا فقط مسافرین سادات کو دے سکتے ہیں۔
اسی طرح یتیموں کا حصہ ایک ہی یتیم کو یا چند یتیموں کو علی ہذا دوسرے حصے
ایک شخص کو یا چند اشخاص کو دے سکتے ہیں۔ بہرحال سب کو دینا ضروری نہیں
ہاں احتیاط یہ ہے کہ حتی الامکان سب کو دے۔ فقرائے سادات و مسافرین سادات
میں ایمان شرط ہے اور یتیم میں فقر۔ انفال میں مفصلہ ذیل اشیاء

والانفال كل ارض خربة باد اهلها و كل ارض لم يوجف عليه بخيل ولا ركاب كل ارض سلمها اهلها من غيرقتال و رؤس الجبال و بطون الاودية و الآجام و صوافي الملوك و قطائعهم غير المغصوبة و ميراث من لا وارث له والغنائم الماخوذة بغير اذن الامام فهذه كلها للامام و ابيح لنا المساكن والمتاجر والمناكح۔

كتاب الصوم وفيه ابواب الباب الاول الصوم هو الامساك عن المفطرات مع النية فان تعين الصوم كرمضان كفت فيه نية القربة

دِ خُص ہیں یعنی ایسی زمین جو ویران ہو گئی ہو اور مالک اس کے مر گئے ہوں اور وہ زمین جس پر گھوڑوں اور اونٹوں سے حملہ نہ کیا گیا ہو بلکہ صلحاً کفار سے لی ہو اور وہ زمین جسے مالکوں نے بخوشی سے بغیر لڑائی کے دیدیا ہو اور پہاڑ کی چوٹیاں اور وادی یعنی پہاڑوں کی نیچے کی نہریں جو خشک ہو گئی ہوں اور زمین افتادہ بے مالک اور نیستاں اور ایسے اشیائے نفیسہ اور غیر مغصوبہ مقطعہ جو بادشاہوں کے لئے خاص ہیں اور لا وارث کی میراث اور ایسی لوٹ جو بے اجازت امام کے حاصل کی گئی ہو۔ یہ سب مال امام علیہ السلام کا ہے۔ ہاں ہم کو مکان اور تجارت اور نکاح کے واسطے مباح ہے۔

کتاب الصوم اس میں کئی باب ہیں۔ پہلا باب روزے کی تعریف میں ہے۔ اپنے نفس کو نیت کے ساتھ مفطرات سے باز رکھنے کو روزہ کہتے ہیں۔ پس اگر روزہ معین ہو مثل رمضان کے تو اس کے لئے فقط

والا افتقر الی التعیین ووقتها اللیل ویجوز تجدیدها الی الزوال فاذا زالت الشمس فات وقتها ووجب الامساک فی رمضان والمعین ثم قضی ویجوز فی رمضان نیة عن الشهر کله ویجوز تقدیم النیة علیه بیوم او بیومین ویوم الشک یصام ندبا من شعبان فان تحقق انه من رمضان اجزاه ولو اصبح بنیة الافطار ولم یفطر ثم تبین انه من رمضان جدد النیة الی الزوال ولو کان بعد الزوال امسک واجبا وقضی ومحل الصوم النهار من طلوع الفجر الثانی الی الغروب الباب الثانی فیما یمسک عنه الصائم وهو ضربان واجب وندب فالواجب لاکل

نیت قربت کافی ہے ورنہ تعین ضرور ہے۔ نیت کا وقت رات ہے اور جس صورت میں کہ شب کو نیت بھول گیا ہو، زوال تک نیت جائز ہے اگر زوال ہوجائے تو وقت جاتا رہے گا۔ اس صورت میں واجب ہے کہ رمضان میں اور دوسرے روزہ معین میں، مثل نذر معین کے، مفطرات سے باز رہے پھر قضا بھی رکھے۔ تمام ماہ رمضان کے روزوں کی نیت پہلے روز کرسکتا ہے اور ایک یا دو دن پہلے بھی جائز ہے۔ یوم الشک میں سنتی روزہ شعبان کے قصد سے رکھ سکتے ہیں پس اگر بعد میں ثابت ہو کہ وہ دن رمضان کا تھا تو وہ روزہ کافی ہوجائیگا۔ اگر روزہ نہ رکھنے کے ارادہ سے صبح کرے اور مفطرات عمل میں نہ لائے پھر معلوم ہو کہ رمضان ہے تو زوال تک نیت کرے۔ اگر زوال ہوجائے تو شام تک مفطرات سے بچے وجوباً اور پھر قضا رکھے۔ روزے کا وقت دن ہے طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک۔ دوسرا باب۔ ان چیزوں کے بیان میں ہے جن چیزوں سے روزہ دار کو باز رہنا چاہئے۔ وہ دو قسم پر ہے۔ واجب اور سنت

والشرب والجماع فی قبل او دبر ولا ستمناء وایصال غبار الی حلق متعمدا وابقاء علی جنابة متعمدا حتی یطلع الفجر ومعاودة نوم بعد انتباهتین حتی یطلع الفجر وهذه السبعة توجب القضاء والکفارة ویجب القضاء بالافطار بعد الفجر مع ترک المراعاة مع القدرة علیه وکذا لو اخبره غیره ببقاء اللیل وترک الفجر ... وقبل الغروب بظلمة موهمة ولو غلب علی ظن دخول اللیل ولم یدخل فلا قضاء وتقلید الغیر فی دخول اللیل ولم یدخل ومعاودة النوم بعد انتباهة واحدة قبل الغسل حتی یطلع الفجر وتعمد القئ دخول الماء الی الحلق للتبرد

جن چیزوں سے بچنا واجب ہے وہ یہ ہیں۔ کھانا، پینا اور جماع خواہ قبل میں ہو یا دبر میں، عورت ہو کہ مرد، اور استمنا یعنی ایسا فعل کرنا جس سے انزال ہو، اور عمداً حلق میں غبار پہونچانا۔ اور جنابت پر تا صبح صادق عمداً باقی رہنا اور حالت جنابت میں دوبارہ جاگنے کے بعد پھر سو جانا صبح صادق تک۔ ان سات چیزوں سے قضا و کفارہ واجب ہوتا ہے۔ اگر صبح صادق کے بعد ... کے گمان سے باوجود امکان تحقیق نہ کرکے مفطرات عمل میں لائے۔ یا کوئی شخص رات کے باقی رہنے کی خبر دے اور یہ اس کے کہنے پر مفطرات عمل لائے یا غروب سے پہلے ایسے اندھیرے کے سبب سے جس سے غروب کا وہم ہوا افطار کرے تو فقط قضا واجب ہے۔ ہاں اگر اندھیرے کے سبب شب کے داخل ہونے کا گمان غالب ہو اور افطار کرے حالانکہ رات نہیں ہوئی تھی تو قضا واجب نہیں، اور اسی طرح ان صورتوں میں فقط قضا واجب ہے کہ جب دخول شب پر قول غیر کا اعتبار کرے حالانکہ دن ہو اور حالت جنابت میں ایک مرتبہ جاگنے کے

دون المضمضة للصلوٰة والحقنة بالمايعات و يجب الامساك عن الكذب على
الله و رسوله و على الائمة و في الارتماس في الماء قولان لكن الامساك عن كل
محرم سوى ما ذكرناه و يتاكد في الصوم و المندوب السعوط و الكحل بما فيه صبر او
مسك و خروج الدم و دخول الحمام المضعفات و شم الرياحين و
الحقنة بالجامد و بل الثوب على الجسد و القبلة و الملاعبة و المباشرة بشهوة
و جلوس المرأة في الماء و لا يفسد الصوم بمص الخاتم و مضغ الطعام و ذوق
الطعام اذا حفظه و ذوق المرق و الاستنقاع لرجل في الماء مسائل الاولى

بعد پھر سو جائے تا صبح۔ اور غرارہ کرے اور ٹھنڈک کیواسطے پانی منہ میں
اور وہ حلق میں جاتا رہے۔ لیکن اگر نماز کے وضو کے کلی کرنے سے پانی حلق میں
جائے تو قضا واجب نہیں اور اگر پتلی چیز سے حقنہ کرے تب بھی قضا واجب ہے خدا
رسول صلعم و ائمہ علیہم السلام پر جھوٹ باندھنے سے اجتناب واجب ہے اور پانی میں
سر ڈوبنے میں دو قول ہیں، احوط اجتناب ہے۔ اور ہر فعل حرام سوائے ان چیزوں کے
جو ہم نے ذکر کیا اجتناب لازم ہے کہ روزے میں اسکی زیادہ تاکید ہے جن چیزوں سے
حالت روزہ میں بچنا سنت ہے وہ یہ ہیں ناک میں دوا ڈالنا۔ ایسا سرمہ لگانا
جس میں ایلوا یا مشک ہو۔ جسم سے خون نکالنا۔ حمام میں جانا بشرطیکہ یہ دونوں فعل
ضعف کے باعث ہوں اور نرگس اور دوسرے پھول سونگھنا۔ اور سوکھی چیز
سے حقنہ کرنا۔ اور گیلا کپڑا جسم پر ڈالنا۔ اور اپنی حلال عورت کا بوسہ لینا یا شہوت
سے بازی وغیرہ کرنا، اور عورت کو پانی میں بیٹھنا یہ سب مکروہ ہیں) انگوٹھی چوسنے
اور گھانس چبانے۔ اور کھانا چکھنے سے بشرطیکہ تھوک دے۔ اور طائر کو منہ

لاتجب الا فی رمضان فی نذر معین فی قضاء رمضان بعد الزوال ولا اخذ وعلی وجاوز ولا یتعین صومہ کنذر مطلق وقضاء رمضان قبل الزوال و النفلۃ لایجب بافسادہ شئی ۔ ثنتیۃ کفارۃ المتعین ۔ تحت رقبۃ اوصیام شہرین متتابعین واطعام ستین مسکینا وکفارۃ قضاء رمضان بعد زوال طعام عشرۃ مساکین فان عجز صام ثلثۃ ایام وتکرر الافطار فی یوم تکرر الکفارۃ ولیعزر لفعلہ ولو کان مستحلا قتل ۔ ثالثۃ المکرہ لزوجۃ یتحمل عنہا الکفارۃ ومطاوعۃ تکفر عن نفسہا الباب الثالث فی اقسام

دانت کھانے سے، اور مرد گردن تک پانی میں اترنے سے روزہ باطل نہیں ہوتا ۔

یہاں مسائل ہیں ۔ پہلا مسئلہ فقط رمضان و نذر معین میں اور قضائے رمضان میں بعد زوال کفارہ واجب ہے اور جو روزہ معین نہ ہو مثل نذر مطلق و قضائے رمضان قبل زوال بشرطیکہ زمانہ تنگ نہ ہو، اور جیسے روزہ سنتی پس ان کے توڑنے سے کوئی کفارہ واجب نہیں ۔ دوسرا مسئلہ روزہ معین کا کفارہ یہ ہے کہ ایک بردہ آزاد کرے یا پے در پے دو مہینے روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے ۔ اگر قضائے رمضان کو زوال کے بعد توڑ دے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو کھانا کھلائے ۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو تین روزے رکھے ۔ اور جتنے روزے توڑے یا جتنے روزے نہ رکھے اتنے کفارے واجب ہوں گے اور روزہ توڑنے والا یا نہ رکھنے والا تعزیر بھی دیا جائے گا ۔ اگر حلال جان کر روزہ نہ رکھے یا توڑ دے (یعنی روزے کے وجوب کا قائل نہ ہو) تو قتل کیا جائے گا ۔ تیسرا مسئلہ

وھی اربع واجب ومندوب ومردود ومحذور فواجب شہر رمضان و
بکفارت ودم متعۃ وسنن وشبہ والاعتکاف علی وجہ وقضاء اواجب
وغیر رمضان یأتی فی اماکنہ واما شہر رمضان فعلامتہ رؤیۃ الھلال
او مضی ثلثین من شعبان وقیل ابتداء بالرؤیۃ وشرائط وجوب ستۃ
بلوغ وکمال عقل واسلام من مرض والاقامۃ وحکمہا والخلو من الحیض
والنفاس شرائط قضاء بلوغ وکمال عقل الاسلام والمرتد یقضی ما فات
فی زمن ردتہ ویتخیر قاضی رمضان فی تمامہ الی الزوال فیتعین والمندوب

اگر زوجہ سے جبراً مقاربت کرے تو اس کا کفارہ بھی شوہر پر واجب ہے
اگر عورت راضی ہو تو خود کفارہ دے گی۔

تیسرا باب روزوں کے اقسام میں ہے۔ روزے چار قسم پر ہیں۔ واجب
سنت۔ مکروہ۔ حرام۔ واجب روزے یہ ہیں۔ رمضان۔ کفارہ۔ بدل
قربانی حج۔ نذر وشل نذر۔ روزہ سوم اعتکاف۔ قضا۔ غیر رمضان کا ذکر اسکے
مقام پر آئیگا۔ رمضان کی علامت رؤیت ہلال ہے یا تیس دن شعبان کو گذر جانا
یا رویت پر گواہی مابین ہو۔ وجوب روزہ رمضان کی شرطیں چھے ہیں۔ بالغ اور
عاقل ہونا تندرست ہونا وطن میں یا اس کے حکم میں ہونا (جیسے کسی مقام پر مسافر کا
قصد اقامت کرنا) اور حیض ونفاس سے خالی ہونا۔ قضا رکھنے کی شرطیں بلوغ اور عقل و
اسلام ہیں۔ اور جو روزے مرتد کے زمانۂ ارتداد میں قضا ہوئے ہیں انکی قضا
رکھے۔ رمضان کی قضا رکھنے والے کو زوال تک اختیار ہے کہ چاہے
وہ روزہ تمام کرے یا توڑے۔ (بشرط وسعت زمان) اور زوال کے بعد نہیں

تہبہ بہ السنۃ الا المحرّم واوکدہ ستۃ عشر قسماً اول خمیس من کل شہر و

اربعاء من العشر الثانی و آخر خمیس من الثالث و یوم الغدیر و یوم المباہلۃ

و یوم المبعث و مولد النبی و یوم دحو الارض و یوم عاشوراء علی وجہ الحزن

و عرفۃ لمن لا یضعفہ عن الدعاء و اول ذی الحجۃ و رجب کلہ و شعبان کلہ و ایام

البیض و کل خمیس و جمعۃ و یستحب الامساک و ان لم یکن صوماً للمسافر القادم بعد الزوال

او قبلہ و قد افطر و المریض اذا برئ کذلک و کذا الحائض و النفساء اذا طہرتا و

الکافر اذا اسلم و الصبی اذا بلغ و المجنون اذا افاق و المغمی علیہ و لا یصح صوم

تو روزہ رکھ سکتا ہے۔ سنتی روزے تمام سال کے ہیں سوائے ان ایام کے جن میں روزہ

حرام ہے۔ اور سنت مؤکدہ کی سولہ قسمیں ہیں۔ ہر ماہ کا پہلا پنجشنبہ۔ اور ہر دہۂ

ثانی کا پہلا چہارشنبہ اور ہر مہینے کا آخری پنجشنبہ اور روز غدیر ۱۸ ذی الحجہ اور مباہلہ

۲۴ ذی الحجہ و مبعث ۲۷ رجب روز ولادت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۷ ربیع الاول

روز دحو الارض کہ ذیقعدہ کی پچیسویں ہے اور عاشورہ بطور غم اس روز

کو نہ ہو بلکہ جیسے ... کرے اور عرفہ کو بشرطیکہ دعائیں پڑھنے میں

ضعف نہ ہو۔ اور اول ذی الحجہ و تمام رجب و شعبان و ایام البیض یعنی ہر مہینے

کی ۱۳ - ۱۴ - ۱۵ اور ہر پنجشنبہ و جمعہ۔ جو مسافر بعد روزہ کے وطن میں بعد

زوال آئے یا قبل زوال افطار کر کے پہونچے اور وہ مہینہ رمضان کا ہو

تو شام تک مفطرات کو ترک کرنا سنت ہے۔ اسی طرح بیمار کو صحت ہو۔

اور زن حائض و صاحب نفاس پاک ہو اور کافر مسلمان ہو اور بچہ

بالغ ہو اور دیوانہ اور بے ہوش اچھے ہوں۔ تو ان سب کی بھی یہی حکم ہے

الضیف تطوعاً بدون اذن مضیفه والمرأة بدون اذن زوجها والولد بدون
اذن الوالد والمملوك بدون اذن المالك. واكره نافلة سفر ولمن دعي الى طعام و
عرفة مع ضعف عن الدعاء او نسك في الحج. وانحرم صوم العيدين
وايام التشريق لمن كان بمنى ويوم الشك على انه من رمضان وصوم نذر
المعصية وصوم الصمت والوصال والواجب في السفر الا النذر المقيد به وبدل
دم المتعة وبدنة لمن افاض من عرفة قبل غروب الشمس او يكون
سفره اكثر من حضره وهو كل من يبلغ في سفره مقام عشرة ايام مسائل الدرر

(یعنی تمام کام مفطرات سے اجتناب کریں) سنتی روزہ مہمان کا بدون میزبان کی
اجازت کے، اور عورت کا بغیر شوہر کی اجازت کے اور اولاد کا بغیر باپ کی اجازت
کے اور مملوک کا بدون آقا کی اجازت کے صحیح نہیں ہے۔ اور روزہ سنتی
مسافر کو اور جس کو کھانے کے لئے دعوت کی جائے اور روزہ عرفہ بشرطیکہ
دعا کے پڑھنے میں ضعف ہو یا حاجی ذی الحجہ کا نسک ہو مکروہ ہے۔ اور عیدین یعنی
عید فطر و عید اضحیٰ کو اور ایام تشریق یعنی ذی الحجہ کی ۱-۲-۳ کو اس شخص
کے لئے جو منی میں ہو۔ اور یوم شک بقصد رمضان اور روزہ نذر معصیت
اور روزہ خاموشی۔ اور روزہ وصال یعنی ایک دن رات متصل یا دو دن
ایک رات متصل روزہ رکھنا اور روزہ واجب سفر میں حرام ہے ہاں
سفر میں ایسے نذر کا روزہ جو مقید بسفر ہو۔ یا عوض قربانی کے روزے یا ایسے
ایک اونٹ کے بدلے جو عرفات سے قبل غروب شمس کوچ کرے روزے رکھنا
یا سفر میں ایسے شخص کا روزہ رکھنا جس کا سفر قیام سے زیادہ ہو یعنی جس کی

الصوم الواجب ينقسم الى مضيق وهو رمضان وقضاؤه والنذر والاعتكاف و
مخير وهو صوم كفارة حلق رأس وكفارة رمضان وجزاء الصيد ومرتب و
هو صوم كفارة اليمين وقتل خطأ والظهار ودم الهدي وكفارة قضاء رمضان
بعد الزوال. الثانية كل صوم يجب فيه التتابع الا النذر المطلق وشبهه و
القضاء وجزاء الصيد والسبعة في بدل الهدي. الثالثة كل ما يشترط
فيه التتابع اذا افطر لعذر بنى وان افطر بغيره استأنف الا من وجب عليه
شهران فصام شهرا ومن الثاني ولو يوما ومن وجب عليه شهر فصام خمسة

اتنی مدت کسی شہر میں دس دن ٹھہرے جائز ہے۔ یہاں کئی مسئلوں کا ذکر ہے۔
پہلا مسئلہ روزہائے واجب کے کئی اقسام ہیں۔ اول مضیق یعنی جسکا وقت
تنگ ہے، وہ رمضان اور قضائے رمضان اور نذر معین، اور روزۂ سوم اعتکاف
ہے۔ دوسرے مخیر وہ (احرام میں) سر منڈانے کے کفارے کے روزے اور کفارۂ
رمضان کے اور حالت حرم میں شکار کے کفارے کے روزے ہیں تیسرے
مرتب۔ وہ کفارۂ قسم اور کفارۂ قتل خطا اور کفارۂ ظہار اور عوض قربانی اور
کفارہ قضائے رمضان بعد زوال کے روزے ہیں۔ (جن میں سے ہر ایک کی
تفصیل اس کے مقام پر آئے گی) دوسرا مسئلہ سب روزوں کو پے درپے
رکھنا واجب ہے مگر نذر مطلق اور اس کے مثل کے روزے اور روزہائے قضا
و کفارۂ شکار اور وہ سات روزے جو عوض قربانی کے ہیں انھیں پے درپے رکھنا
ضرور نہیں تیسرا مسئلہ۔ جن روزوں کو پے درپے رکھنا واجب ہے ان
میں سے کسی روزے کو کسی عذر کے سبب (مثل بیماری وغیرہ کے) ترک کرے

عشر یوماً والثلاثة فی بدل ھدی المتمتع ذ صام یوم الترویۃ و عرفۃ صام الثالث بعد ایام التشریق الباب الرابع فی المعذورین۔ اذا حاضت المرأۃ او نفست ای وقت کان من النھار بطل صومھا وتقضیہ ولو طہرت بعد الفجر امسکت استحباباً وقضتہ ولو بلغ الصبی او افاق المجنون قبل الفجر صاما ذلک الیوم واجباً والا فلا والمریض اذا بریٔ او قدم المسافر قبل الزوال ولم یفطر امسکا واجباً واجزاہ والا فلا ولو استمر مرضہ الی رمضان اخر سقط القضاء وتصدق عن الماضی لکل یوم بمد ولو برئ بینہما

اور بعد رفع عذر پھر روزے رکھنا شروع کرے تو جو روزے پہلے رکھ چکا ہے حساب میں داخل ہوں گے اور بغیر عذر ترک کرے تو پھر ابتداء سے شروع کرے۔ ہاں جس پر دو مہینے کے پے درپے روزے واجب ہیں وہ شخص ایک مہینہ پورا اور دوسرے مہینے سے کچھ دن پے درپے روزے رکھے ہر چند ایک ہی دن ہو پھر بقیہ جب چاہے رکھے، اور جس پر ایک مہینے کے روزے واجب ہیں وہ پندرہ دن پے درپے رکھے باقی جب چاہے رکھے، اگر تین روزے بدل ہدی متمتع کے ہوں اور بروز ترویہ و عرفہ دو روزے رکھ چکا ہو تو تیسرا روزہ ایام تشریق کے بعد رکھے۔ چوتھا باب۔ صاحبان عذر کے بیان میں ہے۔ رمضان میں جب دن کو کسی وقت عورت کو حیض یا نفاس آئے روزہ باطل ہوگا۔ بعد طہارت قضا بجا لائے اور جو عورت صبح کے بعد پاک ہوا سے سنت ہے کہ شام تک مفطرات سے پرہیز کرے اور بعد قضا رکھے اور اگر صبح سے پہلے بچہ بالغ ہو یا دیوانہ اچھا ہو تو روزہ رکھنا واجب ہے صبح کے بعد ہو تو کچھ نہیں اگر دو سے

وكان عازماً على الصوم قضاه ولا كفارة وان تهاون قضى وتصدق عن كل
يوم بمد وحكم ما زاد على رمضانين حكم رمضانين ويجب الافطار على المريض و
المسافر فلو صاما لم يجزهما وشرائط قصر الصوم شرائط قصر الصلاة والشيخ و
الشيخة مع عجزهما يتصدقان عن كل يوم بمد وكذا ذو العطاش ويقضي مع البرء و
الحامل المقرب والمرضعة القليلة اللبن تفطران وتقضيان مع الصدقة
ولو مات المريض في مرضه استحب لوليه القضاء عنه ولو مات بعد استقرار
الصوم ولو فات بسفر وغيره قضى الولي وهو اكبر اولاده الذكور واجباً

چلے بیمار اچھا ہو یا مسافر وطن میں آئے اور مفطرات عمل میں نہ لائے ہوں تو واجب
ہے کہ روزے کی نیت کر کے شام تک مفطرات سے اجتناب کریں۔ یہی روزہ
کافی ہوگا۔ ہاں اگر زوال کے بعد بیمار اچھا ہو یا مسافر وطن میں آئے تو اس دن کا روزہ
کافی نہیں۔ اگر بیماری دوسرے رمضان تک طول کھینچے تو رمضان گزشتہ کی قضا
ساقط ہے ہاں ہر روزے کے عوض میں ایک مد گیہوں تصدق کرے۔ اگر دو رمضانوں کے
بیچ میں اچھا ہو جائے اور قضا رکھنے پر عازم ہو اور نہ رکھ سکے اور دوسرے رمضان کے
بعد قضا رکھے۔ اور کفارہ نہیں اور قضا کا ارادہ نہ ہو تو بعد میں قضا بھی رکھے اور
کفارہ بھی دے یعنی ہر روزے کے عوض میں ایک مد اور دو رمضانوں سے زیادہ کا بھی
یہی حکم ہے۔ بیمار اور مسافر کو افطار کرنا یعنی ترک روزہ واجب ہے اگر روزہ رکھ لیں
تو کافی نہیں۔ مسافر میں ترک صوم کی شرطیں مثل قصر نماز کے ہیں۔ بوڑھا مرد اور
بوڑھی عورت جو روزے سے عاجز ہیں وہ ہر روزے کے عوض میں ایک مد گیہوں
تصدق کریں۔ روزہ معاف ہے۔ اسی طرح پیاس کی بیماری والا مگر صحت کے بعد

ولو كان ولدان تحت صوم يقضي عن المرأة ولو كان الأكبر أنثى فلا قضاء و
يتصدق من التركة عن كل يوم مدّ ولو كان عليه شهران قضى الولي شهراً و
تصدق من مال الميت عن آخر الباب الخامس في الاعتكاف و
هو اللبث للعبادة في مسجد مكة او مسجد النبي او جامع الكوفة و البصرة
خاصة و شرطه النية والصوم والبقاء ثلثة أيام فما زاد وهو واجب و
مندوب فالواجب ما وجب بالنذر وشبهه والمندوب ما يتبرع به فاذا مضى يومان
وجب الثالث ولا يخرج عن المسجد الا لضرورة او طاعة كتشييع جنازة او عيادة

قضا رکھنا واجب ہے جس عورت کے وضع حمل کے دن قریب ہوں اور جو عورت
دودھ پلاتی ہو اور اس کا دودھ کم ہو روزہ چھوڑ دے مگر بعد اس عذر کے قضا
رکھے اور ہر روز تصدق بھی دے۔ اگر بیمار بیماری میں مرے تو اس کے روزوں
کی قضا سنت ہے اگر استقرار صوم اور سفر وغیرہ سے قضا ہونے کے بعد میت کا
ولی پر قضا واجب ہے۔ ولی بڑا بیٹا ہے اگر دونوں ہوں تو باہم تقسیم کرلیں ماں
کی طرف سے بھی قضا رکھے اگر اکبر اولاد بیٹی ہو تو قضا ساقط ہے مگر ترکہ سے ہر روز
کے عوض میں ایک مد گیہوں تصدق کرے۔ اگر میت پر دو مہینے کے روزے
واجب ہوں مثل کفارۂ رمضان وغیرہ تو ولی ایک مہینے کے روزے قضا
رکھے اور دوسرے مہینے کے عوض میں مال میت سے تصدق کرے۔

پانچواں باب اعتکاف کے بیان میں ہے۔ فقط مسجد مکہ یعنی مسجد الحرام
یا مسجد نبی یا جامع کوفہ یا جامع بصرہ میں عبادت کے واسطے رہنے کو اعتکاف
کہتے ہیں۔ اس کی شرطیں یہ ہیں کہ نیت کرے اور جتنے دن کا اعتکاف ہو

مریض وصلوٰۃ جنازۃ واقامۃ شہدۃ ومع لخروج لا یمشی تحت الطلال ولا یجلس ولا یصلی لا بامعتکفہ الا بمکۃ ویستحب الاشتراط ویحرم علیہ الاستمتاع بالنساء والبیع والشری وشم الطیب وجدال ویفسدہ ما یفسد الصوم ووجب معہ کفر مثل کفارۃ رمضان ان کان فی نہار رمضان یتضاعف الکفارۃ وافطر بغیرہ بقا وجب لکفارۃ فان وجب بنذر امعین کفروا فلا الا فی الثالث ولو حاضت امرأۃ او مرض المعتکف خرجا وقضیا مع وجوبہ

کتاب الحج وفیہ ابواب الباب الاول فی اقسامہ وہی حجۃ

اتنے روزے رکھے اور اعتکاف تین دن سے کم نہ ہو۔ اعتکاف دو قسم پر ہے۔ واجب وسنت۔ واجب نذر وشبہ نذر سے ہوتا ہے۔ اور سنت جو محض تبرعاً ہو۔ اور جب دو دن گذریں تو تیسرا روزہ واجب ہے اور مسجد سے باہر نہ نکلے ہاں کسی ضرورت سے یا کسی عبادت کے لئے جیسے مثلاً تشییع جنازہ یا عیادت بیمار یا نماز جنازہ یا ادائے شہادت کے واسطے نکل سکتے ہیں۔ اور جب نکلے تو سایہ میں نہ چلے نہیں نہ بیٹھے اور نماز بغیر مقام اعتکاف کے نہ پڑھے ہاں مکہ میں بغیر مقام اعتکاف کے اور جگہ بھی نماز پڑھ سکتا ہے اور سنت ہے کہ نیت کے وقت شرط کرلے۔ اگر ضرورت ہیں مقام اعتکاف سے باہر جاؤں گا حالت اعتکاف میں عورتوں سے لذت اٹھانا اور خرید وفروخت کرنا اور خوشبو سونگھنا اور جدال یعنی لا واللہ بلی واللہ کہنا حرام ہے اور جو چیز مفسد صوم ہے وہ اعتکاف کو بھی باطل کرتی ہے۔ اگر مقاربت کرے تو مثل کفارۂ رمضان کے کفارہ دے اگر رمضان میں دن کو حالت اعتکاف میں

الاسلام وما يجب بنذر وشبهه وبالاستيجار وبالافساد فحجة الاسلام وا[جبة]
باصل الشرع مرة واحدة على الذكور والاناث والخناثى بشرط ستة البلوغ
وكمال العقل والحرية والزاد والراحلة وامكان المسير فلو حج الصبى لم
يجزه الا اذا ادرك احد الموقفين بالغا وكذا العبد ويصح الاحرام بالصبى
غير مميز والمجنون ومن العبد باذن مولاه ولو تسكع الفقير لم يجزه بعد
الاستطاعة ولو كان متمكنا مريضا يجب الاستنابة ويجب مع الشرائط على
الفور ولو اهمل مع الاستقرار حتى مات قضى من اصل ماله من اقرب الاماكن

مقاربت کرے تو دو کفارے دے۔ اور اگر بغیر جماع دوسرے ایسے اشیاء
سے جو موجب کفارہ میں روزہ توڑے اور اعتکاف نذر معین کا واجب
ہو تو ایک کفارہ دے ورنہ کچھ نہیں۔ ہاں تیسرے روز میں یہ حکم ہے
اگر اعتکاف میں عورت کو حیض آئے یا معتکف بیمار ہو جائے تو اعتکاف
سے خارج ہو۔ پس اگر اعتکاف واجب ہو تو قضا بجا لائے۔

کتاب الحج۔ اس میں کئی باب ہیں۔ پہلا باب اقسام حج کے بیان میں
ہے انمیں سے پہلا حجۃ الاسلام ہے (دوسرا) جو نذر یا شبہ نذر سے واجب
ہو اور تیسرا جو اجارے سے واجب ہو۔ (چوتھا) جو باطل کرنے سے واجب ہو
حجۃ الاسلام اصل شرع سے (تمام عمر میں) ایک مرتبہ مرد اور عورت اور خنثے
پر واجب ہے۔ اس کے وجوب کی شرطیں چھ ہیں۔ بالغ اور عاقل اور آزاد ہو
اور خرچ راہ اور سواری ہو اور جانا ممکن ہو۔ (یعنی کوئی چیز مانع نہ ہو مثل
قطاع الطریق وغیرہ کے) اگر بچہ حج کرے تو وہ کافی نہیں۔ ہاں دو

دون المیقات ویجوز لهما الطواف قبل المضی الی عرفات لکنهما یجددان التلبیة عند
کل طواف استحبابا ویجب علی المتمتع تهدی ولا یجب لہ قبین الا بدا
فی الاحرام وانما یحرم من المواقیت وهی ستة لاهل العراق العقیق وافضله المسلخ
واوسطه غمرة وآخره ذات عرق فلا یجوز عبوره الا محرما ولاهل المدینة مسجد الشجرة
وعند الضرورة الجحفة وهی میقات لاهل الشام اختیارا ولیمن یلملم وللطائف قرن
المنازل ویحج المتمتع مکة ومن کان منزله اقرب من المیقات فمنزله میقاته وکل
منصب ومن حج علی طریق خرج من میقات اهله ولا یجوز الاحرام قبل هذه

پڑھے۔ پھر سعی کرے۔ پھر طواف نسا بجالائے اور اس کی دو رکعتیں پڑھے۔ پھر
منیٰ میں گیارہویں شب اور بارہویں شب کو رات بھر رہے اور دو روز یعنی
۱۱، ۱۲، تینوں جمروں کو کنکریاں مارے چند ستون پتھر کے ہیں انہیں جمرات
کہتے ہیں اگر تیرہویں شب کو رہے تو اس روز بھی کنکریاں مارے رہا سا
حج تمتع تمام ہوا۔ حج تمتع اس شخص پر فرض ہے جو مکے سے ۴۸ میل یا زیادہ
ہر طرف دور ہو۔ **مفرد**۔ پہلے حج کرے پھر حج سے محل ہونے کے بعد عمرہ مفردہ
بجالائے۔ قارن بھی اسی طرح حج کرے اگر یہ حیوان قربانی کے ساتھ
احرام باندھے اور اسے ساتھ رکھے حج تمتع کی شرطیں (یہ ہیں) نیت کرنا
اور اسے حج کے مہینوں میں یعنی شوال وذیقعدہ وذی الحجہ میں بجا لانا اور حج اور عمرہ
کو ایک ہی سال میں ادا کرنا اور حج کا احرام مکے سے باندھنا۔ **قران وافراد کی**
شرط یہ ہے کہ نیت کرے اور ماہائے حج میں بجالائے اور میقات سے یا
اپنے گھر سے احرام باندھے بشرطیکہ گھر بہ نسبت میقات کے کعبہ سے قریب ہو

المواقيت لو نسي وزها متعمدا رجع واحرم منها وان لم يتمكن بطل حجه وان كان ناسيا
او جاهلا رجع مع المكنة واحرم من موضعه ان لم يتمكن ولو نسي الاحرام حتى اكمل المناسك تم
حجه على رواية و واجب الاحرام ثلثة و سننه منها خمس و ستون الاربع للمتمتع والمفرد
والاشعار والتقليد للقارن وصورتها لبيك اللهم لبيك لبيك ان الحمد والنعمة والملك
لك لا شريك لك لبيك ولبس الثوبين مما يصح فيه الصلوة ومندوب توفير شعر
الرأس للمتمتع من اول ذي القعدة وتنظيف الجسد وقص الاظفار واخذ الشارب و
اخذ العانة والابطين بنورة والغسل او ما والاحرام عقيب الظهر او فريضة او ست

ہو۔ قارن و مفرد کو جائز ہے کہ عرفات کو جانے سے پہلے طواف کریں مگر انکو سنت ہے
کہ ہر طواف کیوقت تلبیہ کہیں حج تمتع کرنیوالے پر قربانی واجب ہے قارن و مفرد پر واجب
نہیں تیسرا باب احرام کے بیان میں ہے۔ احرام بغیر مواقیت کے صحیح نہیں مواقیت
چھ ہیں اہل عراق کیلئے عقیق ہے وہ ایک صحرا کا نام ہے جہاں اہل عراق احرام
باندھتے ہیں)۔ اس میں افضل مسلخ اور اوسط غمرہ اور آخر ذات عرق ہے (یہ تینوں
نام میقات کے ہیں) پس ذات عرق سے بغیر احرام کے گذرنا جائز نہیں۔ اہل مدینہ کے
واسطے مسجد شجرہ ہے اور ضرورت کیوقت جحفہ ہے۔ وہ حالت اختیار میں اہل شام
کا میقات ہے۔ اور اہل یمن کیلئے یلملم ہے (اہل ہند و دکن کا میقات بھی یہی ہے اسی کو
سعدیہ کہتے ہیں) اہل طائف کیواسطے قرن المنازل ہے اور حج تمتع کے نہ کرنے والے اور
جسکا مکان بہ نسبت میقات کے مکہ سے قریب تر ہو اسکا مکان ہی میقات ہے اور
بچوں کیواسطے فخ ہے (فخ ایک مقام کا نام ہے جہاں چاہ ہے) جو شخص دوسرے
راستے سے حج کو جائے تو اسی راہ کے میقات سے احرام باندھے۔ ان میقات

الکذب والجدال وھو قول لا واللہ وبلیٰ واللہ وقتل ھوام الجسد
وازالۃ الشعر بغیر ضرورۃ واستعمال الدھن وتغطیۃ الرأس
للرجال والتظلیل سائرا وقص الاظفار وقطع الشجر والحشیش النابت
فی غیر ملکہ الا الفواکہ والاذخر والنخل ویکرہ الاکتحال بالاثمد والنظر فی
المرأۃ ولبس الحلی تجملا للزینۃ والحجامۃ ودلک الجسد ولبس
السلاح اختیارا علی احسن القولین فی ذلک کلہ والنقاب
للمرأۃ والاحرام فی الثیاب الوسخۃ والمعلمۃ و

یا بعد کسی فریضے کے یا بعد سنتی چھے رکعتوں یا دو رکعتوں کے احرام باندھے اور جب
مدینہ کے رستے سے بیدا پر (جو ایک صحرا کا نام ہے) سواری پہونچے تو آواز بلند سے
تلبیہ کہے۔ اور دعا پڑھے اور نوع حج سے تلفظ کرے اور نیت میں شرط کرے
(اگر کوئی مانع بہم پہونچے تو محل ہو جائیگا۔) حج تمتع کرنیوالا مکانات مکہ نظر آنے
تک تلبیات کو مکرر کہے اور مفرد و قارن زوال روز عرفہ تک اور عمرہ مفردہ بجا لانیوالا
حرم میں داخل ہونے تک۔ اور احرام خالص روئی کے کپڑے میں باندھے
عورت کا احرام مثل مرد کے ہے۔ مگر عورت پر سیا ہوا لباس حرام نہیں۔ اور
حیض مانع احرام نہیں۔ چوتھا باب ترک احرام کے بیان میں ہے۔
احرام میں چودہ امور کا ترک کرنا واجب ہے۔ (اول) صحرائی جانور کا شکار کرنا اسکو
پکڑ رکھنا۔ اس کو کھانا۔ اس کی طرف رہنمائی کرنا۔ اسکا رستہ بند کرنا اسے ذبح
کرنا دوسرے عورت سے مقاربت کرنا اس کو بوسہ لینا۔ اسے چھونا۔ اسکو
شہوت سے دیکھنا۔ اور نکاح پڑھنا اپنے یا غیر کے لئے اور اس کی گواہی دینا

الحذو بزينة ودخول الحمّام وتلبية المنادي واستعمال الرياحين
ويجوز حك الجسد والسواك والله أعلم الباب الخامس
في كفارات الاحرام وفيه فصلان الفصل الأول في كفارة
الصيد وهو الحيوان المحلل الممتنع في البرّ ويجوز صيد البحر و
هو ما يبيض ويفرخ فيه والدجاج الحبشي ففي النعامة بدنة
ومع العجز يفض ثمن البدنة على البر ويطعم ستين مسكيناً
لكل مسكين مدّان وما زاد عن ستين له ولا يجب عليه ما

(تیسرے) استمنا (چوتھے) خوشبو کا استعمال (پانچویں) سیا ہوا لباس مرد کے
واسطے اور ایسی چیز جو پشت قدم کو ڈھانپے (چھٹے) فسوق یعنی جھوٹ
کہنا (ساتویں) جدال یعنی لا واللہ وبلیٰ واللہ کہنا (آٹھویں) جسم کے جانوروں کا
مثل جوں وغیرہ کے (نویں) خون نکالنا بغیر ضرورت کے (دسویں) روغن ملنا (گیارہویں)
مرد کا سر ڈھانپنا (بارہویں) سائے کے نیچے چلنا (تیرہویں) ناخن کاٹنا (چودہویں) ایسے درخت
اور گھاس کا کاٹنا جو غیر کی ملک میں اُگے ہیں سوائے اذخر (جو ایک خوشبو گھاس
ہے) اور درخت خرما کے سوائے اور سرمہ لگانا۔ آئینے میں دیکھنا۔ زینت کے لیے
انگوٹھی پہننا۔ حجامت کرنا یعنی پچھنے لگانا یا بدن کو رگڑنا بے ضرورت ہتھیار لگانا۔ یہ
چیزیں ایک قول کے موافق مکروہ ہیں اور دوسرے قول کی بنا پر حرام پس احوط
ترک ہے عورت کے لئے نقاب، اور دونوں کے لئے میلے یا نقش دار کپڑے میں
احرام باندھنا اور زینت کے لئے مہندی ملنا، اور حمام میں جانا اور کسی پکارنے
والے کو لبیک کہنا۔ اور پھولوں کا استعمال کرنا مکروہ ہے اور جسم کو ملنا

نقص عنه ووعجز صام عن كل مدين يوماً فان عجز صام ثمانية عشر يوماً
وفي بقرة الوحش او حمار بقرة فان لم يجد فض ثمنها على البر واطعم ثلثين
مسكيناً لكل واحد مدان فان لا يجب عليه التتميم والفاضل له وان عجز
عن كل مد يوماً فان عجز صام تسعة ايام وفي الظبي والثعلب والارنب
شاة فان عجز فض ثمنه على البر واطعم عشرة مساكين لكل مسكين مدان
والفاضل له ولا يجب عليه التتميم فان عجز صام عن كل مدين يوماً
فان عجز صام ثلثة ايام وفي كسر بيض النعامة اذا تحرك الفرخ لكل بيضة

اور مسواک کرنا جائز ہے بشرطیکہ خون نہ نکلے پانچواں باب کفارات احرام
کے بیان میں ہے اس میں دو قسمیں ہیں۔ پہلی فصل کفارہ صید کے بیان
میں ہے۔ یعنی جانور وحشی صحرائی جس کا شکار حالت احرام میں حرام ہے
اور دریائی جانور کا شکار۔ یعنی جو جانور کہ دریا میں انڈے و بچے نکالے اور
حبشی مرغی کا شکار جائز ہے۔ پس اگر شتر مرغ کا شکار کرے تو ایک اونٹنی پانچ
برس کی دے اگر یہ نہ ملے تو اس کی قیمت کے گیہوں خرید کر کے ساٹھ مسکینوں
کو کھلائے ہر ایک کو دو مد اگر کچھ بچ رہے تو کفارہ دینے والے کا حق ہے اور کم
پڑے تو بھرتی واجب نہیں۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو ہر دو مد کے عوض میں ایک روزہ
رکھے یعنی ساٹھ روزے رکھے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو اٹھارہ روزے رکھے
(جنگلی گائے وجنگلی گدھے یعنی گورخر کے شکار میں ایک گائے دینا
واجب ہے وہ نہ ملے تو اس کی قیمت کے گیہوں خرید کر کے تیس مسکینوں کو
دے۔ ہر ایک کو دو مد۔ کمی کی بھرتی واجب نہیں بچ رہے تو کفارہ دینے والے

بکرۃ من الابل وان لم یتحرک ارسل فحولۃ الابل فی الاناث بعددھن فنتیجہ
ھدی بیت اللہ تعالی فان عجز فعن کل بیضۃ شاۃ فان عجز اطعم
عشرۃ مساکین فان عجز صام ثلثۃ ایام وفی بیض القطاء والقبج اذا
تحرک الفرخ لکل بیضۃ من صغار الغنم وان لم یتحرک ارسل فحولۃ الغنم
فی الاناث بعددھن فالنتائج ھدی لبیت اللہ تعالی ولو عجز کان کبیض النعام
وفی الحمامۃ شاۃ وفی فرخھا حمل وفی بیضھا درھم وعلی المحل فی الحرم عن
الحمامۃ درھم وعن الفرخ نصف وعن البیضۃ ربع ویجتمعان علی المحرم فی الحرم

کا حق ہے یہ نہ ہو سکے تو ہر دو مد کے عوض ایک روزہ رکھے یعنی بیس روزے
اس سے بھی عاجز ہو تو تو روزے رکھے ہرن اور لومڑی اور خرگوش کے قتل
میں ایک گوسپند واجب ہے اور مع العجز اس کی قیمت سے گیہوں لے اور دس
مسکینوں کو دے ہر ایک کو دو مد پہنچ رہے تو اسی کا ہے۔ بقیہ واجب نہیں
یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر دو مد کے عوض میں ایک روزہ رکھے یعنی کل دس روزے
یہ بھی نہ ہو سکے تو تین روزے رکھے۔ اگر شتر مرغ کے انڈے کو جس میں بچہ نے
حرکت کی ہو۔ توڑے تو ہر انڈے کے عوض میں ایک اونٹنی جو قابل حاملہ ہونے کے
ہو دے۔ اگر بچہ نے حرکت نہیں کی ہے تو جتنے انڈے توڑے ہوں اتنی
اونٹنیوں پر اونٹوں کو چھوڑے۔ جو بچے پیدا ہوں ہدیہ خانہ خدا کرے
یہ نہ ہو سکے تو ہر انڈے کے عوض میں ایک گوسپند دے۔ اور مع العجز
دس مسکینوں کو طعام کرے یہ بھی نہ ہو سکے تو تین روزے رکھے۔ اگر
مرغ سنگخوار یا کبک کے انڈے کو توڑے پس اگر اس میں بچہ نے حرکت

وفي الضب والقنفذ واليربوع جدي وفي القطاة والدراج وشبهه حمل فطيم وفي العصفور والقنبرة والصعوة مد وفي الجرادة والقملة يلقيها عن جسده كف من طعام وفي الجراد الكثير شاة ولو لم يتمكن من التحرز لم يكن عليه شيء ولو اكل ما قتله كان عليه فداءان ولو اكل ما ذبحه غيره ففداء واحد ولو اشترك جماعة في قتله فعلى كل واحد فداء وكل من كان معه صيد يزول ملكه عنه بالاحرام ويجب عليه ارساله فان امسكه ضمنه مسائل الاولى المحرم في الحل يجب عليه الفداء والمحل في الحرم القيمة ويجتمعان

کی ہے تو ایک چھوٹی گوسپند دے ورنہ بکروں کو بکریوں پر انڈوں کے عدد کے موافق چھوڑے جو بچے پیدا ہوں ہدیۂ خانۂ خدا کرے یہ نہ ہو سکے تو اسکا حکم مثل شتر مرغ کے انڈے کا ہے اگر کبوتر کا شکار کرے تو ایک گوسپند دے۔ کبوتر کے بچہ کے لئے ایک گوسپند کا بچہ اور اس کے انڈے کے لئے ایک درہم اگر محل حرم میں کبوتر کا شکار کرے تو ایک درہم دے۔ اس کے بچہ کے لئے آدھا درہم اور انڈے کے واسطے پاؤ درہم۔ اور محرم پر حرم میں دونوں کفارے واجب ہوں گے۔ سوسمار اور خارپشت اور موش دشتی کے شکار میں ایک بزغالہ واجب ہے۔ اور مرغ سنگخوار اور دراج یعنی تیتر اور اس کے برابر کے جانور کے واسطے ایک گوسپند کا بچہ جس نے دودھ پینا چھوڑ دیا ہو۔ چڑیا اور چکاوک اور ممولے کے شکار میں ایک مد گیہوں دے اور ایک ٹڈے کے شکار اور اپنے جسم سے جوں گرا دینے میں ایک کف گیہوں۔ اگر بہت سی ٹڈیوں کا شکار کرے تو ایک گوسپند دے

على المحرم في الحرم ما لم يبلغ بدنة فلا تتضاعف الثانية يضمن الصيد بقتله
عمداً او سهواً او جهلاً ولو تكرر الخطأ تكررت الكفارة وكذا العمد الثالثة
لو اضطر الى اكل صيد وميتة اكل الصيد وفداه مع المكنة والا اكل
الميتة. الرابعة فداء الصيد المملوك لصاحبه وغير المملوك يتصدق
به وحمام الحرم يشترى بقيمته علف لحمامه الخامسة ويلزم في
احرام الحج يخرجه او يذبحه بمنى وان كان معتمراً فبمكة بالموضع المعروف
بالحزورة السادسة حد الحرم بريد في بريد من اصاب فيه صيداً

اگر ان چیزوں سے بچنا ممکن نہ ہو تو کفارہ واجب نہیں۔ جس جانور کو قتل
کیا ہے اسے کھائے تو دو کفارے دے۔ اگر ایک شخص ذبح کرے دوسرا
کھائے تو اس پر ایک کفارہ ہے۔ اگر ایک جانور کے قتل میں ایک جماعت
شریک ہو تو ہر ایک آدمی پر ایک کفارہ واجب ہے اگر اپنا مملوک شکار
اپنے ہمراہ ہو تو بسبب احرام کے اپنی ملک سے نکل جاتا ہے پس اسے چھوڑنا
واجب ہے۔ اگر روک رکھے گا ضامن ہوگا۔ یہاں چند مسائل کا بیان ہے
پہلا مسئلہ۔ محرم غیر حرم میں شکار کرے تو اس پر کفارہ واجب ہے
اور محل پر حرم میں قیمت اور محرم پر حرم میں دونوں واجب ہیں تو دو چند
کفارہ پانچ برس کے اونٹ تک نہ پہنچے کہ اس کے بعد مضاعف نہ ہوگا۔
دوسرا مسئلہ قاتل صید کا ضامن ہے عمداً قتل کرے یا سہواً۔ یا
نادانی سے اور مکرر خطا سے قتل کرے تو مکرر کفارہ دے۔ اسی طرح عمد کا
حکم ہے تیسرا مسئلہ اگر شکار و مردار کھانے میں مضطر ہو جائے اور کفارہ

متن الفصل الثانی فی باقی المحظورات وفیہ مسائل الاولیٰ من
جامع امرأتہ قبل احد الموقفین قبلاً او دبراً عامداً عالماً بالتحریم بطل حجہ و
علیہ اتمامہ والقضاء من قابل وبدنۃ سواء کان الحج فرضاً او نفلاً و
علیہا مثل ذلک ان طاوعتہ وعلیہما الافتراق وهو ان لا ینفردا بالاجتماع
ان حجا فی القابل فی موضع المعصیۃ الی ان یفرغا من المناسک ولو اکرهہا صح
حجها ویتحمل عنها الکفارۃ ولو کان بعد الموقفین صح الحج ووجبت البدنۃ علی کل
واحد منهما ولو جامع قبل طواف الزیارۃ لزمہ بدنۃ فان عجز عنها فبقرۃ او شاۃ و

ممکن ہو تو شکار کھائے، ورنہ کفارہ دے ورنہ مردار کھائے۔ چوتھی مسئلہ شکار
کسی کا مال ہو تو کفارہ مالک کو دے ورنہ تصدق کرے۔ اور حرم کا کبوتر ہو تو
اس کی قیمت کا دانہ کبوتروں کے لئے خرید دے۔ پانچواں مسئلہ جو
کفارے کا جانور حج کے احرام میں واجب ہوا ہے منی میں نحر یا ذبح کرے
اگر عمرے میں واجب ہو تو مکے میں مقام حزورہ پر ذبح یا نحر کرے اور فقیروں
کو کھلائے۔ چھٹا مسئلہ حرم کی حد ہر طرف چار فرسخ تک ہے اسمیں جو شکار کرے
اس کا ضامن ہوگا۔ دوسری فصل باقی ممنوعات (کفارے کے) بیان میں،
اسمیں کئی مسئلے ہیں۔ پہلا مسئلہ جو شخص اپنی زوجہ سے کسی ایک موقف سے
پہلے قبل یا دبر میں عمداً حرمت کو جان کر جماع کرے تو اس کا حج باطل ہوگا
اسے واجب ہے کہ اس حج کو تمام کرے اور سال آیندہ پھر قضا بجا لائے اور ایک
اونٹنی پانچ برس کی کفارے میں دے خواہ وہ حج فرض ہو یا سنت۔ اگر عورت راضی
ہو تو اسپر بھی یہ سب امور واجب ہیں اور ان دونوں میں جدائی واجب یعنی جب

وجامع قبل طواف النساء لزمه بدنة ولو كان قد طاف منه خمسا فلا كفارة ولو جامع
في احرام العمرة قبل السعي بطلت عليه بدنة وقضاؤها واتمامها ولو نظر الى غير
اهله فامنى كان عليه بدنة فان عجز فبقرة فان عجز فشاة ولو نظر الى اهله بغير شهوة
فامنى فلا شيء عليه فان كان بشهوة فجزور كذا لو امنى عند ملاعبة ولو عقد
محرم لمحرم فدخل كان عليهما كفارة الثانية من تطيب لزمه شاة سواء
الصبغ والاطلاء والبخور والاكل ولا بأس بخلوق الكعبة الثالثة في تقليم كل
ظفر مد من طعام وفي يديه ورجليه شاة مع اتحاد المجلس ولو تعدد

مقام پر مقاربت کی ہے جب دوبارہ حج کو آئیں تو اس مقام پر تنہائی میں شوہر و
زوجہ اکیلے نہ ہوں تا فراغ حج۔ اگر شوہر جبر کرے تو عورت کا حج صحیح ہے۔ عورت
کا کفارہ بھی (اس صورت میں) شوہر دے گا۔ اگر بعد دونوں موقفوں کے
جماع کرے تو حج صحیح ہے مگر ایک اونٹنی پانچ برس کی دونوں پر واجب ہے
گر طواف زیارت سے پہلے جماع کرے تو ایک اونٹنی پانچ برس کی شوہر پر واجب
ہے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو ایک گائے یا گوسپند دے۔ اگر طواف نسا سے پہلے جماع
کرے تو (بھی) پانچ برس کی ایک اونٹنی واجب ہے۔ ہاں طواف نسا کی پانچ
دور پھر چکنے کے بعد (جماع کرے تو) کفارہ نہیں۔ اگر عمرے کے احرام میں
سعی سے پہلے جماع کرے تو عمرہ باطل ہے۔ اور ایک اونٹنی پنج سالہ
اور تمام اور قضا واجب ہے۔ اگر اجنبی عورت کو دیکھے اور منزل ہو تو
پانچ برس کی ایک اونٹنی واجب ہے۔ یہ نہ ہو سکے تو ایک گائے۔ یہ بھی
نہ ہو سکے تو ایک گوسپند دے اور اپنی عورت کی طرف بغیر شہوت کے دیکھے

فشاتان وعلى المفتى اذا قلم المستفتى ظفرة فأدمى أصبعه شاة الرابعة
فى لبس المخيط شاة وان كان لضرورة الخامسة فى حلق شعر الرأس
شاة او اطعام عشرة مساكين لكل مسكين مد او صيام ثلثة ايام وان
كان مضطرا السادسة فى نتف الابطين شاة وفى احدهما اطعام ثلثة
مساكين ولو سقط من رأسه او لحيته شئ بمسه تصدق بكف من طعام
وان كان فى الوضوء فلاشئ عليه السابعة فى التظليل سائرا شاة و
كذا فى تغطية الرأس وان كان لضرورة الثامنة فى الجدال

اور انزال ہو تو کچھ نہیں اگر شہوت سے دیکھے اور منزل ہو تو ایک دنبہ واجب ہے
اگر اپنی زوجہ کے ساتھ دست بازی کرنے سے منزل ہو تو یہی حکم ہے۔ اگر محرم (مرد)
کا معقد پڑھے اور جس کا عقد ہوا ہے، وہ دخول کرے تو دونوں پر دو کفارے
واجب ہیں دوسرا مسئلہ جو شخص خوشبو کا استعمال کرے اس پر ایک گوسفند
واجب ہے خواہ خوشبو سے رنگ کرے بالے یا دھونی لے یا کھائے۔ ہاں
خلوق کعبہ کا استعمال جائز ہے (خلوق کعبہ ایک مشہور خوشبو ہے) تیسرا مسئلہ
ہر ناخن کاٹنے میں ایک مد کفارہ واجب ہے۔ اگر دونوں ہاتھ پاؤں کے ایک جلسہ میں
ناخن کاٹے تو ایک گوسفند دے اور کئی جلسوں میں کاٹے تو دو بکرے واجب ہیں
فتوی دینے والے پر بھی ایک گوسفند واجب ہے۔ بشرطیکہ فتوے دینے والا
ناخن کاٹے اور انگلی سے خون نکلے۔ چوتھا مسئلہ سلے ہوئے لباس پہننے
میں ایک گوسفند واجب ہے۔ ہر چند بضرورت پہنے۔ پانچواں مسئلہ اگر
سر منڈائے تو ایک گوسفند دے یا دس مسکینوں کو طعام کرے۔ ہر ایک کو

صدقة ثالث شاة وكذا في الكذب مرة ولو ثنتي فبقرة ولو ثلث فبدنة
التاسعة في دهن الطيب وقلع الضرس شاة العاشرة في الشجرة
الكبيرة بقرة وفي الصغيرة شاة وفي بعضها قيمة الحادية عشر تكرر
الكفارة بتكرر الوطي واللبس مع اختلاف المجلس والطيب كذلك
الثانية عشر لا كفارة على جاهل وناسي الا في الصيد.

الباب السادس في الطواف وهو واجب مرة في عمرة المتمتع بها
ومرتين في حجه وفي كل واحد من عمرة الباقيين مرتين وكذا في حجهما و

ایک مد یا تین روزے رکھے ہر چند بضرورت سر منڈائے۔ چھٹا مسئلہ دونوں
بغل کے بال نکالنے میں ایک گوسپند واجب ہے۔ اور ایک بغل کے بال نکالے
تو تین مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ اگر سر یا داڑھی سے بسبب مس کرنے کے
بال گرے تو ایک کف گیہوں تصدق کرے۔ اگر وضو میں ہو تو کچھ نہیں۔ ساتواں
مسئلہ سایہ کے نیچے چلنے میں ایک گوسپند واجب ہے اسی طرح سر
ڈھانپنے میں ہر چند بضرورت ہو۔ آٹھواں مسئلہ تین مرتبہ سچی قسم
کھائے تو ایک گوسپند دے اسی طرح اگر ایک جھوٹی قسم کھائے تو ایک
گوسپند دے اگر دو بار جھوٹی قسم کھائے ایک گائے واجب ہے
اگر تین مرتبہ جھوٹی قسم کھائے تو یک پنج سالہ و ثنی دے نواں
مسئلہ خوشبو روغن ملنے میں اور دانت اکھاڑنے میں ایک گوسپند
واجب ہے۔ دسواں مسئلہ بڑا درخت کاٹنے میں ایک گائے واجب ہے
اور چھوٹے درخت میں ایک گوسپند ڈالی وغیرہ کے لئے اس کی قیمت۔

يشترط فيه الطهارة وازالة النجاسة عن الثوب والبدن والختان
في الرجل ويجب فيه النية والطواف سبعة اشواط والابتداء بالحجر
والختم به وجعل البيت على اليسار وادخال الحجر فيه ويكون بين
مقام البيت وصلوة ركعتين في مقام ابراهيم ويستحب فيه الدعاء عند
دخول مكة والمسجد ومضغ الاذخر ودخول مكة من اعلاها حافيا
بسكينة ووقار والغسل من بئر ميمون او فخ واستلام الحجر في كل
شوط وتقبيله والايماء باليد عند الاستلام وفي الطواف والتزام

گیارہواں مسئلہ جتنی مرتبہ مقاربت کرے اتنی مرتبہ کفارہ دے اسی
طرح جتنے مرتبہ سِیا ہوا لباس پہنے باختلاف مجلس اتنے کفارے دے
اور اسی طرح جتنی بار خوشبو کا استعمال کرے اتنے کفارے دے۔
بارہواں مسئلہ جاہل مسئلہ اور سہو کرنے والے پر کفارہ نہیں سوائے
شکار کے چھٹا باب طواف کے بیان میں ہے۔ عمرۂ تمتع میں ایک مرتبہ
طواف واجب ہے۔ اور حج تمتع میں دو مرتبہ ایک طواف زیارت دوسرا
طواف نساء عمرۂ افراد و قران میں دو مرتبہ طواف واجب ہے اسی طرح حج
افراد و قران میں۔ طواف میں شرط ہے کہ باطہارت ہو یعنی با وضو و غسل،
کپڑے اور بدن سے نجاست دور کرے۔ مرد ختنہ کیا ہوا ہو طواف
میں نیت اور سات دور طواف کرنا اور حجر اسود سے ابتدا اور اسی پر ختم
کرنا۔ اور خانہ کعبہ کو طواف کرتے وقت بائیں طرف رکھنا۔ اور حجر اسمٰعیل کو
طواف میں داخل کرنا۔ اور مقام ابراہیم اور خانہ کعبہ کے بیچ میں طواف

الاستجار ووضع الخد عليه والبطن ولدعه واستلام الركن اليماني وباقي
الاركان والطواف ثلث مائة وستين طوافاً فان لم يمكن فثلث مائة وستين شوطاً
والطواف ركن من تركه عمداً بطل حجه وناسياً اتى به ومع تعذر يستنيب
وشك في عدده بعد الانصراف لم يلتفت وفي الاثناء يعيد ان كان فيه
دون سبعة والا تمم ولو ذكر في طواف الفريضة عدم الطهارة اعاده
ولو قرن في طواف فريضة بطل ويكره في النافلة ولو زاد سهواً اكمل اسبوعين
وصلى ركعتي الواجب قبل سعي والمندوب بعده ولو نقص من طوافه وقد تجاوز

کرنا اور مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھنا واجب ہے اور مکہ میں اور
مسجد حرام میں داخل ہوتے وقت دعا پڑھنا اور اذخر چبانا اور مکہ
میں اس کی بلندی کی طرف سے برہنہ پا آہستگی و وقار سے داخل ہونا
اور چاہ میمون یا چاہ زمزم سے غسل کرنا اور ہر دور میں حجر اسود کو بغل
میں لینا اور اس پر بوسہ دینا یا اشارہ کرنا اور بغل میں لیتے وقت دعا
پڑھنا اور طواف میں دعا پڑھنا اور مستجار سے، جو ایک جزء ہے دیوار کعبہ کا
رکن یمانی کے قریب، لپٹنا اور اس پر رخسار و شکم رکھنا اور دعا پڑھنا
اور رکن یمانی اور باقی ارکان کو بغل میں لینا اور تین سو ساٹھ مرتبہ طواف
کرنا۔ یہ نہ ہو سکے تو تین سو ساٹھ گشت کرنا سنت ہے طواف رکن ہے
جو عمداً اسے ترک کرے حج باطل ہے۔ اگر بھول جائے تو پھر بجا لائے
اور خود نہ بجا لا سکے تو نائب کرے۔ اگر فارغ ہونے کے بعد عدد میں
شک ہو تو اس کا اعتبار نہیں۔ اگر طواف کے بیچ میں شک ہو تو اعادہ

للنصف اتم ولو رجع الى اهله استانف وكذا من قطع الطواف
لحاجة او لصلوة نافلة ولا يجوز تقديم طواف حج التمتع وسعيه على الوقوف الا لخائفة
الحيض ولو حاضت قبله انتظرت الوقوف فان لم تطهر بطل تمتعها وصارت
حجتها مفردة وتقضي العمرة بعد ذلك ولو حاضت في خلاله فان تجاوزت
النصف تركت بقية الطواف وفعلت بقية المناسك ثم قضت الفائت بعد
طهرها والا فحكمها حكم من لم تطف والمستحاضة اذا فعلت ما يجب عليها
كانت كالطاهرة

الباب السابع في السعي

وهو واجب في كل احرام

کرے بشرطیکہ سات دورے کم میں شک ہو۔ اگر زیادہ میں شک ہو
تو وہیں قطع کر دے۔ اگر طواف واجب میں یاد آئے کہ طہارت نہیں کی
ہے تو طہارت کے بعد طواف کا اعادہ کرے۔ اگر طواف واجب میں دوسرے
طواف کو ملائے تو باطل ہے۔ طواف سنت میں ملانا مکروہ ہے۔ اگر طواف کے
عدد سہواً زیادہ ہوں تو چودہ دور پورے کرے۔ طواف واجب کی نماز
سعی سے پہلے پڑھے۔ اور طواف سنت کی نماز سعی کے بعد۔ اگر طواف میں
دوروں کے عدد کم ہوئے ہوں وطن میں معلوم ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں
اگر نصف سے زیادہ ہو چکے ہوں تو تمام کرے اور وطن میں آچکا ہو تو نائب
کرے۔ اگر نصف سے کم ہوئے ہوں تو از سر نو طواف کرے۔ اس شخص کا
بھی یہی حکم ہے جو کسی ضرورت سے یا نماز سنتی کے لئے طواف کو قطع
کرے۔ حج تمتع میں وقوف سے پہلے طواف اور سعی بجالانا جائز نہیں۔ ہاں
عورت کو حیض آنے کا خوف ہو تو بجا لا سکتی ہے۔ اگر عمرے کے طواف سے

مرة ويجب فيه النية والبدأة بالصفا والختم بالمروة والسعي سبعة
أشواط من الصفا إليه شوطان ويستحب فيه الطهارة واستلام الحجر
والشرب من زمزم والاغتسال من الدلو المقابل للحجر والخروج من باب
الصفا وصعوده واستقبال ركن الحجر والتكبير والتهليل والسعي
والدعاء والمشي طرفيه والهرولة من المنارة الى زقاق العطارين فيه من
وادي محسر ولو نسي الرمل تداركه وهو ركن يبطل الحج بتركه عمداً لا سهواً ويعود له
فإن تعذر استناب ولو زاد على سبعة عمداً بطل لا سهواً ويتخير ولو حصل على شوط

پہلے حیض آئے تو وقوف تک انتظار کرے یعنی ذی الحجہ کی نویں تک، اگر ذی الحجہ کی
کی نویں تک پاک نہ ہو تو اس کا حج تمتع باطل ہو جائے گا۔ اور حج افراد بدل
جائیگا۔ ایسی عورت ادا میں قرار دے کہ اس سے پہلے احرام کو میں نے احرام حج
قرار دیا۔ پھر عرفات و مشعر میں ٹھہرے اور منیٰ کے اعمال بجا لائے پس اگر اسی روز
پاک ہو تو غسل کر کے طواف وغیرہ بجا لائے ورنہ جب پاک ہو اس روز بعد غسل طواف
اور باقی اعمال ادا کرے) اس کے بعد عمرے کی قضا بجا لائے۔ اگر طواف کے بیچ
میں حیض آئے اور طواف نصف سے زیادہ ہو چکا ہو تو وہیں ترک کرے اور باقی افعال
حج ادا کرے۔ پھر پاک ہونے کے بعد جس قدر طواف رہ گیا ہو اس کی قضا بجا لائے اگر
نصف سے کم ہوا ہو تو اس کا حکم طواف نہ کرنے والی کے مانند ہے مستحاضہ جب احکام مستحاضہ
ادا کرے تو مثل طاہرہ کے ہے

ساتواں باب سعی کے بیان میں ہے۔ ہر احرام میں ایک
مرتبہ سعی واجب ہے اور اس میں نیت اور صفا سے ابتدا اور مروہ پر ختم کرنا اور سعی سات
دفعہ کرنا واجب ہے۔ صفا سے پھر صفا تک آنے میں دو دورے ہوتے ہیں مستحبات سعی

او قطعه لبعض حاجة او صلاة فريضة تممه ولو ظن الاتمام فحل وواقع اهله
او قلم اظفاره ثم ذكر نقيصة شوط تممه ويكفر ببقرة واذا فرغ من سعي عمرة التمتع قصر وادناه
ان يقص اظفاره او شيئاً من شعره ولا يحلق رأسه فان فعل كان عليه دم ولو
نسي حتى احرم بالحج ومع التقصير يحل من كل شيء احرم منه الا الصيد لدوام
في الحرم ويستحب ان يتشبه بالمحرمين في ترك لبس المخيط الباب الثالث من
في افعال الحج وفيه فصول الاول في الاحرام بالحج اذا فرغ من العمرة وجب عليه
الاحرام بالحج من مكة ويستحب ان يكون يوم التروية عند الزوال من تحت

سعی میں طہارت اور استلام حجر اسود اور زمزم سے پانی پینا اور اپنے جسم پر اس
ڈول سے پانی ڈالنا جو حجر اسود کے مقابل ہے اور باب صفا سے نکلنا اور اس پر
چڑھنا اور رکن حجر کی طرف منہ کر کے سات مرتبہ تکبیر و تہلیل کہنا اور دعا پڑھنا اور دونوں
طرف یعنی سعی کی ابتدا و آخر میں آہستہ چلنا اور منارے سے کوچہ عطاران تک تیز چلنا
(مثل رفتار شتر کے) کہ وہ وادی محسر ہے اور دعا پڑھنا اور پیادہ سعی کرنا سنت ہے
سعی رکن ہے عمداً اسے ترک کرے تو حج باطل ہے اور سہواً ترک ہو تو اس کے لئے
پھر آنا چاہئے۔ اگر آنے میں عذر ہو تو نائب کر دے۔ اگر عمداً سات دور سے زیادہ
کرے تو باطل ہے۔ سہو سے ہو تو کچھ نہیں۔ اگر نہ جانے کہ کتنے دور ہوئے ہیں
تو پھر اعادہ کرے۔ اگر رفع ضرورت یا نماز واجب کے لئے قطع کرے تو بعد رفع
ضرورت یا ادائی نماز کے اتمام کرے۔ سعی تمام ہونے کے گمان سے اگر محل ہو
اور اپنی زوجہ سے مقاربت کرے یا ناخن کاٹے پھر یاد آئے کہ ایک دورہ رہ گیا تھا
تو پھر تمام کرے اور ایک گائے کفارے میں دے جس وقت عمرے کی سعی سے فارغ

المیزاب وکیفیته کما تقدم الا انه ینوی احرام الحج ویقطع التلبیة یوم عرفة عند
الزوال ولو نسیه حتی یصل بعرفات احرم بها ان لم یتمکن من الرجوع ولو لم
یذکر حتی یقضی مناسکه لم یکن علیه شئ۔ **الفصل الثانی** فی الوقوف بعرفات
وهو رکن فی الحج یبطل بالاخلال به عمداً ولو ترکه ناسیاً حتی فات وقته
ولم یحضر بالمشعر بطل حجه ویجب فیه النیة والکون بعرفات الی غروب الشمس
یوم العرفة ولو لم یتمکن من الوقوف نهاراً وقف لیلاً ولو قبل الفجر ولو لم
یتمکن ونسی حتی طلع الفجر وقف بالمشعر واجزاه ولو افاض منها قبل الغروب

ہو تو تقصیر کرے کم سے کم تقصیر یہ ہے کہ ناخن کاٹے یا کچھ بال کترے مگر سر نہ منڈائے
اگر منڈائے تو ایک گوسپند کفارے میں دینا واجب ہوگا۔ اسی طرح اگر تقصیر کئے بغیر
حج کا احرام باندھے تو کفارہ واجب ہے تقصیر سے ہر شئے حلال ہو جاتی ہے
سوائے شکار کے کہ جب تک حرم میں ہے شکار حلال نہیں اور سنت ہے کہ بال
درختہ نہ پہنے۔ **آٹھواں باب** افعال حج کے بیان میں ہے اس میں کئی فصلیں ہیں
پہلی فصل احرام حج کے بیان میں ہے۔ جب عمرے سے فارغ ہو تو حج کا احرام مکہ
سے باندھنا واجب ہے اور سنت ہے کہ یہ احرام بروز ترویہ یعنی ذی الحجہ کی آٹھویں
کو زوال کے وقت میزاب کے نیچے باندھے۔ کیفیت احرام مثل سابق کے ہے
مگر یہاں احرام حج کی نیت کرے اور تلبیہ کو بروز عرفہ زوال کے وقت ترک
کرے۔ اگر احرام بھول جائے یہاں تک کہ عرفات میں پہنچے تو وہیں احرام باندھے بشرطیکہ
پلٹنا ممکن نہ ہو۔ اگر یاد ہی نہ آئے تا آنکہ تمام افعال حج بجا لا چکے تو اس پر کچھ نہیں اور حج صحیح ہے
دوسری فصل وقوف عرفات کے بیان میں ہے۔ وقوف عرفات حج میں رکن ہے اگر عمداً نہ بجا لائے

احرام حج

وقوف عرفات

وجب عليه بدنة وعجز صام ثمانية عشر يوماً ان كان عالماً ولو كان جاهلاً
او ناسياً فلا شيء ونمرة وثوية وذو المجاز وعرنة والاراك حدود لا
يجوز الوقوف بها ويستحب ان يخرج الى منى يوم التروية بعد الزوال و
الامام يصلي بها ثم يبيت الى فجر عرفة ولا يجوز وادي محسر حتى تطلع
الشمس ويدعو عند التوجه والخروج منه وفي الطريق وان يقف السفح في ميسرة
الجبل داعياً قائماً وان يجمع بين الظهرين باذان واقامتين ويكره الوقوف
في اعلى الجبل وقاعداً وراكباً **الفصل الثالث في الوقوف بالمشعر** اذا

حج باطل ہے۔ اگر کوئی جانے یہاں تک کہ اسکا وقت جاتا رہے اور مشعر میں بھی نہ پہونچے
تو حج باطل ہے اور اس میں نیت اور عرفات میں رہنا بروز عرفہ ابتدائے زوال سے
غروب آفتاب تک واجب ہے دن کو رہنا ممکن نہ ہو تو رات کو ہے ہر چند تھوڑے سے
تھوڑے ہو۔ اگر رات کو بھی نہ ٹھہر سکے یا بھول جائے تو مشعر میں بروز قربانی ٹھیرے تو یہی
کافی ہے۔ اگر قبل غروب عرفات سے لوٹ گیا تو واجب ہے کہ ایک پانچ برس کی اونٹنی
کفارے میں دے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو اٹھارہ روزے رکھے بشرطیکہ عالم مسئلہ ہو۔ اگر
جاہل ہو یا بھول جائے تو کچھ نہیں۔ اور نمرہ - اور عرنہ اور ثویہ اور ذوالمجاز
اور اراک، عرفات کے حدود ہیں ان پر ٹھہرنا جائز نہیں سنت ہے کہ بعد احرام حج
بروز ترویہ زوال کے بعد منی کو جائے اور امام اول منی میں نماز پڑھے اسکو سنت ہے
کہ منی میں ٹھہر کر جیسے، منی میں رات بھر صبح روز عرفہ تک رہیں اور طلوع آفتاب
تک وادی محسر سے نہ گزریں۔ منی میں پہونچنے کے وقت اور وہاں سے چلتے وقت
اور راہ میں دعا پڑھیں اور عرفات میں پہاڑ کے بائیں طرف مقام سفح میں دعا

غربت الشمس من يوم عرفة افاض الى المشعر ويستحب ان يقتصد في المسير ويجمع
عند الكثيب الاحمر المغرب والعشاء حتى يصليهما فيه ولو صار ربع الليل ويجمع
بينهما باذان واقامة ولا يجب فيه النية والكون فيه من طلوع الفجر الى طلوع
الشمس وقته يضر تركه في الزوال ولو افاض قبل الفجر عالما عامدا كفر
بشاة وصح حجه ان كان وقف بعرفات ويجوز المرأة والخائف الافاضة قبله
وحد المشعر ما بين مأزمين اي الجبلين والى وادي محسر هذا الوقوف
ركن فمن تركه ليلا ونهارا عمدا ابطل حجه ولو كان ناسيا وادرك عرفات فصح

پڑھتے ہوئے اسے دو تکبیریں۔ ظہر اور عصر عرفات میں ملا کر پڑھیں ایک اذان اور
دو اقامت سے اور پہاڑ پر ٹھہرنا اور بیٹھنا اور سواری پر سوار ہونا مکروہ ہے۔ تیسری
فصل وقوف مشعر کے بیان میں ہے۔ جب روز عرفہ آفتاب غروب ہو جائے تو عرفات
سے مشعر کی طرف روانہ ہو اور سنت ہے کہ چلنے میں میانہ روی کرے۔ تو وہ ریگ سرخ
کے نزدیک نماز پڑھے۔ مغرب عشا میں تاخیر کرے تاکہ مشعر میں پہونچکر دونوں نمازیں
ادا کرے ہر چند ربع شب گذرے اور دونوں نمازوں کو ملا کر ایک اذان اور دو اقامتوں
سے پڑھے۔ وقوف مشعر میں نیت اور وہاں حاضری صبح صادق سے طلوع آفتاب تک
رہنا واجب ہے اگر یہ وقت کسی ضرورت سے جاتا رہے تو اس کے بعد زوال تک
ہے۔ اگر مشعر سے قبل صبح عالم مسئلہ ہو کر عمداً کوچ کرے تو ایک گوسپند کفارے
میں دے اور حج صحیح ہے بشرطیکہ عرفات میں ٹھہر چکا ہو۔ عورت کو اور خائف کو قبل
صبح کوچ کرنا جائز ہے۔ مشعر کی حدود پہاڑوں کے بیچ میں ہے۔ جو حوضوں تک اور
وادی محسر تک۔ وقوف مشعر رکن ہے جو اسے رات کو اور دن کو عمداً ترک کرے حج

الحج مسائل الاولى وقت الوقوف الاختياري بعرفات من زوال الشمس
يوم عرفة الى غروبها والاضطراري الى الفجر ووقت الوقوف الاختياري
بالمشعر من طلوع فجر يوم النحر الى طلوع الشمس والاضطراري الى الزوال فان
ادرك احد الموقفين اختيارا وفاته الآخر لضرورة صح حجه وان ادرك الاضطراريين
معا فاته الحج على قول، فلو ادرك احدهما فانه يبطل حجه اجماعا الثانية من
فاته الحج سقطت عنه افعاله ويحل بعمرة مفردة ويقضي حجه في القابل ان وجب
الثالثة يستحب الوقوف بعد الصلوة والدعاء ووطي المشعر بالرجل للصرورة والصعود

ضرورت سے ترک ہو بشرطیکہ عرفات میں ٹھیر چکا ہو تو حج صحیح ہے یہاں مسائل
ہیں۔ پہلا مسئلہ وقوف عرفات کا وقت اختیاری بروز عرفہ زوال سے غروب آفتاب
تک ہے اور وقت اضطراری صبح تک یعنی صبح دہم ذی الحجہ تک وقوف مشعر کا وقت
اختیاری بروز قربانی یعنی ذی الحجہ کی دسویں کو طلوع صبح صادق سے طلوع آفتاب
تک ہے اور وقت اضطراری زوال تک پس اگر کسی ایک موقف کو بوقت اختیاری پائے
اور دوسرا موقف بوقت اختیاری کسی ضرورت سے ہاتھ نہ آئے تو حج صحیح ہے اگر
دونوں موقفوں کو بوقت اضطراری پائے تو ایک قول کی بنا پر حج باطل ہے۔ اگر ایک ہی
موقف کو بوقت اضطراری پائے تو اجماعاً حج باطل ہے دوسرا مسئلہ جسکا حج بغیر
مقاربت کے اور کسی سبب سے باطل ہو اسکے باقی افعال ساقط ہیں پس وہ عمرہ مفردہ سے
محل ہو جائے اگر وہ حج واجب ہے تو سال آئندہ قضا بجالائے تیسرا مسئلہ مشعر میں نماز
صبح پڑھکے ٹھیرنا اور دعا پڑھنا اور مشعر کو پیادہ جانا اگر نیا حاجی ہو اور قزح پر چڑھنا
کہ مزدلفہ میں ایک پہاڑ ہے اور ذکر خدا کرنا سنت ہے چوتھا مسئلہ مشعر سے سنگریزوں کا

ویجب بعد الرمی الذبح مرتبا وھو یھدی علی المتمتع خاصۃ فی الفرض والنفل ولا ھدی علی المولی الزام المملوک بالصوم او ان یھدی عنہ فان اعتق قبل احد الموقفین لزمہ الھدی مع القدرۃ والا صام ویجب فیہ النیۃ وذبحہ بمنی یوم النحر وعدم الاشتراک فی الواجب وان یکون من النعم ثنیا قد دخل فی السادسۃ ان کان من الابل و فی الثانیۃ ان کان من البقر والغنم ویجزی من الضان الجذع تاما غیر مھزولۃ بحیث لا یکون علی کلیتھا شحم ویستحب ان تکون سمینۃ قد عرف بھا اناثا من الابل والبقر وذکرانا من الضان والمعز والدعاء عند الذبح وان یاکل ثلثہ

تمتع کرنے والے پر واجب ہے خواہ حج فرض ہو یا سنت اور مالک کو جائز ہے کہ غلام یا کنیز کی قربانی کے عوض میں اس سے روزے رکھوائے یا اس کی طرف سے قربانی کرے اگر پہلے کسی ایک موقف سے غلام یا کنیز آزاد ہو جائے تو بشرط امکان قربانی واجب ہے ورنہ ہو سکے تو روزے رکھے۔ ذبح میں اتنے امور واجب ہیں نیت اور بروز قربانی منی میں ذبح کرنا۔ اور حج واجب ہو تو جانور قربانی کا بے شرکت ہونا۔ اور جانور قربانی کا ثنی ہونا یعنی اونٹ ہو تو چھٹے برس میں داخل ہو اور گائے یا بکرا ہو جسے دکن میں چھیلا کہتے ہیں تو دوسرے برس میں داخل ہو اور گوسپند یعنی پوٹلا سات مہینے کا کافی ہے۔ کامل الاعضا ہو اور بہت لاغر نہ ہو ایسا کہ اس کے گردے پر چربی نہ ہو اور سنت ہے کہ خوب فربہ ہو اور عرفات میں اسے حاضر کیا ہو اگر اونٹ یا گائے ہو تو مادہ ہو اور بکری یا گوسپند ہو تو نر۔ ذبح کے وقت دعا پڑھے اور تین حصے کر کے ایک حصہ خود کھائے اور ایک حصہ احباب کو ہدیہ بھیجے اور ایک حصہ محتاجوں کو کھلائے اگر قربانی کا جانور نہ ملے تو قیمت اس کی کسی معتبر آدمی کو دے تا وہ جانور

هدی ثلثه ویطعم القانع والمعتر ثلثه ولو فقد الهدی ووجد ثمنه خلفه عند من یثق به یشتریه ویذبحه طول ذی الحجة ولو فقده صام ثلثة ایام متوالیات فی الحج وسبعة اذا رجع الی اهله ویجوز تقدیم الثلثة من اول ذی الحجة ولا یجوز تقدیمها علیه فان خرج ولم یصمها تعین الهدی فی ذبحه بمنی وما عدی القران فیجب ذبحه او نحره بمنی ان قرنه بالحج وبمکة ان قرنه بالعمرة ویجوز رکوب الهدی وشرب لبنه ما لم یضر به وبولده واذا هلک هدی القران لم یلزمه بدله الا ان یکون مضمونا ولا یتعین التصدق الا بنذر ولا یعطی الجزار

خرید کرکے اسی مہینے میں قربانی کرے۔ ور قیمت بھی نہ ہو تو تین روزے پے در پے حج میں رکھے اور وطن میں پہونچکر سات روزے رکھے (جملہ دس روزے) تا ذی الحجہ میں وہ تین روزے رکھنا جایز ہے۔ ذی الحجہ سے پہلے نہیں رکھ سکتا اگر ذی الحجہ گذر جائے اور روزے نہ رکھے تو دوسرے سال منیٰ میں قربانی کرنا متعین ہو جائیگا۔ اور ہدی قِران کو منیٰ میں ذبح کرنا یا نحر کرنا واجب ہے بشرطیکہ احرام حج میں اس کو اشعار کیا ہو (اشعار کا بیان باب احرام میں گذر چکا ہے) اگر عمرے کے احرام میں اشعار کیا ہے تو مکے میں ذبح یا نحر کرے۔ قربانی کے جانور پر سوار ہونا اور اس کا دودھ پینا جائز ہے بشرطیکہ اس کو اور اس کے بچہ کو ضرر نہ پہنچے اگر ہدی قِران ہلاک ہو تو اس کا بدل لازم نہیں بشرطیکہ اس کا ضامن نہ ہو (مثل نذر وغیرہ کے یا حفاظت میں تقصیر کرے) ہدی قِران کو تمام صدقے میں دینا لازم نہیں مگر ساتھ نذر کے وجب قربانی مزدوری میں قصاب کو نہ دیں اضحیہ یعنی عید اضحیٰ کی قربانی بروز قربانی (یعنی ذی الحجہ کی دسویں تاریخ) و اسکے بعد منیٰ میں تین دن تک اور غیر منیٰ میں دو دن

من هدی الواجب واق الاضحیة ووقتها یوم النحر وثلثة بعدہ بمنی و یومان
فی غیرها ویجزی هدی التمتع عنها ویتصدق بلحمها ویکرہ للمضحی
بما یلیه واعطاء الجزار اجرة منه الثالث الحلق ویجب یوم النحر بعد الذبح الحلق
او التقصیر بمنی والحلق افضل ویتاکد للصرورة والملبد ویتعین فی
المرأة التقصیر ولو رحل قبل الحلق والتقصیر رجع وفعل احدهما فان تعذر
حلق او قصر این کان وجوبا وبعث شعرہ الی منی لیدفن فیها استحبابا ومن لیس
علی راسه شعر امر الموسی علیه ولا یزور البیت قبل التقصیر فان طاف قبله

تک یعنی دیکھ کی بارہویں تک، سنت ہے اگر متمتع نے ہدی کو
ذبح یا نحر کیا ہے تو وہی کافی ہے یعنی پھر عید کی قربانی ضرور نہیں۔ اگر عید کی قربانی کیلئے جانور
نہ ملے تو اسکی قیمت تصدق کرے اور پلے ہوئے جانور کو قربانی کرنا اور قصاب کو چمڑا
دینا مکروہ ہے۔ تیسرا امر سر منڈانا ہے۔ روز قربانی ذبح کے بعد واجب ہے کہ منی میں سر منڈائے
یا کچھ بال یا ناخن کاٹے۔ سر منڈانا بہتر ہے اور نئے حاجی کو اور اس شخص کو جس نے
اپنے بالوں میں گوند یا شہد لگا کر بالوں کو جمایا ہو سر منڈانے کی زیادہ تاکید
ہے۔ عورت فقط تقصیر کرے۔ اگر منی سے حلق یا تقصیر سے پہلے روانہ ہو
تو واپس آئے اور حلق یا تقصیر کرے۔ اگر واپس آنا نہ ہو سکے تو جہاں ہو وہیں
حلق یا تقصیر کرے وجوبا۔ اور سنت ہے کہ بالوں کو منی میں بھیجدے تا دفن
کریں اور جس کے سر پر بال نہ ہوں وہ اپنے سر پر استرا پھروا دے۔ تقصیر
یا حلق سے پہلے طواف زیارت نہ کرے۔ پس جو شخص عمداً قبل التقصیر (یا قبل
حلق) طواف کرے تو ایک گوسپند کفارہ دے۔ اور بعد تقصیر یا حلق طواف کا

عمداً کفر بشاۃ ولا شیء علی ناسی بعید طوافہ فاذا حلق او قصر حل بما عدا
الطیب والنساء فاذا طاف طواف الزیارۃ حل لہ الطیب وتحل النساء
بطوافہن الفصل الخامس فی بقیۃ المناسک فاذا تحلل بمنی مضی
یومہ وغدہ الی مکۃ ان کان متمتعا ویجوز للقارن والمفرد طول ذی الحجۃ
الی مکۃ بطواف الحج ویصلی رکعتیہ ثم یسعی للحج ثم یطوف للنساء کل ذلک
سبعاً ثم یصلی رکعتیہ وصفۃ ذلک کما قلنا فی افعال العمرۃ وطواف النساء
واجب علی کل حاج فاذا فرغ من ہذہ المناسک رجع الی منی وبات بہا

اعادہ کرے) بھولے سے ہو تو کچھ نہیں (یعنی کفارہ نہیں) مگر بعد تقصیر)
طواف کا اعادہ ضرور ہے۔ پس جب سر منڈا چکے یا تقصیر کر چکے تو ہر شے
سے محل ہو جائیگا۔ خوشبو اور عورت کے سوائے اور جب طواف زیارت
کر چکے تو خوشبو حلال ہو گی اور عورت طواف نسا کے بعد حلال ہو گی۔
پانچویں فصل باقی افعال حج کے بیان میں ہے۔ جب منی میں محل ہو تو اسی
روز یا دوسرے روز مکے کو جائے بشرطیکہ وہ متمتع ہو۔ اور قارن و مفرد
کو جائز ہے کہ تمام ذی الحجہ میں طواف حج کے لیے جب چاہے جائے۔ طواف
کے بعد دو رکعت نماز طواف پڑھے۔ پھر حج کی سعی کرے پھر طواف نساء
بجالائے۔ پھر دو رکعت نماز طواف نسا کی پڑھے۔ طریقہ ان کا مثل اس
کے ہے جو ہم نے افعال عمرہ میں بیان کیا۔ طواف نسا ہر حاجی پر واجب
ہے۔ جب ان افعال سے فارغ ہو تو منی میں پھر آئے اور یہاں ذی الحجہ کی
گیارہویں شب اور بارہویں شب رہے وجوباً۔ اور دونوں روز

ليلة الحادي عشر والثاني عشر من ذي الحجة واجب ورمي يومين الجمار
ستّ كل جمرة بسبع حصيات في كل يوم يبدأ بالجمرة الاولى ويرميها
عن يسارها مكبّرًا داعيًا ثم الثانية كذلك ثم الثالثة كذلك ولو نكس اعاد على
ما يحصل معه الترتيب ووقت الرمي ما بين طلوع الشمس الى غروبها ولا يجوز
الرمي ليلًا الّا للمعذور كالخائف والرعاة والعبيد فان اقام اليوم الثالث و
رماه ايضًا والا دفن الحصاة بمنى ولو بات الليلتين بغير منى وجب عليه عن
كل ليلة شاة الا ان يبيت بمكة مشتغلا بالعبادة ويجوز ان يخرج بعد

یعنی ذی الحجہ کی گیارہویں اور بارہویں تاریخ تینوں جمروں کو سنگریزے مارے
اور ہر روز ہر جمرے کو سات سات سنگریزے مارے۔ جمرۂ اولیٰ سے شروع کرے
اور اس کے بائیں طرف سے تکبیر کہتے ہوئے اور دعا پڑھتے ہوئے مارے پھر دوسرے
جمرے کو اسی طرح پھر تیسرے جمرے کو کہ وہ جمرۂ عقبہ ہے اسی طرح سے اگر برعکس
مارے تو اعادہ کرے جس سے ترتیب حاصل ہو۔ سنگریزے مارنے کا وقت طلوع
آفتاب سے غروب تک ہے رات کو جائز نہیں۔ ہاں معذور کو مثل خائف اور
چرواہے اور غلام کے رات کو سنگ ریزے مارنا جائز ہے اگر تیسری رات
بھی رہے تو اس روز بھی سنگ ریزے مارے ورنہ باقی سنگ ریزے منیٰ میں
دفن کردے۔ اگر گیارہویں اور بارہویں شب کو غیر منیٰ میں رہے تو ہر رات کے عوض
میں ایک گوسپند واجب ہے۔ ہاں مکے میں رات بھر عبادت کرتا رہے تو کچھ نہیں
آدھی رات کے بعد منیٰ سے خارج ہونا جائز ہے اور جس نے شکار اور عورت سے
پرہیز کیا ہو اسے جائز ہے کہ بارہویں کو روانہ ہو جائے جب تک کہ غروب آفتاب

نصف الليل ويجوز النفر الاول لمن اتقى الصيد والنساء اذا لم يغرب الشمس
في ثاني عشر منى ولا يجوز بعده فان نفر كان عليه شاة والنافر في الاول يجوز
بعد الزوال وفي الثاني يجوز قبله ولو نسي رمي يوم قضاه من الغد مقدما عليه
ولو نسي جمرة وجهل عينها رمى الثلث ولو نسي الرمي حتى دخل مكة رجع ورمى فان
تعذر فدى ورمى في قابل واستناب مستحبا ويستحب الاقامة بمنى ايام التشريق
فاذا فرغ من هذه المناسك تم حجه واستحب التحول الى مكة وطواف الوداع ودخول
الكعبة خصوصا بصورة والصلوة في زواياها وبين الاسطوانتين على الرخامة

منیٰ میں ہو اور اس کے غیر کو جائز نہیں (یعنی جس نے شکار اور عورت سے پرہیز نہیں
کیا ہے اسے چاہئے کہ تیرہویں شب منیٰ میں رہے اور تیرہویں روز رمی جمرات کرکے
روانہ ہو) اور جس نے شکار اور عورت سے پرہیز نہیں کیا ہے اگر بارہویں کو کوچ
کرے تو اس پر ایک گوسپند واجب ہے۔ بارہویں کو کوچ کرنے والے کو چاہئے کہ زوال
کے بعد کوچ کرے۔ تیرہویں کو زوال سے پہلے کوچ کرسکتا ہے۔ اگر کوئی ایک دن
سنگریزے مارنا بھول جائے تو دوسرے دن پہلے قضا بجا لائے پھر ادا اور اگر ایک
جمرے کو مارنا بھول جائے اور نہ جانے کہ وہ کون تھا تو تینوں جمروں کو مارے۔ اگر
سنگریزے مارنا بھول ہی جائے یہاں تک کہ مکے میں داخل ہو تو پھر آئے اور سنگریزے
مارے اور آنا نہ ہوسکے تو کوچ کرے اور سال آئندہ (خود) یا سنگریزے مارے یا
نائب کرے مستحباً۔ اور منیٰ میں ایام تشریق (یعنی ذبح کی گیارہویں بارہویں تیرہویں
کو) دن کو بھی رہنا سنت ہے۔ جب ان افعال سے فارغ ہو تو حج تمام ہوتا ہے اور تمام
حج کے بعد مکے کو پھر جانا طواف وداع کے واسطے اور خانہ کعبہ میں داخل ہونا خصوصاً

الحمراء ودخول مسجد الحصبة والصلوٰة فيه والاستلقاء على قفاه وكذلك
بمسجد الخيف ويخرج من المسجد من باب الحناطين ويسجد عند باب المسجد ويدعو
ويشتري بدرهم تمرًا ويتصدق به ويكره ان يجاور بمكة ويستحب بالمدينة
والى أن تودع من باب المسجد ثم يأتي المدينة لزيارة النبي استحبابًا مؤكدًا و
زيارة فاطمة من الروضة وزيارة الائمة بالبقيع وزيارة الشهداء خصوصًا حمزة
باحد والاعتكاف ثلثة ايام الباب التاسع في العمرة وهي فريضة مثل الحج
بشرائطه واسبابه وافعالها النية والاحرام والطواف وركعتاه والسعي وطواف النساء

نہ جانا چاہیئے اور خانہ کعبہ کے ہر گوشوں میں نماز پڑھنا اور دونوں ستونوں کے بیچ میں
سنگ سرخ پر نماز پڑھنا اور مسجد حصبہ میں جانا اور وہاں نماز پڑھنا اور اس
میں چت لیٹنا۔ اسی طرح مسجد خیف میں اور مسجد حرام سے درحناطین سے خارج
ہونا اور دروازۂ مسجد کے نزدیک سجدہ کرنا۔ اور دعا کرنا اور ایک درہم کی کھجوریں
خرید کرکے تصدق کرکے روانہ ہونا سنت ہے۔ مکہ میں مجاورت مکروہ ہے
اور مدینہ میں سنت ہے۔ جانا کہ دروازۂ مسجد سے وداع کرے۔ اور مدینے جانا
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے سنت مؤکدہ ہے۔ فاطمہ علیہا سلام
کی زیارت مقام روضہ پر (یعنی روضہ پیغمبر صلعم میں) اور ائمہ علیہم السلام کی
بقیع میں اور تمام شہدا کی زیارت خصوصاً حضرت حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ
کی احد میں۔ اور مسجد نبی میں تین دن تک اعتکاف بجالانا سنت ہے

نواں باب عمرہ کے بیان میں ہے۔ عمرہ با شرائط و اسباب حج مثل حج
کے فرض ہے۔ عمرہ کے افعال یہ ہیں۔ نیت۔ احرام۔ طواف۔ نماز طواف۔ سعی

ورکعتاه والتقصیر والحلق ولیس فی المتمتع بها طواف النساء ویجوز المفردة فی جمیع ایام السنة وافضلها رجب القارن والمفرد یاتی بها بعد الحج والمتمتع بها یجزی عنها ولو اعتمر فی شهور الحج جاز ان ینقلها الی التمتع ویجوز فی کل شهر واقله فی کل عشرة ایام والغی حدها عند سید مرتضیٰ الباب العاشر فی المحصور والمصدود المصدود هو الممنوع بالعدو فان تلبس بالاحرام نحر هدیه واحل من کل شیٔ احرم منه وانما یتحقق الصد بالمنع من مکة والموقفین لا یسقط الواجب یسقط مندوب ولا یصح التحلل الا بالهدی ونیة التحلل ویجزی هدی السیاق

طواف نساء۔ نماز طواف نساء۔ تقصیر یا حلق۔ عمرۂ تمتع میں طواف نساء نہیں ہے۔ عمرۂ مفردہ تمام سال میں جائز ہے اور رجب میں افضل ہے قارن اور مفرد عمرے کو حج کے بعد بجالائیں۔ متمتع کو عمرۂ مفردہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر کوئی ماہ ہائے حج میں عمرہ بجالائے تو جائز ہے کہ اسے تمتع کی طرف نقل کرے۔ عمرہ ہر مہینے میں جائز ہے اور کم سے کم ہر دس دن میں ایک مرتبہ اور سید مرتضیٰ علیہ رحمۃ کے نزدیک اس کی حد نہیں ہے۔ دسواں باب محصور اور مصدود کے بیان میں ہے۔ مصدود وہ ہے جو دشمن کے سبب روکا جائے پس اگر احرام باندھ چکا ہو تو ہدی کو نحر کرے اور تمام چیزوں سے جن سے احرام باندھا تھا محل ہو جائے۔ مکے سے یا دونوں موقفوں سے روکا جائے تو صد متحقق ہوگا اور اس سے حج واجب ساقط نہ ہوگا۔ ہاں حج سنتی ساقط ہے اور ہدی کو نحر یا ذبح کرنے کے بغیر اور محل ہونے کی نیت بغیر محل ہونا صحیح نہیں جو ہدی کہ ساتھ ہے وہی کافی ہے عمرہ بجالانے والا مصدود ہو تو مثل حاجی

عنه والمعتمر مصدود كالحاج والمحصور هو الممنوع بالمرض فيبعث هديه ان لم يكن قد ساق ولو اقتصر على هدي السياق فاذا بلغ محله وهو منى ان كان حاجا ومكة ان كان معتمرا قصر واحل من كل شيء الا من النساء حتى يحج في القابل ان كان واجبا ويطوف للنساء عنه ان كان ندبا ولو زال المرض لحق فان ادرك احد الموقفين صح حجه والا فلا۔ كتاب الجهاد وفيه فصول الفصل الاول في من يجب عليه وهو فرض على الكفاية بشروط تسعة البلوغ والعقل والحرية والذكورة وان لا يكون شيخا

ہے محصور وہ ہے جو بیماری کے سبب سے رُک جائے پس وہ ایک ہدی بھیجے اگر ساتھ نہ لایا ہو ورنہ جو ساتھ لایا ہے وہی بھیجدے۔ جب وہ ہدی اپنے مقام پر پہونچ جائے یعنی اگر حاجی ہو تو منی میں اور معتمر ہو تو مکے میں تو تقصیر کرے اور سب چیزوں سے محل ہو جائے عورت کے سوائے۔ اگر حج واجب ہو تو دوسرے سال حج کرنے سے عورت حلال ہوگی اور اگر حج سنتی ہو تو اسکی طرف سے کوئی طواف نسا کرے تو عورت حلال ہوگی۔ اگر بیماری زائل ہو جائے تو اور حجیوں کے ساتھ پھر ملحق ہو جائے۔ پس اگر کسی ایک موقف کو پائے تو حج صحیح ہے ورنہ نہیں تو نہیں۔

کتاب جہاد اس میں کئی فصلیں ہیں پہلی فصل ان اشخاص کے بیان میں ہے جنپر جہاد واجب ہے۔ جہاد ہر شخص پر نو شرطوں سے فرض کفائی ہے۔ یعنی بالغ اور عاقل اور آزاد اور مرد ہو۔ بہت بوڑھا اور زمین گیر اور اندھا اور بیمار نہ ہو اور امام یا وہ شخص جسے امام نے مقرر کیا ہے طلب کرے۔ حاکم جور کے

ولا مقعد ولا أعمى ولا مريض يعجز عنه ودعاء الإمام أو من نصبه عليه ولا
يجوز مع الجائر إلا أن يدهم المسلمين عدو يخشى عليهم منه فيدفعه ولا
يقصد معونة الجائر والعاجز يستحب أن يستنيب مع القدرة ويجوز لغير
العاجز ويستحب المرابطة ثلاثة أيام إلى أربعين فإن زادت كانت جهاداً
وتجب بنذر وشبهه **الفصل الثاني** في من يجب جهادهم وهم ثلاثة
أصناف **الأول** اليهود والنصارى والمجوس هؤلاء يقاتلون حتى يسلموا أو
يلتزموا بشرائط الذمة وهي قبول الجزية وأن لا يؤذوا المسلمين وأن لا

ساتھ جہاد جائز نہیں۔ ہاں جب مسلمانوں پر دشمن غلبہ کریں اور ان سے خوف
ہو تو دشمنوں کا دفع کرنا واجب ہے۔ مگر اس میں حاکم جور کی مدد کا قصد نہ کرے
اور جو جہاد سے عاجز ہے (مثل بیمار وغیرہ کے) اسے سنت ہے کہ اگر ہو سکے تو
نائب کرے۔ غیر عاجز کو بھی نائب کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس کی طرف سے متعین نہ ہوا
ہو۔ مرابطہ (یعنی اطراف بلاد اسلام میں گزرگاہ دشمن پر حفاظت کے واسطے مقیم
ہونا) تین دن سے چالیس دن تک سنت ہے جب اس سے بڑھ جائے تو وہ
جہاد ہوگا۔ اور مرابطہ نذر و عہد و قسم سے واجب ہوتا ہے **دوسری فصل**
ان اشخاص کے بیان میں جن سے جہاد واجب ہے۔ وہ تین قسم پر ہیں۔
اول یہود اور نصاریٰ اور مجوس۔ ان سے قتل واجب ہے یہاں تک کہ مسلمان
ہوں یا ذمہ کی شرطیں قبول کریں۔ شرطیں یہ ہیں کہ جزیہ قبول کریں مسلمانوں
کو ایذا نہ دیں۔ علانیہ محرمات مثل شراب خوری کے عمل میں نہ لائیں۔ نئے کنیسے
نہ بنائیں۔ ناقوس نہ بجائیں اور احکام مسلمانوں کے ان پر جاری ہوں جب

يتظاهروا بالمحرمات كشرب الخمر وان لا يجددوا كنيسة ولا يضربوا ناقوسا و
ان يجري عليهم احكام المسلمين فان التزموا ذلك كف عنهم ولا حد للجزية
بل بحسب ما يراه الامام ولا تؤخذ من الصبيان والمجانين والنساء والعبيد ويجوز
وضعها على رؤسهم واراضيهم ولو اسلموا سقطت ولو مات الذمي بعد الحول
تؤخذ من تركته ويجوز اخذها من ثمن المحرمات ومستحقها مجاهدون ولا يبنى لهم
استئنافا بيعة ولا كنيسة في دار الاسلام ويجوز تجديدها ولا يجوز ان يعلو الذمي
بنائه على بناء المسلمين ويقر ما ابتاعه من مسلم على حاله ولا يجوز ان يدخل المساجد

ان سب باتوں کا التزام کریں تو جہاد سے بچیں گے۔ جزیہ کی حد نہیں ہے بلکہ امام کی رائے
پر موقوف ہے۔ بچوں اور دیوانوں اور احمقوں اور عورتوں سے جزیہ نہیں لیا
جاتا۔ اور جزیہ کو ذاتوں پر یعنی فی آدمی اور ان کی زمینوں پر مقرر کرنا جائز ہے
جب کوئی مسلمان ہو جائے تو جزیہ ساقط ہے۔ اور ذمی اگر جزیہ دینے کا
سال پورا ہونے کے بعد مر جائے تو جزیہ اس کے ترکہ سے وصول کیا جائے گا
حرام چیزوں کی قیمت سے لینا جائز ہے۔ جزیہ کے مستحق مجاہدین ہیں اور نہیں
یعنی ذمیوں کو بیعہ یعنی عبادت خانہ یہود اور کنیسہ بلاد اسلام میں بنانا
جائز نہیں۔ ہاں اگر گر جائے تو مرمت جائز ہے اور جائز نہیں کہ ذمی اپنی بناؤں
کو مسلمانوں کی بناؤں سے بلند کرے۔ ہاں مسلمان سے کوئی بلند مکان
مول لے تو وہ اپنے حال پر رہے گا۔ اور انہیں مسجدوں میں داخل ہونا
جائز نہیں۔ دوسری قسم وہ لوگ جو یہود و نصاریٰ و مجوس کے سوا ہیں اور
قسم کفار سے ہیں مثل بت پرست وغیرہ کے ان سے جہاد واجب ہے

الثاني من عدا هؤلاء من الكفار يجب جهاده ولا يقبل منه إلا الإسلام أو
يبدء بقتال الأقرب إلا الأشد خطرا وإنما يجب القتال بعد الدعاء من الإمام
أو من نصبه إلى الإسلام فإن امتنعوا حل قتالهم ويجوز المهادنة مع المصلحة
بإذن الإمام ويمضي ذمة آحاد المسلمين وإن كان عبدا وآحاد المشركين
يرد من دخل بشبهة الأمان إلى مأمنه ثم يقاتل ولا يجوز الفرار إن كان العدو
على الضعف من المسلمين إلا متحرفا لقتال أو متحيزا إلى فئة ويجوز
المحاربة بسائر أنواع الحرب إلا إلقاء السم في بلادهم وإن تترسوا بالصغار

اور اسلام کے سوائے اور کوئی چیز ان سے قبول نہیں کی جائے گی۔ پہلے ان کفار
سے قتال کیا جائیگا جو زیادہ نزدیک ہوں اور ان سے خوف بہت ہو۔ امام
یا نائب خاص پہلے ان کفار کو اسلام کی طرف دعوت دیگا جب وہ انکار
کریں تب لڑنا حلال ہے۔ اور کسی مصلحت سے باجازت امام صلح کرنا جائز ہے
اگر کوئی مسلمان اگرچہ غلام ہو کسی ایک کافر کو امان دے تو وہ جاری ہوگی اور
اس کی تعمیل کی جائیگی۔ اگر کوئی کافر امان کے شبہ سے شہر اسلام میں چلا آئے
تو اس کے ٹھکانے پر پھیر دیا جائیگا۔ اور پھر قتال کیا جائیگا۔ اگر دشمن فوج اسلام
کے مضاعف ہوں تو ان کے مقابلے سے بھاگنا جائز نہیں۔ ہاں لڑائی کیواسطے
مڑنا یا کسی ایک گروہ کی طرف پھرنا جائز ہے۔ اور ہر طرح سے لڑنا جائز ہے ہاں
ان کے شہروں میں زہر نہ ڈالا جائے۔ اگر کفار اپنے بچوں کو یا عورتوں کو یا
مسلمانوں کو اپنی سپر بنائیں اور بجز ان کے قتل کے فتح ممکن نہ ہو تو ان کا قتل
جائز ہے۔ عورتوں کا قتل جائز نہیں ہے اگرچہ وہ مردوں کی مدد کریں مگر بضرورت

او بنت ؛ او المسلمين ثم يمكن الفتح الا بقتلهم جاز ولا نقتل نساء وان عمون
الا مع الضرورة ومن اسلم في دار الحرب حقن دمه وولده الصغار من السبي
وماله من الاخذ مما ينقل ويحول واما الارضون والعقارات فمن الغنائم ولو
اسلم العبد قبل مولاه وخرج ملك نفسه - **الثالث** بغاة وهم كل من خرج على امام
عادل ويجب قتلهم بعد دعاء الامام ومن نصبه على الكفاية الى ان يرجعوا وهم قسمان
من له فئة فيجهز على جريحهم ويتبع مدبرهم ويقتل اسيرهم ومن لا فئة له فلا يجهز على
جريحهم ولا يتبع مدبرهم ولا يقتل اسيرهم ولا يحل سبي ذراري الفريقين ولا نساءهم

اگر کوئی شخص دار الحرب میں مسلمان ہو تو اس کا خون محفوظ ہوگا۔ اور اس کے
چھوٹے بچے اسیر ہونے سے اور مال منقول شئے سے محفوظ رہیگا۔ ہاں زمین
اور مکانات لوٹ میں آجائیں گے۔ اگر کوئی غلام آقا سے پہلے مسلمان ہو کر
دار الحرب سے نکل آئے تو خود مختار ہو جائے گا۔ تیسرے باغی یہ وہ لوگ ہیں
جو امام عادل پر خروج کریں ان سے امام یا نائب امام کے حکم سے توبہ کرنے
تک قتال واجب کفائی ہے بشرطیکہ امام تعین نہ کرے۔ اگر کسی کو جہاد کیلئے
متعین کردیگا تو واجب عینی ہو جائیگا باغیوں کی دو قسمیں ہیں۔ اول وہ باغی
جن کا مددگار ایک دوسرا گروہ موجود ہو کہ یہ بھاگ کر اس دوسرے گروہ میں مل
سکتے ہوں ایسے باغیوں کے زخمی کے قتل میں جلدی کیجائیگی اور بھاگنے والے کا تعاقب کیا
جائیگا۔ اور قیدی مار ڈالے جائیں گے دوسرے وہ باغی جن کا مددگار کوئی گروہ
نہ ہو ان کا زخمی مارا نہ جائیگا بھاگنے والے کا تعاقب کیا جائیگا۔ اور اسیر قتل نہ کیا جائیگا
ہاں ان دونوں فریقوں کی اولاد اور عورتوں کو اسیر کرنا اور ان کا مال لوٹنا جائز نہیں ہے

ولا موادعة الفصل الثالث فی قسمة الغنائم جمع و یغنم من بلاد الشرک یخرج منه ما شرط کالجعائل والرضخ والاجرة وما یصطفیه الامام ثم یخمس الباقی واربعة الاخماس الباقیة ان کان مما ینقل ویحول فللمقاتلة ومن حضر القتال وان لم یقاتل خاصة للراجل سهم وللفارس سهمان ولذی الافراس ثلثة ومن لحق بعد الحیازة قبل القسمة اسهم له وکذا من یلحقهم لمدد ولا یفضل احد علی غیره لشرف وشدة بلائه ویقسم ما یغنم فی المراکب کهذه القسمة ولا یسهم لغیر الخیل والعبرة بکونه فارسا عند الحیازة لا بدخوله المعرکة ولا نصیب للاعراب

تیسری فصل تقسیم غنیمت کے بیان میں ہے کفار کے ملکوں سے جو کچھ لوٹ ہاتھ آئے پہلے اس میں سے جو امام نے شرط کی ہے جیسے مزدوری اور رضخ قلیل اور وہ چیز امام اپنے لئے پسند کرے نکالنا چاہئے اس کے بعد اس میں سے خمس نکالے باقی مال اگر اشیائے منقولہ سے ہو تو مقاتلین کے لئے اور جو جہاد میں حاضر ہوں ان کے لئے ہے اگرچہ حاضرین میں سے کوئی بذات خاص مقابلہ نہ کرے پیادے کا ایک حصہ، سوار کے دو حصے اور جو شخص دو گھوڑے یا زیادہ رکھتا ہو اس کے تین حصے ہیں۔ اگر لوٹ جمع کرنے کے بعد اور تقسیم سے پہلے (جہاد میں) کوئی پیدا ہو تو اس کا بھی حصہ دیا جائیگا۔ اسی طرح (اس کا حکم ہے) جو مدد کے واسطے آکر ملے۔ کسی کو شرافت کے سبب یا زیادہ مصیبت پڑنے کے سبب زیادہ حصہ نہ دیا جائیگا۔ اگر کشتیوں کے (قتال کے) ذریعہ سے حاصل ہو اس کی تقسیم بھی اسی طرح ہے بغیر گھوڑے کے دو حصے نہ دیے جائیں گے۔ سوار کا اعتبار تقسیم غنیمت کے وقت ہے۔ نہ دخول معرکہ کے وقت۔ اعراب کے

جاهدوا والاساری من الاناث والاطفال یملکون بالسبی والذکور البالغون
ان اخذوا قبل ان یضع الحرب اوزارها وجب قتلهم ما لم یسلموا وتخییر الامام بین ضرب
اعناقهم وقطع ایدیهم وارجلهم من خلاف ویترکهم حتی ینزفوا او یموتوا وان اخذوا
بعد انقضاء الحرب لم یجز قتلهم وتخییر الامام بین المن والفداء والاسترقاق والا
الارضون فما کان حیا فهو للمسلمین کافة لا یختص بها المقاتلون والنظر فیها الی
الامام ولا یجوز بیعها ولا وقفها ولا هبتها ولا تملکها علی الخصوص بل یصرف الامام
حاصلها فی المصالح والموات وقت الفتح للامام لا یتصرف فیها الا باذنه هذا حکم

لئے کچھ حصہ نہیں اگرچہ وہ جہاد کریں (یہ مسئلہ اختلافی ہے اور اعراب وہ
لوگ ہیں جو صحرا میں رہتے ہیں، اور شہادتین کے سوائے اور احکام اسلام
نہیں جانتے) اور (کفار کی) عورتیں اور بچے قید ہونے سے مملوک ہو جاتے ہیں
اگر مرد بالغ اس وقت اسیر ہو جس وقت تک کہ ہتھیار نہ رکھے گئے ہوں (یعنی
لڑائی ختم نہ ہوئی ہو) تو ان کا قتل واجب ہے بشرطیکہ اسلام قبول نہ کریں۔ و
امام کو اختیار رہے چاہے انکی گردن مارے یا دہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹ کے چھوڑ دے
تاکہ تمام خون بہہ کے مر جائیں۔ اگر لڑائی ختم ہونے کے بعد گرفتار ہوں تو ان کا قتل کرنا
جائز نہیں۔ ہاں امام کو اس میں اختیار ہے کہ انپر احسان رکھ کر چھوڑ دے
یا فدیہ لے یا غلام بنا لے۔ اگر لوٹ میں زمین آئے تو جس قدر آباد ہے وہ تمام
مسلمانوں کے لئے ہے مقاتلین کی اسمیں کچھ خصوصیت نہیں ورنہ امام کی نگرانی
میں رہیگی اسکا فروخت کرنا اور وقف اور ہبہ اور ملک خاص بنانا جائز نہیں ہے
بلکہ اسکے حاصل کو امام مصلحتوں میں صرف کریگا۔ فتح کے وقت جو زمین افتادہ ہو

الارض المفتوحة صلحاً و اما ارض الصلح فلاربابها ولو باعها المالك انتقل ما عليها الى
الجزية اى رقبته ولو اسلم سقط ما على ارضه ايضاً ولو شرطت الارض للمسلمين كانت
كالمفتوحة و اما ارض من اسلم عليها اهلها طوعاً فلاربابها وليس عليهم سوى الزكوة مع
الشرائط وكل ارض ترك اهلها عمارتها فللامام ان يقبلها ويدفع طسقها من المتقبل
الى اربابها وكل من احيا ارضاً مواتاً باذن الامام فهو احق بها ولو كان لها مالك فعليه طسقها
له والانفال للامام ومع غيبته فهو احق بها ومع ظهوره فله رفع يده وشرط التمليك بالاحياء
ان لا يكون فى يد مسلم ولا حريما لعامر ولا مشعراً للعبادة ولا مقطعاً ولا محجراً والاحياء

وہ خاص امام کی ہے بغیر اذن امام کے اس میں کوئی تصرف نہیں کرسکتا یہ حکم زمین مفتوحہ
کا تھا جو قہراً فتح کی گئی ہو۔ اور زمین صلح کا یہ حکم ہے کہ وہ لگان زمین ہی کے مالک ہیں
رہینگی۔ اگر کسی زمین کو مالک مسلمان کو بیچے تو اس کا خراج مالک کی ذات پر منتقل
ہو جائیگا اور وہ مسلمان ہو جائے تو ساقط ہو جائیگا۔ اور جس زمین کی نسبت
رصلح میں یہ شرط ہو کہ وہ مسلمانوں کے لئے ہے تو اس کا حکم مثل زمین مفتوحہ کے
ہے۔ اور جس زمین پر کہ اس کے مالک اپنی رغبت سے مسلمان ہوئے ہوں وہ
زمین انہیں کی ہے اور مع الشرایط زکوٰۃ کے سوائے ان پر کچھ نہیں۔ جس زمین
کو مالکوں نے آباد کرنا ترک کیا ہو امام کو جائز ہے کہ وہ زمین اجارے سے دے
اور مقررہ خراج مستاجر سے لے کر مالک کو پہونچائے۔ اگر کوئی شخص کسی زمین
افتادہ کو امام کی اجازت سے آباد کرے تو وہ شخص اس زمین کا حق دار ہے۔ اگر
کوئی اس زمین کا مالک ہو تو آباد کرنے والے پر واجب ہے کہ اس کا خراج
مالک کو دیا کرے۔ اگر کوئی مالک نہ ہو تو امام کی خدمت میں پہونچایا کرے اور زمانہ

بالعادة والتحجير لا يفيد تملكاً بل يفيد الاولوية. الفصل الرابع في الامر بالمعروف والنهي عن المنكر وهما يجبان عقلاً على الكفاية بشروط اربعة ان يعرف المعروف والمنكر ويجوّز التاثير والانكار وان لا يظهر امارة الاقلاع وانتفاء المفسدة والمعروف قسمان واجب ومندوب فالامر بالواجب واجب وبالمندوب مندوب واما المنكر فكله قبيح فالنهي عنه واجب وينكر بالقلب ثم باللسان ثم باليد ولا ينتقل الى الجراح الا باذن الامام ولا يقيم الحدود الا باذنه ويجوز للرجل اقامة الحد على عبده وولده وزوجته اذا امن من الضرر وللفقهاء اقامتها حال الغيبة

غیبت میں خود اس کا حقدار ہے جب امام ظاہر ہوں جائز ہے کہ اس کا قبضہ ہٹا دیں آباد کرنے سے مالک ہو جانے کی شرط یہ ہے کہ وہ زمین افتادہ کسی مسلمان کے قبضہ میں نہ ہو اور کسی ملکِ آباد کی حریم نہ ہو یعنی گرد گرد جیسے صحن و اطراف چاہ وغیرہ اور مقام عبادت نہ ہو اور مقطعہ نہ ہو اور سنگ بستہ نہ ہو۔ اور اس طرح آباد کرے کہ عرف میں اسے آباد کہیں۔ فقط پتھر لگانے سے ملک نہ ہو جائے گی بلکہ اولویت حاصل ہوگی۔ چوتھی فصل امر بمعروف اور نہی از منکر کے بیان میں یہ دونوں عقلاً واجب کفائی ہیں۔ چار شرطوں سے اول یہ کہ خود معروف (یعنی نیک کام کو) اور منکر (یعنی برے کام) کو پہچانے۔ دوسرے یہ کہ اسکا بھی علم ہو کہ اسکے قول کی تاثیر ممکن ہے تیسرے یہ کہ خود بخود (برے کام سے) باز رہنے کی (یا نیک کام کے بجا لانے کی) علامت ظاہر نہ ہو۔ چوتھے یہ کہ فساد نہ ہو (یعنی اپنے لئے یا کسی مومن کے لئے کسی طرح کا خوف نہ ہو) معروف کی دو قسمیں ہیں واجب اور سنت فعل واجب کیلئے حکم کرنا واجب ہے۔ اور سنت کیلئے سنت ہے اور

معاً لمن یجب علی نفس مساعدتہم ولهم الفتوی والحکم بین الناس مع الشرائط
المبیحۃ للفتیا ولا یجوز الحکم بمذهب اهل الخلاف فان اضطر عمل بالتقیۃ ما لم
یکن قتلاً ویجوز ولایۃ من قبل العادل ولو الزمه وجب ویحرم من الجائر الا ان یتیقن
تمکنه من الامر بمعروف والنهی عن المنکر ولو اکره بدونه جاز ویجتهد فی انفاذ
الحکم بالحق۔ کتاب التجارۃ وفیه فصول الفصل الاول فی التجارۃ وقد تجب
اذا لم یکن للانسان معیشۃ سواها وکانت مباحۃ وقد تستحب اذا اراد التوسعۃ علی
عیاله وقد تکره کالصرف وقد تباح بان لا یحتاج الیها ولا ضرر فی فعلها وقد تحرم

منکر سب برے ہیں پس ان سے منع واجب ہے۔ اول انکار قلباً کرے (یعنی کشیدہ
ہو جائے) پھر زبان سے کہے پھر ہاتھ سے (یعنی مارے) اگر زخمی کرنے کی احتیاج
ہو تو امام کی بے اجازت زخمی نہ کرے۔ اور بغیر اذن امام حدود شرعی جاری
نہیں کر سکتا ہاں مرد کو جائز ہے کہ اپنے مملوک اور اولاد اور زوجہ پر حدود شرعی
جاری کرے بشرطیکہ ضرر سے محفوظ ہو۔ مجتہدین کو جائز ہے کہ حال غیبت امام میں
حدود جاری کریں بشرطیکہ ضرر سے محفوظ ہوں۔ آدمیوں پر واجب ہے کہ انکی مدد کریں
اور وہ فتوی دیں اور لوگوں پر حکم کریں بشرطیکہ شرائط فتوی موجود ہوں۔ مذہب
اہل خلاف کے موافق حکم کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر مجبور ہو جائے تو تقیہ پر عمل کرے
بشرطیکہ تقیہ سے قتل کا حکم نہ کرے۔ امام کی جانب سے حکومت جائز ہے اور امام
لازم کر دے تو واجب ہو جائیگی۔ حاکم جور کی طرف سے حکومت حرام ہے تا وقتیکہ
یہ یقین نہ ہو جائے کہ امر معروف اور نہی از منکر بجا لا سکے گا۔ اگر بدون اسکے مجبور ہو جائے
تو جائز ہے مگر حکم بحق جاری کرنے میں کوشش کرے۔

اذا كانت فى محرم وهى اصناف الاول يحرم التكسب ببيع الاعيان النجسة كالخمر وكل
مسكر والفقاع والميتة والدم والكلب الا كلب الصيد والماشية والحائط والزرع والدهن النجس
للاستصباح به تحت السماء الثانى يحرم التكسب بالآلات المحرمة كالعود والزمر والاصنام و
الصلبان وآلات القمار كالشطرنج والنرد والاربعة عشر الثالث يحرم التكسب بما قصد به
المساعدة على المحرم كبيع السلاح لاعداء الدين والمساكن للمحرمات والحمولة لها وبيع العنب
ليعمل خمرا والخشب ليعمل صنما ويكره بيعه على من يعمل ذلك من غير شرط الرابع يحرم
التكسب بما لا ينتفع به كالمسوخ البرية كالقردة والدب والبحرية كالجرى والسلاحف والسرطان ود

كتاب التجارات اس میں کئی فصلیں ہیں پہلی فصل تجارت کے بیان میں ہے۔ تجارت کبھی
واجب ہے جیسے آدمی کیلئے اس کے سوائے کوئی معاش نہو اور وہ محتاج ہو اور کبھی سنت ہے
جیسے اپنے عیال پر وسعت کا ارادہ کرے۔ اور کبھی مکروہ ہے جیسے غلہ اٹھا رکھے تا بوقت
گرانی زیادہ سے فروخت کرے اور کبھی مباح ہے جیسے اس کی احتیاج نہ ہو اور اسکے
کرنے میں ضرر بھی نہو اور کبھی حرام ہے جیسے حرام چیزوں کی تجارت حرام کئی قسم پر ہے
اول اشیا نجس کی تجارت جیسے شراب اور تمام نشہ کی چیزیں اور بوزہ اور مردار اور خون
اور کتا۔ ہاں شکاری کتے اور سگ گلہ گوسپند و سگ باغ و زراعت کی تجارت جائز ہے
نجس روغن کی تجارت جس سے زیر آسمان چراغ جلائیں جائز ہے دوسرے آلات محرمہ
کی تجارت جیسے بربط و زمر کہ یہ دونوں باجوں کے نام ہیں) اور بت اور صلیب وہ
ایک لکڑی کی چیز ہے جسکی تعظیم نصاری کرتے ہیں اسکی شکل یہ ہے † اور آلات قمار کی
تجارت جیسے شطرنج اور نرد اور اربعۃ عشر یہ بھی ایک قسم کی شطرنج ہے) تیسرے وہ
تجارت جس سے حرام کی مدد مقصود ہو جیسے دشمنان دین کو ہتھیار بیچنا۔ اور

باس بالبیع. الخامس یحرم التکسب بما یحرم عمله کعمل الصور المجسمة والغناء فی غیر
العروس والنوح بالباطل ولا بأس بالحق وهجاء المؤمنین وحفظ کتب الضلال ونسخها
لغیر النقض وتعلم السحر والقیافة والکهانة والشعبذة والقمار والغش وتزیین الرجل
بالمحرم وزخرفة المساجد والمصاحف ومعونة الظالمین علی ظلمهم وحرز الزانیة السادس
ما یجب فعله یحرم التکسب به کاجرة تغسیل الموتی وتکفینهم ودفنهم والاجرة علی الاحکام و
الرسالة ویجوز اخذ الرزق من بیت المال وکذا الاذان والاقامة والمکروه فی الصرف وبیع
الاکفان والطعام والرقیق والذباحة والصیاغة والحیاکة والحجامة مع الشرط واجرة

نزول حرام کے واسطے مکان یا سواری بیچنا اور شراب کے لئے انگور اور بت بنانے کے
واسطے لکڑی بیچنا۔ اور اگر انگور اور لکڑی شراب اور بت بنانے والے کو بغیر شرط کے بیچے تو
مکروہ ہے چوتھے ان اشیاء کی تجارت جن سے کچھ فائدہ نہ ہو مثل مسوخ صحرائی کے جیسے
بندر، ریچھ اور مثل مسوخ دریائی کے جیسے وہ مچھلی جس پر فلس نہ ہو اور سنگ پشت اور مثل
اس مچھلی کے جو مر کر پانی پر تیر آئے۔ ہاں درندوں کا بیچنا حرام نہیں مگر احوط ترک ہے سوائے
بلی اور باز وغیرہ کے) پانچویں ایسی چیز کا کسب حرام ہے جس کا عمل حرام ہے جیسے مجسمہ
تصویر بنانا اور گانا بغیر عروسی کے (چند شرطوں سے عروسی میں راگ جائز ہے یعنی گانیوالی
عورتیں ہوں اور مرد اجنبی ان کی آواز نہ سنے اور طبلہ اور ستار وغیرہ نہ بجے اور اقوال
باطل نہ ہوں۔ مگر احوط ترک ہے) اور جیسے اقوال باطل کے ساتھ نوحہ کرنا ہاں نوحہ بالاقوال
حق جائز ہے۔ اور مومنین کی ہجو کرنا اور کتب ضلالت کا حفظ کرنا اور ان کی نقل
لکھنا بغیر قصد رد کے اور جادو سیکھنا اور قیافہ (جس سے الحاق نسب یا انکار نسب
کیا جائے) اور کہانت اور شعبدہ۔ اور جوا کھیلنا اور کوئی خالص شئے مغشوش کرکے

والضراب واجرة تعليم القرآن ونسخه وكسب القابلة مع الشرط وما يأخذه السلطان
باسم المقاسمة او الزكاة حلال وان لم يكن مستحقاً وجوائز الظالم حرام ان عُلمت
بعينها والا حلت ومن اعطى شيئاً ليفرقه في قبيلة وهو منهم لم يجز التعدي والاخذ
الا ان يتناول منه مثل غيره اذا كان منهم على قول **الفصل الثاني** في آداب
التجارة يستحب التفقه فيها ليعرف صحيح البيع وفاسده ويسلم من الربوا وان
يسوي بين المبتاعين ويقيل المستقيل ويتشهد الشهادتين عند العقد و
يكبر الله ويأخذ لنا قص ويعطي الراجح ويكره مدح البايع وذم المشتري وكتمان

بیچنا۔ اور حرام چیزوں سے (مثل طلا و حریر کے) مرد کا زینت کرنا اور مطلا کرنا مسجد و قرآن
کو اور ظالم کی مدد کرنا اس کے ظلم پر اور زنا کی اجرت لینا۔ یہ سب امور حرام ہیں چنانچہ جس کا
فعل واجب ہے اسکی اجرت لینا حرام ہے جیسے میت کو غسل دینے اور کفن پہنانے اور
دفن کرنے کی اجرت اور حکم کی اجرت (یعنی قاضی و حاکم کا اپنے حکم پر اجرت لینا) اور رشوت
لینا حرام ہے ہاں بیت المال سے خوراک لینا جائز ہے اور اذان کا بھی یہی حکم ہے۔ تیجارت
مکروہ یہ ہے۔ صرافی۔ کفن فروشی طعام فروشی بردہ فروشی قصابی زرگری جولاہہ پن۔ حجامت
بشرط اجرت۔ مادہ حیوانوں پر نر کو چھوڑنے کی اجرت لینا۔ تعلیم قرآن اور تحریر قرآن کی اجرت
لینا۔ مزدوری سے دایہ پن کرنا اور جو چیز کہ ظالم بادشاہ خراج و زکوٰۃ کے نام سے حصول کرتا ہے
وہ ہمیں حلال ہے اگرچہ وہ بادشاہ مستحق نہیں۔ ظالم کا عطیہ اگر بعینہ اس کی حرمت
معلوم ہو تو حرام ہے ورنہ حلال ہے۔ اگر کوئی شخص کسی قبیلہ پر مال تقسیم کرنے
کے لئے کسی آدمی کو دے اور اس آدمی کے لئے بھی کچھ حصہ مقرر کرے تو یہ آدمی
اپنے حصہ سے زیادہ نہ لے اور اگر کچھ حصہ مقرر نہیں کیا ہے اور یہ آدمی بھی اسی قبیلہ

لعيب والحلف على البيع والبيع في المظلم والربح على المؤمن من غير ضرورة وعلى الموعود
بالاحسان والسوم ما بين طلوع الفجر وطلوع الشمس وان يدخل السوق قبل غيره ومعاملة
الادنين وذوي العاهات والاكراد والاستحطاط بعد الصفقة والزيادة وقت
النداء والتعرض للكيل او الوزن مع عدم المعرفة والدخول على سوم اخيه و
ان يتوكل حاضر لباد وتلقي الركبان وحده اربعة فراسخ فما دون ويثبت الخيار
مع الغبن لو حصل والنجش وهو زيادة لزيادة من واطاه البايع والاحتكار وهو
حبس الحنطة والشعير والتمر والزبيب والسمن الملح لزيادة في الثمن مع عدم

سے ہے تو سب کے برابر آپ کی منع سے ایک قول کے موافق یعنی یہ مسئلہ اختلافی ہے
دوسری فصل آداب تجارت کے بیان میں ہے تجارت کے مسائل کو سیکھنا
بیع صحیح و فاسد کو پہچاننا اور سود سے بچنے اور خریداروں کو برابر جاننا اور خریدار
واپس کرے تو اپنی چیز کو واپس لینا اور عقد بیع کے وقت شہادتین پڑھنا اور
تکبیر کہنا اور تولنے اور ناپنے میں خود کم لینا اور دوسرے کو زیادہ دینا
سنت ہے اور بیچنے والے کا اپنی شے کی مدح کرنا اور گاہک کا مذمت کرنا اور
عیب کو چھپانا اور بیع کے وقت قسم کھانا اور اندھیرے میں بیچنا اور مومن سے
بغیر ضرورت کے فائدہ لینا اور اس شخص سے فائدہ لینا جس سے احسان کا وعدہ
کیا ہو اور طلوع صبح اور طلوع آفتاب کے مابین تجارت میں مشغول ہونا اور
سب سے پہلے بازار میں آنا اور سفلوں سے اور صاحبان آفات یعنی جذامی اور برص والے
وغیرہ) سے اور قوم کرد سے (جو ایک قوم ہے صحرانشینوں میں سے) معاملہ کرنا اور بیع تمام ہونے
کے بعد قیمت کی کمی چاہنا اور بوقت ندا قیمت زیادہ کرنا (یعنی ہراج میں جب کہ قیمت

غيره ويجبر على بيعه ولا يسعر عليه۔ **الفصل الثالث في عقد البيع** وهو الايجاب كقوله بعتك والقبول وهو اشتريت ونحوهما ويصح اذا صدر عن مكلف مالك او بحكمه كالاب والجد والحاكم وامينه والوصي او وكيل ويقف عقد غيرهم على الاجازة ولو جمع بين ملكه وغيره مضى في ملكه وتخير المالك في الاجازة والمشتري مع فسخه [illegible] ويشترط في المكيل والموزون والمعدود معرفة المقدار باحدها ويجوز ابتياع بعض الجملة مشاعا اذا علمت نسبته ويجوز الاندراج فيما يتعلق بها ويشترط في كل مبيع ان يكون مشاهدا او موصوفا بما يرفع الجهالة فان خرج على الوصف والا كان له الخيار ولو افترقت

لگائے تو فوراً اس پر زیادہ کرنا مکروہ ہے، اور ناپنے یا تولنے میں بعدم معرفت دخل دینا اور برادر مومن کے معاملہ میں دخل دینا یعنی اگر کوئی شے کوئی مومن خرید کرتا ہو تو دوسرے شخص کو اسکی خواہش کرنا مکروہ ہے، اور اہل شہر کا صحرائی کی وکالت کرنا۔ اور چار فرسخ یا کم اپنے شہر سے آگے جاکر جو لوگ شہر میں آنیوالے ہیں ان سے خرید و فروخت کرنا۔ اس صورت میں خیار یعنی اختیار فسخ بیع ثابت ہوگا بشرطیکہ نقصان کثیر ہو اور کسی کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کرنے کیلئے بائع ایک قیمت پر راضی ہو تو اس پر بغیر ارادہ خرید کے قیمت زیادہ کر دینا تا خریدنیوالا نقصان میں پڑے اور احتکار یعنی گیہوں اور جو اور کھجور اور کشمش اور روغن اور نمک اٹھا رکھنا تاکہ آیندہ دوسرا کوئی بیچنے والا نہ ہو تو قیمت بڑھ جائے مکروہ ہے، یہ سب امور مکروہ ہیں مگر قسم کا حرام ہے علی الاحوط، محتکر پر از روئے حکم شرع کیطرف سے فروخت کیلئے جبر کیا جائیگا مگر نرخ مقرر نہ کیا جائیگا۔ **تیسری فصل** عقد بیع کے بیان میں ہے وہ ایجاب ہے جیسا کہ بیچنے والا کہے بِعْتُكَ میں نے بیچی، اور قبول جیسا کہ مول لینے والا کہے اِشْتَرَيْتُ میں نے مول لیا اور یہ اسوقت صحیح ہے جب صادر ہو مکلف سے جو مالک ہو یا مالک کے حکم میں ہو جیسے باپ

معرفة الى اخذ جزئية بوصف ايضاً وتخيير مع خلافه ويؤدى اختياره الى الاول
جد شروطه فان خرج معيباً اخذ ارشه وان يكن قيمة بعد الكسر اخذ الثمن ولا يجوز بيع
البيت في الجنة ولا اللبن في الضرع ولا في يكون لا لقم ويجوز لو قسم معه غيره ولا يجوز
اللحم ويجوز بيع المسك في فاره وان لم يفتق بيع الصوف على ظهور الغنم ولا بد ان يكون الثمن
معلوما قدراً او وصفاً بالمشاهدة او الصفة ولا يجوز ان يبيع بدينار غير درهم نسية ولا
نقداً مع جهل نسبته اليه يشترط ان يكون معلوماً على تسليمه فلا يصح بيع الآبق منفرداً
ولو ضم به غيره صح ولا الطير في الهواء وكل بيع فاسد فانه مضمون على قابضه وعليه

داد ورنہ حکم شرع اور امین حاکم شرع، وصی اور وکیل۔ اگر چیز بیچے تو مالک کی اجازت پر موقوف
ہے۔ اگر کوئی اپنی چیز اور غیر کی چیز ملا کر بیچے تو اپنی چیز میں بیع جاری ہوگی دوسری چیز میں ملک
کی اجازت پر موقوف ہو۔ مالک کو اجازت اور فسخ میں اختیار ہے اگر مالک فسخ کرے تو مشتری
کل کو واپس کر سکتا ہے۔ ناپنے اور تولنے اور گننے کی چیز میں مقدار کا جاننا شرط ہے۔ ایک بڑی
چیز میں سے ایک حصہ مشاع مول لینا جائز ہے۔ مشاع مشترک غیر معین کو کہتے ہیں یا اشتراک ملک
اس کی نسبت معلوم ہو جیسے چوتھائی ہو کہ غیر تعیین کے۔ اور اگر کوئی شے مع ظرف خریدے تو
ظرف کے وزن کا بقدر احتمال منع کرنا جائز ہے۔ ہر بیچنے والے کی شے میں شرط ہے کہ دیکھی ہوئی
یا صفت بیان کی ہوئی ہو اس طرح سے کہ اسے پہچان سکے ہیں اگر صفت کے موافق پائے تو
بیع صحیح ہے ورنہ مشتری کو اختیار فسخ ہے۔ اگر کسی شے کی پہچان میں امتحان کی ضرورت ہو تو اسکی
بیع بھی وصف کے ساتھ صحیح ہے جب وصف کے خلاف نکلے تو اختیار فسخ ہے اگر کسی کے امتحان
میں توڑنے یا کاٹنے کی ضرورت ہو تو اسے بھی خریدنا جائز ہے پس توڑنے یا کاٹنے کے بعد عیب دار
نکلے تو عیب کی قیمت جتنی ہو وضع کر کے باقی قیمت واپس لے اگر اس عیب دار شے کی کچھ

صنعتنا او صیغ فزادت قیمته رجع بزیدة ولو نقص ضمن النقصان کالاصل ۔ اذا اختلف المتبائعان فی قدر الثمن فالقول قول البائع ان کان باقیاً وقیل ان کان فی یدہ و قول المشتری مع یمینه ان کان تالفاً وقیل ان کان فی یدہ الفصل الرابع فی خیار وانسامه الاول خیار المجلس فمن باع شیئاً ثبت وللمشتری الخیار مالم یتفرقا او یشترطا سقوطه قبل العقد وبعدہ ولا یثبت فی غیر البیع الثانی خیار الحیوان لکل من اشتری حیواناً ثبت له الخیار ثلثة ایام من حین العقد فان شاء الفسخ فیها فسخ مالم یشترطا سقوطه ولم یتصرف المشتری فیه فمن تلف فی هذہ المدة قبل القبض وبعدہ فمن البائع ولم یحدث المشتری فیه حدثاً ۔ البیع

قیمت نہ ہو تو پوری قیمت واپس ۔ مچھلیوں کی بیع نیستاں میں اور دودھ کی پستان میں اور ایسی شے کی بیع جو حیوان کے پیٹ میں ہو جائز نہیں ہاں کسی دوسری چیز کو ان اشیاء کے ساتھ ملا کر بیچ سکتے ہیں ۔ نطفے کی بیع بھی رحم میں جائز نہیں ہاں مشک کی بیع نافہ میں ہر چند وہ نرکا نہ ہو اور یاوں کی بیع گوسپند کی پشت پر جائز ہے ۔ اور ضرور ہے کہ قیمت کی مقدار اور وصف مشاہدہ یا بیان سے معلوم ہو کوئی چیز ایک درہم کم ایک دینار کو شاداہر یا یعنی بیچنا جائز نہیں جس صورت میں کہ درہم و دینار کے فرق کو نہ جانے ۔ اور شرط ہے کہ بیچنے کی چیز کو قبضہ میں دینے کی قدرت رکھتا ہو پس غلام گریختہ کو تنہا بیچنا صحیح نہیں ہاں کوئی شے اس کے ساتھ ملا کر بیچ سکتا ہے ۔ پرندہ کو ہوا میں بیچنا صحیح نہیں اگر بیع باطل ہو تو جو بیچی ہوئی شے کا قابض ہو وہ ضامن ہے اگر اسے کوئی ہنر سکھائے یا رنگے اور اس سبب سے اس کی قیمت بڑھ جائے تو زیادتی کی قیمت لیگا اور قیمت کم ہو جائے تو کمی کا ضامن ہے مثل اصل کے یعنی مال کا بھی ضامن ہے ۔ اگر بائع اور مشتری قیمت کی مقدار میں اختلاف کریں اور مال باقی ہو تو بائع کا قول معتبر ہے ۔ اور بعض نے کہا ہے کہ مال بائع کے ہاتھ میں ہو تو اسکا قول معتبر ہے اگر

ثبت من غير تفريط منه لا يمنع الرد به سابقاً. الثالث خيار الشرط وهو يثبت في كل مبيع اشترط
فيه الخيار بعقد البيع بل هو مما يشترط فيه الشرط بشرط ان تكون مدة مضبوطة ويجوز اشتراطه
لاحدهما ولهما او لثالث ويجوز اشتراط مدة يرد فيها البائع الثمن ويرتجع المبيع فان خرجت ولم يأت
بالثمن كملاً لزم البيع وتلفها من المشتري في المدة والنماء له. الرابع خيار الغبن وهو ان يبيع بدون
ثمن المثل ويشتري باكثر منه ولا يعرف القيمة عالماً بالغبن له الفسخ فيختار المغبون الفسخ. الخامس
خيار التأخير من باع شيئاً ولم يقبض الثمن ولا سلم المبيع ولم يشترط التأخير لزم البيع ثلاثة ايام
فان جاء المشتري فهو احق بالسلعة وان مضت كان للبائع الفسخ ولو تلفت السلعة كانت

مال تلف ہو جائے تو مشتری کا قول مع القسم معتبر ہے اور بعض نے کہا ہے کہ مال مشتری کے پاس
ہو تو مشتری کا قول معتبر ہے **چوتھی فصل** خیار یعنی اختیار فسخ بیع کے بیان میں۔ خیار کی
سات قسمیں ہیں۔ اول خیار مجلس جو شخص کوئی چیز بیچے تو اس کے اور مشتری کے لیے جب تک کہ دونوں
متفرق ہو جائیں خیار ثابت ہے اب اگر فروخت سے پہلے یا بعد شرط عدم خیار کریں تو خیار ساقط
ہو گا بیع کے سوا اور کسی امر میں خیار نہیں۔ دوسرا خیار حیوان ہے جو شخص کوئی حیوان مول لے
تو خاص مشتری کے واسطے وقت خریدنے سے تین روز تک خیار ہے پس ان تین روز میں فسخ بیع
تو ممکن ہے بشرطیکہ عدم خیار کی شرط نہ کی ہو اور مشتری نے اس حیوان پر تصرف نہ کیا ہو۔ اگر
اس مدت میں قبضہ سے پہلے یا بعد تلف ہو جائے تو بائع کا مال ہے بشرطیکہ مشتری نے کچھ اس میں
تصرف نہ کیا ہو۔ اگر مول لینے کے بعد کوئی عیب نکلے بغیر تقصیر مشتری کے تو مدت خیار میں
بائع رد نہیں۔ تیسرا خیار شرط ہے بائع اور مشتری جب چیز میں چاہیں خیار کو شرط کر سکتے ہیں
اور مدت کی کوئی انتہا نہیں بلکہ جائز ہے کہ جس قدر چاہیں مدت ٹھیرائیں مگر ایک معین مدت ہونی چاہیے
جس میں کمی اور زیادتی کا احتمال نہ ہو اور جائز ہے کہ خیار کی شرط دونوں میں سے ایک کیلئے ہو

كان قد تصرف وحدث فيه عيب عنده ثبت الأرش خاصة ولو علم بالعيب
ثم اشتراه فلا أرش أيضًا ولو باع شيئين صفقة فظهر العيب في أحدهما كان للمشتري
الأرش أو رد الجميع لا المعيب وحده ولو اشترى اثنان صفقة لم يكن لأحدهما
رد حصته بالعيب إلا أن يوافقه الآخر والتصرف يبطل رد المعيب إلا الوطي في
الحائل فيرده مع نصف عشر القيمة والحلب في الشاة المصراة فيردها مع
قيمة اللبن أو نقد المثل ولو ادعى البائع التبري من العيوب ولا بينة فالقول
قول المشتري مع يمينه ولو ادعى المشتري تقدم العيب على العقد فالقول قول البائع مع

ہو۔ نتیجہ یہ بیچی ہوئی شے مشتری کے قبضے سے پہلے تلف ہو جائے تو بائع کا مال ہوا اور قبضے سے پہلے عیبدار
ہو تو مشتری کو اختیار ہے جاہے پھیر دے چاہے تاوان عیب وضع کر کے رکھ لے۔ پانچویں فصل عیب کے
بیان میں۔ جو چیز اصل خلقت میں اور عادت طبعی سے زیادہ یا کم ہو اسے عیب کہتے ہیں اگر بائع و
مشتری نے بیع میں کوئی شرط نہیں کی یا شرط صحت کی ہو ان دونوں صورتوں میں شے فروخت درست
ہونی چاہئے۔ اگر بائع عیب سے برائت ذمہ کرے تو ضامن نہیں اور بدون برائت جب عیب سابق ظاہر
ہو تو مشتری کو اختیار ہے چاہے پھیر دے یا تاوان عیب لے کر رکھ لے بشرطیکہ مشتری نے تصرف نہ کیا ہو
اگر تصرف کرے یا مشتری کے پاس ایک دوسرا عیب پیدا ہو تو فقط (سابق عیب کا) تاوان لے گا واپس
نہیں کر سکتا، اگر عیب ہونے سے واقف ہو کر خرید کرے تو تاوان بھی نہیں۔ اگر کوئی دو
چیزوں کو ملا کر بیچے اور ایک میں عیب ہو تو مشتری بقدر عیب قیمت واپس لے یا دونوں کو واپس
کر دے صرف اسی عیب دار شے کو واپس نہیں کر سکتا۔ اگر دو آدمیوں نے ایک مشت کوئی چیز مول لی ہو
تو ایک شخص اپنے حصہ کو عیب کے سبب نہیں پھیر سکتا جبتک دوسرا شخص پھیرنے میں موافقت
نہ کرے۔ عیب دار شے کو تصرف میں لانے کے بعد واپس نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر کنیز کو خرید کر کے)

عینه. **الفصل السادس** في النقد والنسيئة والمرابحة. اطلاق العقد يقتضي حلول
الثمن فإن شرط تأجيله مدة معينة صح وبطل في مجهولة وكذا لو باعه بثمن حالا او بازيد مؤجلا
واذا باعه نسيئة ثم اشتراه قبل الأجل بزيادة او نقصان من جنس الثمن او غيره حالا او مؤجلا
صح مع عدم الشرط ولو اشتراه بعد حلوله بجنسه او بغير جنسه مطلقا او قبل الأجل مع التفاوت
والأقرب خلافه ولا يجب دفع الثمن قبل الأجل والقبض ولو حل ودفع وجب القبض فإن
امتنع وهلك كان هلاكه من صاحب الحق ولو اشترى نسيئة وجب أن يخبر بالأجل إذا باع
مرابحة وإذا أخفى تخير المشتري بين الرد والامساك بالثمن حالا وإذا باع مرابحة نسب الربح إلى السلعة

وطی کرے اور بعد وطی حاملہ ہونا ظاہر ہو تو قیمت کا بیسواں حصہ دیکر واپس کر سکتا ہے۔ اسی طرح
اگر کسی بکری کا دودھ نچوڑے جس کے پستانوں کو بائع نے زیادتی شیر کیلئے ایک دو روز پہلے باندھ دیا
ہو تو اس بکری کو بھی مع قیمت شیر پھیر سکتا ہے بشرطیکہ ویسا دودھ نہ ملے۔ اگر بائع دعویٰ کرے کہ یہ
عیب بعد مدت کی ہے اور گواہ نہوں تو مشتری کا قول با سوگند معتبر ہے اگر مشتری دعویٰ کرے کہ خریدنے
سے پہلے کا عیب ہے تو بائع کا قول باقسم معتبر ہے۔ چھٹی فصل نقد و نسیہ و مرابحہ کے بیان میں۔ بغیر کسی شرط کے
عقد بیع واقع ہو تو نقد قیمت کا مقتضی ہے۔ اگر قیمت کیلئے ایک معینہ مدت کی شرط کریں تو صحیح ہے اور
مدت نامعلوم ہو تو باطل ہے۔ اگر کوئی اس طرح بیچے کہ اب اتنی قیمت ہے اور اس قدر مدت ہو تو اسقدر قیمت
زیادہ ہے تب بھی باطل ہے۔ اگر کسی نے کوئی شے نسیئۃً بیچی یعنی مال نقد قیمت ادھار، اور مدت سے پہلے زیادہ
قیمت یا کم قیمت سے اسی جنس قیمت سے یا غیر جنس کے نقد یا ادھار پھر مول لے تو صحیح ہے بشرطیکہ پہلے اسکی
شرط نہ کی ہو۔ اور اگر قیمت کی مدت پہنچنے کے بعد غیر جنس قیمت کے مول لے تو جائز ہے خواہ زیادہ
قیمت سے ہو یا کم قیمت سے اور اسی جنس قیمت کے مول لینا چاہے بالتفاوت قیمت سابقہ بعض نے جائز
نہیں رکھا ہے اور اقرب یہی جواز ہے۔ وعدے سے پہلے قیمت دینا واجب نہیں۔ اگر دے تو وعدے سے

لا الی ثمن فی لو اشتری امتعۃ صفقۃ ثم یجزلہ بیع افرادہ مرابحۃ بالتقویم الا بعد الاعلام الفصل
السابع فیما یدخل فی المبیع من غیر ذکر یدخل فیہا النخل والشجر مع الشرط والا فلا ویدخل لو قال
بعتکہا وما اغلق علیہ بابہ ویدخل فی الدار العلو والسفل الا ان یستقل العلو بالسکنی عادۃ
ولو باع نخلۃ ثمرہا مؤبرا فالثمرۃ للبائع ولو لم یؤبر فالثمرۃ للمشتری ولا یدخل الحمل فی الابتیاع من غیر ذکر
ولو استثنی نخلۃ کان المدخل الیہا والمخرج منہا ولہ مدی جرائدہا من الارض الفصل
الثامن فی التسلیم وھو التخلیۃ فیما لا ینقل ولا یحول والکیل والوزن فیما یکال ویوزن
والقبض فی الامتعۃ والنقل فی الحیوان وھو واجب علی البائع فی المبیع وعلی المشتری فی الثمن

بیشتر) بائع کو لینا کچھ واجب نہیں۔ اگر وہ مبیع دیدے اور مشتری قیمت دے تو پھر قبضہ واجب
ہے اگر قبضہ نہ کرے اور قیمت تلف ہو جائے تو بائع کا مال ضائع ہوا اب مشتری کے ذمہ کچھ نہیں، اگر کوئی
شے ادھار مول لے اور اسے مرابحۃً بیچے تو ضرور ہے کہ کہدے کہ یہ شے میں نے اتنی مدت کے وعدہ پر لی تھی بیع
مرابحہ یہ ہے کہ اصل قیمت بیان کر کے کچھ نفع لے۔ اگر مدت کو چھپایا تو مشتری کو اختیار ہے چاہے
پھیر دے چاہے نقد قیمت دیکر رکھ لے جب کوئی چیز مرابحۃً بیچے تو نفع کی نسبت مال کی طرف کرے قیمت
کی طرف نہ کرے۔ اگر چند چیزوں کو یکمشت مول لے اور ہر چیز کو علیحدہ قیمت کر کے مرابحۃً بیچنا چاہے تو
جائز نہیں ہاں اس حال سے اطلاع دینے کے بعد جائز ہے ساتویں فصل ان اشیاء کے
بیان میں جو بیچی ہوئی شے میں داخل ہوتی ہیں۔ اگر زمین بیچے اور اس پر موجودہ درختوں کی
بیع کی بھی شرط کرے تو درخت داخل ہیں نہیں تو نہیں۔ اگر اس طرح کہے تو درخت داخل ہیں
بعتکہا وما اغلق علیہ بابہ۔ یعنی میں نے فلاں زمین کو اور اس چیز کو جو اس زمین میں ہے
تیرے ہاتھ بیچا، گھر میں اوپر کا مکان اور نیچے کا (دونوں) داخل ہیں۔ ہاں اگر اوپر کا مکان
عادۃً سکونت میں مستقلاً علیحدہ ہو تو داخل نہ ہوگا۔ اگر درخت خرما بیچے اور اس کے پھولوں پر

ويجبرن نقداً ومنعا ويجب التسليم مفرغاً ويجوز بيع ما لم يقبض قبله الا ان يكون عدد فيبيعه
الا تولية والقول قول بائع في عدم النقصان مع حضور المشتري في الكيل والوزن
مع يمينه وعدم البينة وقول المشتري مع عدم حضوره ويصح في حال العقد اشتراطاً
بالبيوع وبه خل تحت القدرة ولا يجوز اشتراط ما ليس بمقدور كصيرورة الزرع
سنبلاً ويصح اشتراط العتق ولو اشترط بالايسوغ او عدم العتق او عدم وطي الامة
بطل شرط وفي ابطال البيع وجه قوي ولو شرط مقداراً فنقص تخير المشتري
بين الرد والامساك بالقسط من الثمن سواء كانت اجزائه متساوية ومختلفة

ز درخت کا شگوفہ ڈال چکا ہو تو ثمرہ بائع کا حق ہے ورنہ مشتری کا مال ہے۔ خریدنے میں بغیر شرط
کے حمل داخل نہیں۔ اگر کسی زمین کی بیع میں کسی کھجور کے درخت کا استثنا کرے تو بائع اس درخت تک جا
اور آ سکتا ہے اور اسکی ڈالیوں کے برابر کی زمین بھی بائع کی ہے آٹھویں فصل سپرد کرنے کے بیان
میں ہے شئے غیر منقول کو خالی کر دینا اور ناپنے یا تولنے کی شئے کو ناپ دینا یا تول دینا اور اس شئے کو جو ناپنے اور
تولنے کی نہ ہو قبضہ میں دیدینا اور حیوان کو نقل کر دینا۔ بیچی ہوئی شئے دینی بائع پر واجب ہے اور قیمت دینی
مشتری پر۔ اگر تسلیم میں تنازع کریں تو حاکم دونوں پر جبر کریگا۔ بیچی ہوئی شئے دوسری اشیاء سے خالی کر کے
دینا واجب ہے اگر کسی شئے کو مول لے اور قبضہ سے پہلے بیچے تو جائز ہے بغیر ناپنے کے اور ناپ کر بیع تولیہ کے سوا
قبضہ سے پہلے نہیں بیچ سکتا اور بیع تولیہ یہ ہے کہ جتنے کو لیا ہو اتنی ہی قیمت میں بیچے۔ اگر کسی شئے کو تولنے یا ناپنے
کے وقت مشتری حاضر ہو پھر وہ دعوی کرے کہ شئے کم ہے اور گواہ نہ ہوں تو بائع کا قول با قسم معتبر ہے اگر مشتری
حاضر نہ ہو تو مشتری کا قول با قسم معتبر ہے۔ بیع کے وقت ہر امر جائز کی شرط صحیح ہے بشرطیکہ وہ آدمی کی قدرت
میں ہو۔ اگر نہ ہو تو جائز نہیں جیسے زراعت میں خوشے تیار کر دینا کہ یہ خدا کے اختیار میں ہے۔ آزاد کرنے کی
شرط صحیح ہے اگر امر ناجائز کی یا آزاد نہ کرنے کی یا وطی نہ کرنے کی شرط کرے تو شرط باطل ہے اور بیع کے

فإن أخذه بالقسط تخير البائع ولو أخذه بجميعه فلا خيار ولو زاد متساوي الأجزاء خير
بـ... فيتخير المشتري حينئذ ولو زاد المختلف فالوجه عندي البطلان ويجوز الجمع
بين بيع وسلف وبيع مختلفين صفقة **الفصل التاسع في الربا** وهو معلوم التحريم
بالضرورة في الشرع وهو بيع أحد المثلين بالآخر مع زيادة عينية كبيع قفيز بقفيزين و
حكمية كبيع قفيز بقفيز نسيئة۔ وشرطه أمران اتحاد في الجنس والكيل والوزن فيجوز
بيع أحد مثلين بالآخر متساويا نقدا ولا يجوز نسيئة وكل ربوي يجوز بيعه بمخالف نقدا
متفاضلا ونسيئة على كراهة وكذا غير ربوي إلا أن يكون العوضان من الأثمان فالشعير

باطل ہونے میں اپنی وجہ قوی ہے۔ اگر شرط کرے کہ شے اس مقدار کی ہے اور وہ کم ہو تو مشتری کو اختیار ہو جائے
پھیر دے اور چاہے کمی کی قیمت وضع کرکے رکھ لے خواہ شے کے اجزا برابر ہوں مثل گیہوں وغیرہ کے، خواہ
کم زیادہ ہوں مثل گوسپند وغیرہ کے، اگر مشتری کمی کی قیمت وضع کرکے رکھنا چاہے تو بائع کو اختیار
فسخ ہے۔ اگر پوری قیمت پر رکھے تو بائع کو اختیار نہیں جس شے کے اجزا برابر ہوں وہ شے مقدار مشروطہ سے
زائد ہو تو بائع زیادتی واپس لے سکتا ہے اس صورت میں مشتری کو فسخ کا اختیار ہے اور جس چیز کے اجزا
مختلف ہوں وہ چیز زیادہ ہو تو اس صورت میں میرے نزدیک بیع باطل ہے۔ بیع اور سلف کو ملانا جائز
ہے۔ سلف یعنی قیمت نقد ہاں دام ادھار نسیہ، اور دو مختلف چیزوں کو یک مشت بیچنا بھی جائز
ہے۔ **نویں فصل** سود کے بیان میں ہے۔ سود کی حرمت شرع میں یقینی بدیہی ہے۔ ایک جنس
کی دو چیزوں کو ایک دوسرے کے عوض میں زیادتی سے بیچے تو وہ سود ہے خواہ زیادتی
عینی ہو جیسے ایک پیمانہ دو پیمانوں کے عوض میں خواہ زیادتی حکمی ہو جیسے ایک پیمانہ عوض
ایک پیمانہ کے ادھار بیچے۔ سود کی شرطیں دو ہیں اول یہ کہ جنس ایک ہو۔ دوسرے وہ شے
ناپنے یا تولنے کی ہو۔ ایک جنس کی دو چیزوں کا ایک دوسرے کی عوض میں بلا زیادتی نقد بیچنا

واللحم اجناس مختلفۃ وکذا کل شئ مع اصلہ کالسمسم والشیرج وکل فرعین من اصل واحد کالسمن والزبد والجید والردی واحد واللحم مختلف باختلاف الحیوان وکذا الادھان ولو کان الشئ جزافا فی بلد وموزونا فی آخر فلکل بلد حکم نفسہ ولا یباع الرطب بالتمر وان تساویا ویکرہ بیع اللحم بالحیوان ولو باع درھما ومد تمر بدرھمین ومدین صح ومن ارتکب الربا جاھلا فلا اثم علیہ ولیرد ما اخذ منہ علی مالکہ ان وجدہ او وارثہ ولو جھلہ تصدق بہ عنہ ولا ربا بین الوالد وولدہ ولا بین السید وعبدہ ولا بین الرجل وزوجتہ ولا بین المسلم والحربی ویثبت بینہ وبین الذمی

جائز ہے نہ ادھار اور ہر جنس پوری ریشمی نہ بیچے تو کسی شے کو دوسری جنس سے اگر وہ بھی پوری ہو یا زیادتی نقد بیچنا جائز ہے اور ادھار مکروہ ہے غیر ربوی کا بھی یہی حکم ہے بشرطیکہ دونوں قیمت سے نہ ہوں یعنی روپیہ و اشرفی پس ایک اشرفی کو دو اشرفیوں سے نہیں بیچ سکتے) جو اور گیہوں سود میں ایک جنس کے ہیں اسی طرح ہر شے اور اس کی اصل جیسے کنجد اور روغن کنجد اسی طرح ایک اصل کی دو چیزیں جیسے گھی اور مسکہ۔ عمدہ چیز اور خراب ایک جنس ہیں گوشت حیوانوں کے اختلاف سے مختلف ہوتا ہے اسی طرح روغن اگر کوئی چیز ایسی ہو ایک ملک میں تخمین سے بیچتے ہیں یعنی تولتے نہیں اور دوسرے ملک میں اسے تولتے ہیں تو ہر ملک میں وہیں کا اعتبار ہوگا تازہ کھجوروں کو خشک کھجوروں کے عوض میں نہیں بیچ سکتے ہرچند برابر ہوں۔ گوشت کو حیوان کے عوض میں بیچنا مکروہ ہے۔ اگر کوئی (مثلاً) ایک درہم اور ایک مد کھجوریں دو درہموں یا دو مد کو بیچے تو صحیح ہے۔ جو شخص نادانی سے سود کا مرتکب ہو تو اس پر گناہ نہیں۔ مگر اس سود کو مالک یا اس کے وارثوں کو پھیر دے اگر یہ لوگ معلوم نہ ہوں تو ان کی طرف سے تصدق کرے باپ اور اولاد میں نیز

وان الصرف شرط التقابض فی المجلس وان تساوی بجنس وجب تساوی المقدار
والا فلا ولو قبض البعض صح فیہ خاصة ولو فرق المجلس مصطحبین ثم تقابضا
صح ومعدن الذہب یباع بالفضة وبالعکس ولتراب الدراہم المغشوشة اذا کانت
معلومة الصرف جاز انفاقہا والا فلا الا ان یبین حالہا والمصاغ من
الجوہرین ان امکن تخلیصہ لم یبع باحدہما قبلہ والا بیع بالناقص و
المساوی یباع بہما وتراب الصیاغة یتصدق بہ ویجوز ان یقرضہ ویشترط
القضاء بارض اخری وان یشتری درہما بل ثم ویشترط صیاغة خاتم علی اشکال ولا

لڑکا ہو یا لڑکی، اور شوہر اور زوجہ میں اور آقا و مملوک میں اور مسلمان و کافر حربی میں سود نہیں
یعنی مسلمان کو کافر حربی سے زیادتی لینا جائز ہے دینا جائز نہیں۔ کافر ذمی ہو تو سود ثابت
ہوگا۔ سونے اور چاندی کے ساتھ سونے اور چاندی کی بیع میں شرط ہے کہ ایک مجلس
میں دونوں کا قبضہ ہو جائے۔ اگر چاندی کو چاندی سے یا سونے کو سونے سے بیچے تو چاہیے
کہ دونوں کی مقدار برابر ہو ورنہ بیع صحیح نہیں۔ اگر بعض پر قبضہ ہوا ہو تو اسی قدر میں بیع
صحیح ہے۔ اگر ایک مجلس سے دونوں ملے ہوئے اٹھیں اور پھر دونوں کا قبضہ ہو تو صحیح
ہے۔ سونے کے معدن کو چاندی سے بیچ سکتے ہیں اسی طرح بالعکس۔ اگر چالو ہو کہ کھوٹے درہم کا
رواج ہے اس صورت میں اس کا صرف کرنا جائز ہے ورنہ جائز نہیں ہاں اس کا کھوٹ ظاہر ہو رہا ہو خود
ظاہر کر کے بیچے تو جائز ہے اگر کوئی شے سونے اور چاندی سے بنی ہو اور سونا اور چاندی اس سے
علیحدہ کرنا ممکن ہو تو اس شے کو بغیر سونا اور چاندی علیحدہ کیے فقط سونے یا چاندی کے عوض
نہیں بیچ سکتے۔ اگر علیحدہ کرنا ممکن نہ ہو تو سونا چاندی جو اس میں کم ہو اس کے عوض میں بیچے
اگر دونوں برابر ہوں دونوں کے ساتھ بیچے۔ زرگری کی خاک تصدق کر دی جائے۔

ينبغي غيره. الفصل العاشر في بيع الثمر يجوز بيع الثمر قبل ظهورها ويجوز بعد و
انه يبد صلاحها بشرط القطع او مع القيمة وعدمه في فيما لجميع قولان لو ادرك
بعض بستان جاز بيع الجميع وكذا يجوز بيع بستانين اذا ادرك احدهما وبيع الثمرة
في كمامها والزرع قائما وحصيدا وقصيلا وعلى المشتري قطعه فان تركه طالبه
باجرة الارض مدة التبقية وللبائع قطعه ويجوز بيع الخضر بعد انعقادها لقطة
وقطافه بجزا وبجزه جزة وجزات وخرطة وخرطات ويجوز ان يستثني حصة
مشاعة او نخلا او شجرا معينا او ارطالا معلومة فان تلف سقط من المستثني بحسابه والحاقة

جائز ہے کہ روپیہ بشرطی قرض دے اور شرط کرے کہ دوسری جگہ اس پر قبضہ دے دوں گا۔ نا
جائز ہے کہ ایک درہم ایک درہم سے مول لے اور ایک انگوٹھی بنا دینے کی شرط کرے یہ مسئلہ
مشکل ہے اور یہ حکم یک درہم اور تیاری انگشتری بغیر زیادہ پر اور دوسری چیز کی تیاری پر
جاری نہیں دسویں فصل بیع ثمر کے بیان میں ہے۔ ثمر دار درختوں پر ظاہر ہونے تک
بیچنا جائز نہیں۔ اگر ثمر ظاہر ہو مگر اس کی تیاری کی ابھی نمود نہ ہو تو بیچ سکتا ہے بشرطیکہ
کاٹنے کی شرط کرے یعنی جب ثمر تیار ہو تو مشتری ثمر لے کر درخت چھوڑ دے یا درخت کے
ساتھ ملا کر یا دو سال کے لئے بیچے۔ اگر ان میں سے کوئی امر نہ ہو تو جواز بیع میں دو قول ہیں
اگر ایک باغ میں بعض ثمر تیار ہو تو سالم باغ بیچ سکتا ہے اسی طرح دو باغوں میں سے
ایک باغ تیار ہو تو دونوں ملا کر بیچ سکتا ہے۔ بیع ثمر اس کے غلاف میں جائز ہے (جیسے بادام)
کھڑی ہوئی زراعت، درتیار کاٹی ہوئی اور نا تیار بشرط قطع (جانوروں کو کھلانے کیلئے)
بیچ سکتا ہے اور اس کا کاٹنا تیار ہونے سے پہلے مشتری پر واجب ہے اگر نہ کاٹے تو جب تک
زمین پر ہے زمین کی اجرت بائع لے سکتا ہے اور جائز ہے کہ خود بائع کاٹ ڈالے اور

ج شركة لم يدخل الا عرية ويجوز ان يتقبل احد الشريكين حصة صاحبه بوزن
معلوم من ثمرته. ويحل لا قصد اجتياز ان يأكل من غير ستحصى به لا افساد

الفصل الحادي عشر في بيع الحيوان كل حيوان مملوك يصح بيعه ويستقر
ملك المشتري عليه الا الابق منفرداً وامّ الولد مع وجود ولدها وبقاء ثمنها والقدرة
عليه ان يكون عبداً يستوفي ان علا او بناؤه ان نزل وو حدا من محرّم عليه
نسباً ورضاعاً ولو ملك امرأة في عمودين فيعتق عليه بنسبه او يكون المشتري كافراً و
مسلماً او يكون عبده قولاً وو بملك احد الزوجين صاحبه استقر الملك وبطل النكاح ويجوز

سبزی (یعنی ترکاری) ابد تیاری ایک مرتبہ چننے کے لئے یا کئی مرتبہ چننے کے لئے اور جو چیز کاٹی
جاتی ہے ایک مرتبہ کاٹنے کے لئے یا کئی مرتبہ اور جو ہاتھ سے کھینچی جاتی ہے ایک مرتبہ کیواسطے
یا کئی مرتبہ کے لئے بیچنا جائز ہے۔ ایک حصہ مشاع کا (یعنی مشترک کا جیسے کہ نصف یا ربع) یا ایک
کھجور کے درخت کا یا کسی درخت معین کا یا چند رطل مقرر کا استثنا کرنا جائز ہے پس اگر اصل شے میں
کمی ہو تو اسکے حساب سے حصہ مستثنیٰ میں سے کمی ساقط ہوگا رہے رطل مستثنیٰ یا حصہ مشترکہ مستثنیٰ کا حکم
ہے اگر درخت معین کا استثنا کیا ہے تو اس میں سے کسی حال سے کمی نہ ہوگی) خوشے کو اسکے دانوں کے
عوض بیچنا حرام ہے، اسی طرح مزابنہ (یعنی کھجوروں کو درختوں پر دوسری کھجوروں کے عوض بیچنا)
حرام ہے سوائے عریہ کے (یعنی ایک درخت کی کھجوریں دوسری کھجوروں کے عوض بیچ سکتا ہے۔
حاصل یہ کہ شرع میں ایک درخت کا استثنا ہوا ہے)۔ اور جائز ہے کہ ایک شریک دوسرے شریک کے
حصہ کا ایک وزن مقرر کرکے ذمہ دار ہو۔ اگر کسی کا کھجور کے درخت کی طرف کسی کا گذر بے قصد ہو تو
اس کی کھجوریں کھا سکتا ہے مگر ہمراہ اٹھا نہ لائے اور اتنی نہ کھائے کہ مالک کو نقصان ہو جائے
گیارھویں فصل بیع حیوانات کے بیان میں ہے۔ ہر حیوان مملوک کی بیع صحیح ہے اور مشتری کی ملک

بصیرہ ولو دفع من غیر الجنس برضاہ صح ویحسب بقیمتہ یوم القبض ولو دفع
دون الصفۃ او اکثر وقبل الاجل لم یجب القبول مطلقا ولو دفعہ فی وقتہ بصفتہ
ازید منہا یجب القبول ویجوز اشتراط ذہوسہ ولا یجوز ان یشترط من زرع
ارض بعینہا او غزل امراۃ معینۃ او ثمرۃ نخلۃ بعینہا واجرۃ الکیل والوزن
والبائع لازمۃ علی البائع واجرۃ نقد ووزن الثمن والمشتری لازمۃ علی
المشتری ولو تبرع او سمسرۃ فلا اجرۃ والضمن علی الدلال فی تلف فی یدہ اذا لم یفرط
والقول قولہ فی عدم تفریطہ مع الیمین عدم البینۃ وفی قیمتہ لو ثبت تفریطہ۔

اگر بعض قیمت پر قبضہ ہو تو اسی قدر بیع صحیح ہے باقی باطل اور وہ شے ناپنے یا تولنے کی ہو تو
اس کی مقدار مقرر کریں۔ ورنہ تعداد کافی ہے، اور مدت کو بھی معین کریں اور مدت کے وقت
اسکا وجود بھی ہو۔ اگر شے مدت پر وہ شے بائع نہ دے سکے تو مشتری کو اختیار ہے چاہے فسخ کر
جائے یا صبر کرے۔ اگر بائع دوسری جنس مشتری کی رضامندی سے دے تو صحیح ہے وہ شے جب دی جاتی ہے
اس روز کی قیمت کا حساب ہوگا جس وصف کی شرط کی تھی اس سے خراب یا مقدار میں زیادہ یا
وقت سے پہلے دے تو قبول واجب نہیں اور مدت پر وصف کے موافق یا اس سے بہتر دے تو قبول واجب ہے مگر
جانوں کی شرط جائز ہے۔ مگر ایسی شرط کرنا کہ فلاں زمین معین کی زراعت کا اناج یا فلاں زن معینہ کا
کاتا ہوا یا فلاں درخت کا خرما ہو جائز نہیں مال کے ناپنے والے اور تولنے والے اور بیچنے والے کی
مزدوری بائع پر ہے اور قیمت کے پرکھنے والے اور تولنے والے اور خریدنے والے کی مزدوری
مشتری کے ذمے ہے اگر کوئی بلا مزد یہ کام کر دے تو اجرت نہیں۔ دلال کے ہاتھ میں مال تلف
ہو تو وہ ضامن نہیں بشرطیکہ حفاظت میں کوتاہی نہ کی ہو۔ عدم کوتاہی میں اس کا قول باقسم
معتبر ہے بشرطیکہ گواہ نہ ہو اسی طرح اگر تفریط ثابت ہو تو قیمت میں بھی اسی کا قول معتبر ہے۔

والاجل المعلوم وتعيين الحصة بالجزء المشاع وكون الارض مما ينتفع بها وله ان يزرع
بنفسه وبغيره وبشركة فلو لم يشترط المباشرة ويزرع ما شاء مع عدم التخصيص في العقد
والخراج على السلطان ما لم يشترط عليه والخرص جائز من الطرفين وان اتفقا كان مشروطا
بالسلامة واذا بطلت المزارعة او لم يزرع العامل ثبتت اجرة المثل ويكره اجارة الارض
بالحنطة والشعير وان يشترط مع الحصة ذهبا او فضة ولو غرقت الارض قبل القبض بطلت
ولو غرق بعضها تخير العامل في الفسخ والامضاء وكذا لو استاجرها والمساقاة
شروطها ستة العقد من اهله والمدة المعلومة وامكان حصول الثمرة فيها وتعيين الحصة

کرے بشرطیکہ اسکا عمل مشروط نہ ہو اور جس چیز کی چاہے زراعت کرے بشرطیکہ ایجاب
وقبول میں تخصیص ہوئی ہو۔ سلطان کا خرچ اسی پر ہے۔ بشرطیکہ عامل پر شرط نہ کی ہو
اندازہ کرنا (یہاں زراعت میں) طرفین کو جائز ہے اور دونوں متفق ہوں تو اندازے پر عمل
کرنے میں) آفتوں سے بچنا شرط ہے۔ اگر مزارعت باطل ہو یا عامل زراعت نہ کرے
تو زمین کی اجرت مثل ثابت ہوگی۔ زمین کو گیہوں اور جو سے اجارہ دینا۔ اور حصے
کے ساتھ سونے یا چاندی کو مشروط کرنا مکروہ ہے۔ اگر زمین قبضہ سے پہلے غرق ہو جائے
اجارہ باطل ہے۔ اگر بعض زمین غرق ہو تو عامل کو اختیار ہے چاہے فسخ کرے یا
جاری رکھے۔ اجارے کا بھی یہی حکم ہے۔ پانی سینچنے کی چھ شرطیں ہیں۔ اول ایجاب
وقبول اس کے اہل سے، دوسرے ایک مدت معلومہ ہونا۔ تیسرے اس مدت میں
حصول ثمرہ کا ممکن ہونا۔ چوتھے حصہ کا تقرر بطور مشاع یعنی مشترک جیسے نصف
یا ثلث۔ پانچویں ایسے ثابت درخت پر پھل ہوں جن کے باقی رہنے پر پھلوں سے فائدہ
اٹھائیں۔ یہ معاملہ ثمرے کے ظاہر ہونے سے پہلے اور بعد دونوں وقت صحیح ہے

وشبهه وان يكون على اصل ثابت له ثمرة ينتفع بها مع بقائه وتصح قبل ظهور الثمرة
وبعده مع الاستزادة بالعمل واطلاق العقد يقتضي قيام العامل بكل ما يستزاد به
الثمرة وعلى المالك بناء الجدران وعمل الناضح والخراج ومع بطلانها يثبت للعامل اجرة
المثل والنماء لربه ولو شرط على العامل مع الحصة ذهبا وفضة كره ووجب الوفاء
مع سلامة الثمرة **الفصل الثالث** في الجعالة ولابد فيها من الايجاب كقوله من رد
عبدي او فعل كذا فله كذا ولا يفتقر الى القبول لفظا ويجوز على كل عمل محلل مقصود
وان كان مجهولا فان كان العوض معلوما لزم بالفعل والا فاجرة المثل الا في البعير و

بشرطیکہ پانی سینچنے سے زیادتی کی امید ہو۔ اگر ایجاب و قبول مطلق واقع ہو تو اس
امر کا مقتضی ہے کہ عامل وہ تمام کام کرے جس سے ثمرہ زیادہ ہو جیسے ڈالیاں
کاٹنا زمین درست کرنا، ہل، زراعت کے اطراف، دیوار بنانا اور جانور سے کشش
اور خراج مالک کے ذمے ہے۔ یہ معاملہ باطل ہو جائے تو عامل کی اجرت مثل ثابت
ہوگی۔ اور درختوں کا حاصل مالک کے لئے ہوگا۔ عامل پر حصے کے ساتھ سونا یا
چاندی شرط کرنا مکروہ ہے۔ اگر شرط کرے تو وفا واجب ہے بشرطیکہ ثمرہ سلامت
رہے۔ **تیسری فصل** جعالہ کے بیان میں ہے۔ یعنی حق السعی اور اجرت
میں فقط ایجاب ضروری ہے جیسے کوئی کہے کہ جو شخص میرے غلام کو ڈھونڈ لائے یا
فلاں کام کرے اس کے لئے اس قدر روپے ہیں۔ اور قبول میں زبان سے کہنا
بھی ضروری نہیں کام میں مشغول ہونا کافی ہے۔ یہ معاملہ ہر کار حلال مقصود پر جائز ہے گرچہ
حق السعی نامعلوم ہو پس اگر حق السعی معلوم ہو تو کام کرنے پر لازم ہوگی ورنہ اجرت مثل دینی
پڑے گی مگر شتر و بندۂ گریختہ کے پس اگر کوئی ان چیزوں کو کسی شہر میں پائے تو ہر ایک کے عوض

اذا لقیہ یوجدان فی المصر فعن کل واحد دینار و فی غیر المصر اربعة دنانیر و لو تبرع

فلا اجرة سواء جعل لغیرہ او لا و لو تبرع الاجنبی بالجعل لزمه بعد العمل و یستحق الجعل

بالتسلیم و مع التلبس بالعمل لیس له الفسخ بل له اجرة ما عمل و یعمل بالآخر من جعلین

و لو جعل لفعل یصدر عن کل احد بعضه فیجمیع الجعل و لو صدر عن کل احد فلکل

جعل و لو جعل للرد من مسافة فرد من بعضها فله بالنسبة و یقبل قول المالک فی

عدم الجعل و فی تعیین المجعول فیه و فی قدر ما ثبت فیه و الاقل من اجرة المثل و

المدعی و فی عدم السعی **الفصل الرابع** فی السبق و الرمایة و لابد فیهما من ایجاب

میں ایک دینار دے گا۔ اگر دوسرے شہر میں پائے تو ہر ایک کے لئے چار دینار۔ اگر کوئی تبرعاً

کام کرے تو اجرت نہیں خواہ مالک نے دوسرے کے لئے اجرت مقرر کی ہو۔ ہاں کوئی

اگر اجنبی تبرعاً حق السعی مقرر کرے تو کام کرنے سے اسے ادا کرنا لازم ہوگا۔ مگر کوئی

تسلیم کرتے ہی حق السعی کا مستحق ہوتا ہے۔ جب کام شروع کر چکے تو جسقدر کام کیا ہے کی

اجرت دیئے بغیر جاعل اس معاملہ کو فسخ نہیں کر سکتا۔ دو اجرتوں سے جسکا تقرر آخر میں ہو،

اس پر عمل ہوگا۔ اگر ایسے کام کے لئے اجرت مقرر کرے جس میں سے ہر آدمی تھوڑا کام

کرے تو وہ اجرت سب پر تقسیم ہوگی۔ اگر ہر ایک کا کام مستقلاً علیحدہ ہے تو ہر ایک

کے لئے ایک اجرت ہے اگر کسی شے کو ڈھونڈ لانے کے لئے ایک مسافت مقرر کرکے

اجرت قرار دے اور کوئی اس مسافت سے کم میں ڈھونڈ لائے تو اس کم مسافت کے

موافق اجرت ملیگا۔ اجرت مقرر نہ کرنے میں اور اس شے کی تعیین میں جس کے لئے

اجرت مقرر کی ہے، اور اجرت کی مقدار میں، مالک کا قول مسموع ہے بشرط عدم بینہ،

پس اگر عامل زیادہ اجرت کا دعوی کرے اور اجرت مثل کم ہو تو اجرت اجرت

وقبول واذا يصححان في النصل والحوافر السيوف والابل والفيل والخيل والبغل
والحمير خاصة ويجوز ان يكون العوض دينا او عينا وان بين له اجنبي واحدهما
او من بيت المال جعله السابق منهما او للمحلل شرط ولابد في المسابقة من تقدير
المسافة والعوض وتعيين الدابة وتساويهما في احتمال السبق ويفتقر الرمي و
تقدير الرشق وعدد الاصابة وصفتها وقدر المسافة والغرض والعوض وتماثل
جنس الآلة ولا يفتقر تعيين السهم ولا القوس ولو قال من سبق منا ومن المحلل فله
عوضان فمن سبق من ثلثة فهما له وان سبقا فكل ماله وان سبق احدهما والمحلل

مثل ثابت ہے اگر اجرت مثل زیادہ ہو تو دعوے کے موافق اجرت ثابت ہوگی عدم
سبق میں بھی مالک کا قول معتبر ہے چوتھی فصل سبق و رمایہ کے بیان میں سبق گھوڑ دوڑ
وغیرہ میں آگے بڑھ جانے کو سبق کہتے ہیں اور تیر اندازی اور شمشیر و نیزہ بازی کو رمایہ
ان دونوں میں ایجاب و قبول ضروری ہے۔ تیر اور دوسرے ہتھیار اور تلوار کے بغیر
اور اونٹ اور ہاتھی اور گھوڑے اور خچر اور گدھے کے سوائے دوسری چیزوں میں شرط بدنا صحیح نہیں
عوض کی یعنی شرط کے مال کا ادھار یا نقد ہونا جائز ہے یہ بھی جائز ہے کہ عوض اجنبی عطا کرے
یا دونوں میں سے ایک عطا کرے یا بیت المال (یعنی خزانہ سلطانی) سے دیا جائے۔
دونوں (تیر وغیرہ لگانے والوں یا گھوڑے وغیرہ دوڑانے والوں) میں سے جو سبقت
کرے اس کیلئے عوض مقرر کرنا چاہیئے یا محلل کے واسطے (یہ ایک تیسرا آدمی ہے کہ تحقیق
سبقت کیلئے دونوں میں داخل ہوتا ہے بشرط سبقت اگر اسکے لئے عوض مقرر ہوا ہے
لے گا۔ ورنہ اس پر کچھ تاوان نہیں) محلل کی کچھ ضرورت بھی نہیں۔ سبقت میں مسافت
اور عوض کا مقرر کرنا اور جانوروں کی تعیین اور دونوں کا سبقت کے احتمال میں برابر

فللسابق منهما نصفه والآخر سابق للمحلل ولو فسد العقد فلا اجرة ولو كان عوض مستحقا
فعلى باذل مثله ان كان مثليا او قيمته وتحصل السبق بتقدم العنق والكتد ولا
يشترط ذكر المحاطة والمبادرة **الفصل الخامس في الشركة** انما تصح في الاموال
دون الاعمال فلكل وحده اجرة عمله ووجوه ومفاوضة وتتحقق باستحقاق التحصيل
فمازاد عينا او حقا وتمزج المثلين بحيث يرتفع الامتياز بينهما ولكل منهما في الربح
والخسران بنسبة ماله ولو اشترط التساوي مع اختلاف المالين وبالعكس جاز وفيه
تفصيل حيث يبين اذن الآخر ويقتصر على المأذون مع انتفاء الضرر بالقسمة يجبر

ہونا ضروری ہے اور تیر اندازی وغیرہ میں رشق کا تقرر یعنی کتنے تیر چلیں اور عدد اصابہ کا
تقرر یعنی کتنے تیر نشانوں پر پڑیں اور صفت رمی کا تقرر یعنی کس طرح پڑیں مثلاً آدھے خزق
ہوں یا سب خسق (چبھ جائیں) اور مسافت ورشانے اور عوض کا تقرر ضروری ہے اور ضروری ہے کہ
مجتہد ایک جنس کے ہوں تیر و کمان کی تعیین ضروری نہیں۔ اگر شرط کرے وہ کہیں کہ جو ہم میں سے
بڑھ جائے یا محلل بڑھ جائے وہ دونوں عوض لیگا پس ان تینوں میں سے جو سبقت کرے دونوں
عوض اسی کو دینا چاہئیں اگر دونوں (محلل سے) بڑھ جائیں تو ہر ایک مال لیگا اگر دونوں میں سے ایک
شخص اور محلل سبقت کرے تو شخص سابق کو اسکا مال اور دوسرے عوض میں سے آدھا اور باقی آدھا
محلل کو اگر یہ معاملہ باطل ہو تو اجرت نہیں اگر عوض غیر کا مال نکلے تو معطی پر لازم ہے کہ وہ اگر مثلی
ہو تو اسکا مثل دے ورنہ قیمت دے۔ گردن اور کتد کے بڑھ جانے سے سبقت حاصل ہوتی ہے
(گردن کی جڑ اور پیٹھ کے درمیان جو بلندی ہے اسے کتد کہتے ہیں) محاطہ اور مبادرت کا ذکر ضروری نہیں
(نشانہ زنی کے لئے جو برابر ہوں انکے ساقط کرنے کو محاطہ کہتے ہیں جیسے شرط ہو کہ بیس تیروں میں سے
جو پانچ تیر نشانہ پر پہونچائے وہ سابق ہے پس دونوں نے دس تیر لگائے اور دونوں

خائنه. ويبطل بالموت ويشترط العلم بمقدار المال ويملك العامل حصته من النماء
بظهوره والخسران عليه بعد الحصول ويقبل قوله في عدمه وفي قدر رأس المال
والتلف والخسران وقول المالك في عدم الرد ولو اشترى اباه عتق نصيبه
من الربح فيه ويسعى الاب في الباقي وينفق العامل من الاصل في السفر قدر كفايته
ولا يطأ جارية القراض من دون اذن مالكه والاطلاق يقتضي الشراء بعين
المال وثمن المثل ولو فسخ المالك المضاربة فللعامل اجرته الى ذلك الوقت **الفصل**
السابع في الوديعة وهي عقد جائز من الطرفين ويجب حفظها بمجرى العادة ولو

تو تحقق قسمت میں قرعہ کافی ہے حضور کی تو سمجھو خوب ہے مگر شرط نہیں۔ شریک مثل امین کے ہے۔ شرکت میں
مدت قرار دینا صحیح نہیں۔ موت و دیوانگی سے شرکت باطل ہوتی ہے۔ کفار سے شرکت مکروہ ہے کسی شریک
کو نہیں ہو سکتا کہ اپنا حصہ مال پر غصب کرے اور بے تراضی طرفین قسمت صحیح نہیں۔ وقف کی تقسیم بھی صحیح
نہیں مگر وقف غیر وقف کے ساتھ ہو تو تقسیم صحیح ہے تا دونوں میں فرق ہو جائے۔ چھٹی فصل مضاربہ کے
بیان میں ہے یعنی ایک شخص کسی کو کچھ مال دے تا وہ اس میں کچھ کام کرے مثل تجارت وغیرہ اور فائدے میں
عامل کا بھی حصہ ہو۔ یہ جز قسم نقد کے صحیح نہیں اور شرکت فائدے میں ہونا چاہئے عامل کو مقدور نفع
ہوگا جس قدر شرط کی ہے۔ اگر معاملہ باطل ہو جائے تو عامل کو اجرت مثل ملے گی اور فائدہ صاحب مال کیلئے ہوگا
معاملہ لازمی نہیں یعنی فسخ ہو سکتا ہے اور بقدر اجازت اکتفا کیجائے اگر مالک اجازت مطلق دے
تو موافق مصلحت جیسا چاہے تصرف کرے (صورت دوم میں) مالک کے خلاف کریگا تو ضامن ہوگا
موت سے معاملہ باطل ہوتا ہے۔ مال کی مقدار سے اطلاع شرط ہے۔ فائدہ ظاہر ہوتے ہی عامل اپنے
حصہ کا مالک ہو جاتا ہے اور بغیر تفریط اس پر نقصان عائد نہ ہوگا۔ عدم تفریط میں اور راس المال کی
مقدار میں اور تلف ہونے میں اور نقصان میں عامل کا قول مسموع ہے۔ اور اصل مال کی واپسی

عين مكانا حرزا تعين فلو خالف ضمن الا مع الخوف ويجب على المستودع عند
ادائه وسقيه ويرجع به على مالكه ويضمن المستودع مع التفريط لا بدونه ولا يبرء
الا بالرد الى مالكه او لا برءه ويحلف للظالم ويوري ولو اقر به لم يضمن ويجب رده
عقلا على مودع او وارثه بعد موته الا ان يكون غاصبا فيردها على مالكها
ومع الجهل بقيمة يتصدق بها ان شاء الا ان يمتزج بمال الظالم فيرده عليه
والقول قول مستودع في تلفه وعدم التفريط والرد والغيبة مع يمينه وقول مالك
على انه دين لا وديعة مع اسفه

الفصل الثامن في العارية

كل عين

ذکر نے میں مالک کا قول۔ اگر عامل نے باپ کو خریدا تو فائدے میں عامل کے حصہ کے موافق آزاد ہوگا۔ ورثاء
میں حق کریگا۔ عامل اپنی ذات کیلئے سفر میں بقدر کفایت اصل مال سے صرف کریگا اس معاملہ کی کنیز کو اگر
کی اجازت ولی نہیں رکھتا۔ ایجاب و قبول مطلق واقع ہو تو اس امر کا مقتضی ہے کہ عامل عین مال کی
و قیمت مثل سے مول لیا کرے۔ مالک اس معاملہ کو فسخ کر دے تو وقت فسخ تک کی اجرت عامل کو دیگا۔

ساتویں فصل ودیعت یعنی امانت کے بیان میں ہے یہ معاملہ طرفین سے جائز ہے یعنی ہر ایک فسخ کر سکتا
ہے امانت کی حفاظت عادت کے موافق واجب ہے اگر مالک کسی مقام کا تعین کرے تو اسی جا رکھنا
ضروری ہے اگر خلاف کریگا تو ضامن ہوگا مگر کسی خوف کے سبب خلاف کرے تو ضامن نہیں امانتدار
پر واجب ہے کہ چوپایہ کو چارہ کھلائے اور پانی پلائے اور اس کی قیمت مالک سے لے امانتدار غفلت
میں کوتاہی کرے تو ضامن ہے نہیں تو نہیں۔ جب تک کہ وہ شئے مالک کو نہ پہونچائے یا اس کو
بری نہ کرے ضمانت زائل نہیں ہوتی۔ کوئی ظالم اس شئے کو (امانت دار سے) چھیننا
چاہے تو توریہ کرکے قسم کھائے کہ میرے پاس نہیں، اگر اقرار کرے تو ضامن نہیں امانت
رکھنے والے کے پاس یا وہ مر جائے تو اس کے ورثہ کے پاس امانت واپس کرنا عقلاً واجب

مملوكة يتجر لا تنتفع عينه مع بقائها صحيح وعلى هذا يشترط كون المعير ممن يتصرف وينتفع
المستعير بها على العادة ولا يضمن ما تلف بيده من المتقين ان لا تعدى ويكون الضمان
وما نقصت بالاستعمال المأذون فيه لا يضمن وما سقط من المغصوب ضمن معه
وان كان له حمل رجعة على مستعيره يؤخذ منه ويقتصر المستعير على المأذون و
القول قول المستعير مع يمينه في عدم التفريط وبقية مدة وقول المالك في الرد و
يصح اعارة للرهن وله مطالبة بالانفكاك بعد مدة **الفصل الثامن في اللقطة**
يشترط في ملتقطها الصبي التكليف والاسلام والحرية واذن مولى في مملوك فان

اگر وہ غاصب ہو تو، اصل مالک کو پہنچائے۔ مالک معلوم نہ ہو تو وہ لقطہ ہے یعنی مثل اس چیز کے
ہے جو پڑی پائے پس اگر چاہے تصدق کرے ہاں اگر غاصب کے مال میں رل ملگیا ہو تو سب پھیر دے
تلف ہونے میں اور عدم تفریط میں اور واپس کرنے میں اور قیمت میں مالک کا قول با قسم معتبر ہے اگر تلف ہونے
کے بعد مالک کہے کہ قرض تھا امانت نہ تھی تو مالک کا قول مسموع ہے۔ آٹھویں **فصل عاریت کے بیان میں**۔
جس ملکی شے سے اس کے باقی رہنے پر منتفع ہو سکتے ہیں اسکو عاریۃً دینا صحیح ہے بشرطیکہ دینے والا جائز التصرف
ہو اور لینے والا عادت کے موافق اس سے فائدہ اٹھائے اگر تلف ہو جائے تو ضامن نہیں ہاں اگر ضمانت کی شرط
کرے یا تصرف بیجا یا زیادتی کرے یا سونا یا چاندی مستعار لے تو ضامن ہوگا اگر بقدر اجازت مستعمل کرنے
سے ناقص ہو گیا تو ضامن نہیں اگر غاصب سے باوجود علم غصب مستعار لے تو ضامن ہے جاہل ہو تو تلف
ہونے کی صورت میں، اصل مالک نے جو کچھ تاوان لیا وہ غاصب سے وصول کرے۔ بقدر اجازت استعمال
چاہیے عدم تفریط میں اور یا تفریطا بیان قیمت میں مستعار لینے والے کا قول باقسم معتبر ہے اور واپس کرنے میں
مالک کا قول معتبر ہے۔ رہن کیلئے مستعار دینا صحیح ہے اور بعد مدت عاریت چھڑا دینے کا مطالبہ ہو سکتا ہے
نویں **فصل لقطہ کے بیان میں**، یعنی وہ چیز جو پڑی پائے اور وہ کسی کے قبضہ میں ہو، بچہ کے

الضالة ونوى ان يحفظ فلا ضمان ولو نوى التملك ضمن ويكره اخذ اللقطة فان اخذها وكانت
دون درهم ملكها وان كانت درهماً فما زاد عرفها حولاً وان كانت في الحرم تصدق بها بعده ولا
ضمن [illegible] وان كانت في غيره فان نوى التملك جاز وضمن لكن ان تصدق
بها ونوى الحفظ فلا ضمان وكانت مما لا يبقى انتفع بها بعد التقويم وضمن القيمة و
يد فعها الى [illegible] فلا ضمن ويكره اخذ ما يقل قيمته ويكثر نفعه وما يوجد في فلاة او
خربة فلواجده وما كان في معروف عمر المالك فان عرفه فهو له والا فلواجده لكن اداؤه
في جو [illegible] به ويتولى الولي تعريف اذا التقط الطفل والمجنون ويكفي تعريف بعيد في

سے وضع کرلے اگر جانور سے پکڑے کو ایک برس ہو جائے اور آخذ نے حفاظت کی نیت کی تھی
تو ضامن نہیں اگر ملکیت کی نیت کی تھی تو ضامن ہے۔ اور دوسری چیزوں کا اٹھانا مکروہ
ہے اگر اٹھالے اور وہ درہم سے کم ہو تو اس کا مالک ہو جائیگا۔ اگر ایک درہم کے برابر یا زیادہ
ہو تو ایک برس تک اس کی تعریف کرتا ہے یعنی جہاں آدمیوں کا مجمع ہوتا ہے وہاں اس
کی ندا کیا کرے، اسکے بعد اگر دستے حرم سے اٹھائی تھی تو تصدق کردے اور پھر ضامن نہیں یا امانت
کے طور پر باقی رکھے

اگر غیر حرم سے اٹھائی ہو تو قصد ملکیت جائز ہے مگر ضامن رہیگا اور تصدق کرے تو بھی
یہی حکم ہے یعنی ضامن ہے جب مالک ملے اسے پہونچانا ہوگا اگر قصد حفاظت کرے تو ضامن نہیں
اگر وہ شے ایسی ہو کہ باقی نہیں رہ سکتی تو اسکی قیمت کرکے تصرف میں لائے اور قیمت کا ضامن ہے
یا حاکم شرع کے پاس پہنچا دے اور پھر ضامن نہیں جو چیز قیمت میں کم ہو اور فائدہ میں زیادہ
اس کا بھی اٹھانا مکروہ ہے جو شے بیابان میں اور ویرانہ میں پائے پانیوالے کا مال ہے اگر کسی کی
ملکی زمین پر پائے تو مالک سے معرفت چاہے۔ مالک پہچان لے تو مالک کا مال ہے ورنہ پانیوالے کا

تعريفه حولاً و به ان يعرف نفسه، وان استنابه لا يشترط فيه التوالي ولا يكفي الوصف
بل لابد من البينة والملتقط امين. الفصل العاشر في الغصب هو حرام عقلاً
ويتحقق بالاستيلاء على مال الغير ظلماً وان كان عقاراً ويضمن بالاستقلال ولو سكن
الدار قهراً مع المالك ضمن النصف ولو غصب حاملاً ضمن الحمل ولو منعه من
امساك الدابة المرسلة ومن القعود على بساطه لم يضمن ولو غصب من غاصب
تخير المالك في الاستيفاء ممن شاء ولا يضمن الحر الا ان يكون صغيراً ولو
الصانع ومنعه عمله ولو استعمله فعليه اجرة عمله ولو ازال يده من العبد

مال ہے اور جو شئے جانور کے پیٹ میں سے نکلے اس کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر کوئی شے بچے یا
دیوانے نے اٹھائی ہو تو اس کا ولی تعریف کا متکفل ہے اور مولے کے تملک میں غلام کا
تعریف کرنا کافی ہے۔ اٹھانے والے کو جائز ہے کہ خود تعریف کرے یا کسی کو نائب کر دے
پے در پے تعریف کرنا شرط نہیں ہے۔ (تعریف میں لقطہ) وصف بیان کرنا کافی نہیں بلکہ
گواہ بھی ضروری ہیں اور پانے والا مثل امین کے ہے دسویں فصل غصب کے بیان
میں ہے وہ عقلاً حرام ہے۔ مال غیر پر غلبہ کرنے سے غصب ثابت ہوتا ہے ہر چند وہ مال غیر
منقول ہو۔ اور غصب پر مسلط ہو تو ضامن ہوگا۔ اگر ظلم سے کسی کے گھر میں مالک کے ساتھ
رہے تو آدھے مکان کا ضامن ہے۔ اگر کسی حاملہ کو غصب کرے تو حمل کا بھی ضامن ہے
اگر مالک کو اسکے چھوڑے ہوئے جانور کے پکڑنے سے یا اسکو اپنے بستر پر بیٹھنے سے منع کرے تو ضامن
نہیں اگر کوئی دوسرے غاصب سے غصب کرے تو مالک کو اختیار ہے جس سے چاہے لے۔ اگر کوئی
آزاد انسان کو غصب کرے تو ضامن نہیں ہاں وہ بچہ ہو تو ضامن ہے۔ اگر کسی کاریگر کو
کام کرنے سے منع کر دے تو اس کی اجرت دینا واجب نہیں ہاں اس سے کام کرائے تو کام کی

او بعیون الفرس ضمن ولو خرب بافسرف غیرہ متاع ضمن السارق ویضمن بخمر
وخنزیر لذمی بقیمتہما عندہ امر استترا بہما ویجب رد المغصوب فان تعیب ضمن
الارش فان تعذر ضمن مثلہ فان تعذر فقیمتہ یوم مطالبتہ وان لم یکن مثلیا ضمنہ باعلی
قیمہ من حین الغصب الی حین التلف علی الاشکال ولو زاد السوق لم یضمنہا وان زاد
لاحداث صفۃ ضمنہ وان وجدت صفۃ لا قیمۃ لہا لم یضمنہ وان زادت لنقص
بعضہ کما یجب فعیب الارش وان زادت عین بفعلہ رجع بہ وعلیہ ارش
نقصانا ولیس لہ الرجوع بارش نقصان عینہ ولو غصب عبدا وجنی علیہ

اجرت دے اگر کسی کے دیوانے غلام کو قید سے چھوڑ دے یا گھوڑے کو چھوڑ دے تو ضامن ہے، اگر
کوئی کسی کا دروازہ کھولدے اور دوسرا کوئی مال چرالے تو چور ضامن ہے، اگر ذمی سے شراب یا
سور غصب کرے تو جو قیمت انکی ذمی کے نزدیک ہو اس قیمت کا ضامن ہے بشرطیکہ ذمی ان چیزوں
کو چھپاتے ہوں اگر مسلمان سے غصب کرے تو ضامن نہیں ہے مغصوب کو پھیر دینا واجب
ہے اور عیب دار ہو جائے تو ارش کا ضامن ہے یعنی بقدر عیب تاوان دے اگر اسکا پھیرنا
ممکن نہ ہو تو اس کے مثل کا ضامن ہے یہ بھی نہ ہو سکے تو قیمت روز مطالبہ کا ضامن ہے
اگر وہ شئی مثل اناج کے نہ ہو تو وقت غصب سے وقت تلف تک جسقدر قیمت بڑھے اسکا
ضامن ہے اور یہ مسئلہ مشکل ہے اگر بازار کی قیمت بڑھ جائے تو اس زیادتی کا ضامن
نہیں اگر کسی صفت کے سبب قیمت بڑھ جائے تو اسکا ضامن ہے، اگر کوئی صفت ایسی پیدا ہو جسکی
قیمت کچھ نہ ہو تو اسکا ذمہ دار نہیں اگر کسی عضو کے ناقص ہونے سے قیمت بڑھ جائے جیسے خصی
کرنا تب بھی تاوان دیگا اگر غاصب کے فعل سے عین مال بڑھ جائے تو زیادتی کی قیمت پھیر لیگا اور نقصان
ہو تو تاوان دیگا۔ اگر غاصب کے عین مال میں نقصان ہو تو وضع نہیں کر سکتا اگر کسی کے

بكمال قيمته ردّه مع ارش عيب قوي ولو امتزج المغصوب بمساويه او باجود
ردّه ولو كان بادون ضمن مثله ولو نقص لعيب سرى ولو شراه جاهلا بالغصب
رجع بالثمن على الغاصب ولم يغرم عوض ما انتفع في مقابلته او كان على اشكال ولو كان
عالما فلا رجوع بشيء ولو زرع الغاصب كان الزرع له وعليه الاجرة والقول قول الغاصب
في القيمة مع يمينه وتعذر بينة **الفصل الحادي عشر في احياء الموات** لا يجوز
التصرف في ملك غيره بغير اذنه ولا فيه صلاحه كالطريق والنهر والمراح وحد
الطريق المبتكر في المباحة مع المشاحة سبعة اذرع وحريم بئر المعطن اربعون

غلام کو غصب کرے اور اس کو ایسا زخم لگائے جسکی دیت غلام کی قیمت کے برابر ہو تو چاہئے
کہ غلام کو پھیر دے اور زخم کا تاوان بھی دے ایک قول کی موافق۔ اگر شئے غصبی اسکے برابر یا اس
سے بہتر شے میں ملجائے تو مالک کو پہنچائے اگر کم قیمت کی شئے میں ملجائے تو شئے مغصوب کے مثل کا
ضامن ہوگی غصبی شے کے فائدے مالک کے ہیں۔ اگر غاصب کوئی شئے غصبی بے علمی سے مول لے
تو غاصب سے قیمت دے لیگے اور جو نقصان اٹھائے وہ بھی لے بشرطیکہ اس نقصان کے مقابلہ
میں کچھ فائدہ نہ ہوا ہو۔ یا ہوا بھی ہو بنابر اشکال کے اگر غصب سے مطلع ہو تو کچھ نہیں لے سکتا
(اور مالک اپنا مال لیگا) اگر غاصب زمین غصبی پر زراعت کرے تو زراعت غاصب کا حق ہی مگر اس
زمین کی اجرت دینا واجب ہے۔ قیمت (کی تکرار) میں غاصب کا قول با قسم مسموع ہے بشرطیکہ
مدعی کے پاس گواہ نہوں۔ **گیارہویں فصل زمین افتادہ کے آباد کرنے کے بیان میں**
ملک غیر میں۔ اور اس مقام میں جس سے کسی کو فائدہ ہو جیسے راستہ نہر جلنے آرام کرنے بیٹھنے (انکا)
کے بے اجازت تصرف جائز نہیں نئے راستے کی حد زمین مباح میں جو بشرکت ہو سات ہاتھ ہے
اور اطراق چاہ کی حد جہاں اونٹ بیٹھتے ہیں چالیس ہاتھ ہے اور جہاں سے اونٹ پانی کھینچے

والاصح ستون وستين في الرخوة وفي الصلبة خمس مائة ويحبس الانهار
للاعلى الى الكعب في النخل وللزرع الى الشراك ثم كذلك لمن هو دونه وللامام
ان يحمي المرعى في ملكه وللامام مطلقا وليس لصاحب النهر تحويله الا باذن صاحب
الرحى المنصوبة عليه باذنه ويكره بيع الماء في القنوات والانهار ويجوز اخراج
الرواشن والاجنحة في الطرق النافذة ما لم يضر بالمارة ومع الاذن في المرفوعة
وكذا فتح الابواب بشرط المتقدم والمتأخر في المرفوعة الى الباب الاول مشترك
الباب ويختص المتأخرين بما بين البابين لكل منهم تقديم الباب لا تاخيرها

میں ساٹھ ہاتھ ہے اور چشمہ کے اطراف کی حد نرم زمین میں تین سو ہاتھ اور سخت زمین میں پانچ سو ہاتھ
ہے۔ بلندی کے لئے نہر کو روک سکتے ہیں تا کہ کھجور کے درخت میں ٹخنے تک پانی آئے اور زراعت
کے لئے تسموں تک پھر اسی طرح اس کے لئے جو اس سے کم ہو۔ مالک کو جائز ہے کہ اپنی
ملکی چراگاہ روک سکے اور امام علیہ السلام مطلق چراگاہ کو روک سکتے ہیں۔ صاحب نہر صاحب
آسیاء منصوبہ کے بے اجازت نہر کو پھیر نہیں سکتا۔ بشرطیکہ صاحب نہر کی اجازت سے
آسیاء نصب کی ہو کاریزوں کا یعنی زمین کے اندر کی نہروں کا، اور نہروں میں پانی کا
بیچنا مکروہ ہے۔ برآمدے اور چھجے گلی کوچہ نافذہ میں بنانا جائز ہے بشرطیکہ راستہ
چلنے والوں کو ضرر نہ ہو اور کوچہ سربستہ میں اہل کوچہ کی اجازت ضروری ہے اسی طرح
نئے دروازے بنانے کا حکم ہے۔ کوچہ سربستہ کی ابتدا میں رہنے والا دروازہ اول اور
سر دروازے مابین مشترک ہیں اور دروازہ یعنی پھاٹک جس سے کوچے میں داخل ہوتے ہیں، اس
پھاٹک کے قریب جس کا دروازہ ہے اس کو اول اور ابتدائی کہیں گے، اور اس کے بعد
کو متاخر، اور دروازہ اول و آخر کا مابین آخر میں رہنے والے کے لئے خاص ہے۔

ولو خرج ابروشن في نافذة فليس لمقابله منعه وان استوعب عرض الدرب
ولو سفلا فيد درمقابله يمكن ملاقى منعه ويستحب لجار وضع خشب جاره على
حائطه مع الحاجة ولو اذن جاز له رجوع قبل الوضع او بعده فلا رشد وتنازعا
جدارا محيطا فهو لمن يحلف مع نكول الآخر و يحلف او نكلا فهما ولو اتصل بيد
احدهما او كان له عليه جذوع فهو له مع يمين ولا يتصرف الشريك في الجدار
ولا يثقبه ولا يبنيه الا بغير اذن شريك ولا يجبر الشريك على العمارة و
يقبل قول صاحب السفل في جدران البيت وقول صاحب العلو في السقف،

ن دونوں میں ہر ایک کو چند روز دونہ مقدم کرنا جائز ہے نہ مؤخر اگر کوئی نافذہ میں
برآمدہ بنا لے تو اس کا مقابل منع نہیں کر سکتا ہے ہر چند وہ برآمدہ کوچہ کے عرض
کو گھیرے۔ اگر وہ گھر ہو جائے تو اس کا مقابل وہیں برآمدہ بنا سکتا ہے۔ ورنہ بلا
تخصیص منع نہیں کر سکتا۔ ہمسائے کو سنت ہے کہ اپنے ہمسائے کے مکان کا جو بینہ
ضرورت ہو تو اپنی دیوار پر رکھنے دے۔ اگر اجازت دے چکے تو رکھنے سے پہلے اجازت
سے پھر سکتا ہے، اور رکھنے کے بعد بھی اجازت سے پھر سکتا ہے مگر اس صورت میں تاوان دینا
ہوگا۔ اگر ایک دیوار مشترک پر (یعنی کسی کے گھر سے ہی ہوئی نہ ہو) دو آدمی دعوے کریں تو
جو قسم کھائے اسی کی ہے بشرطیکہ دوسرا شخص قسم سے انکار کرے (اور گواہ نہ ہوں) اگر دونوں
قسم کھائیں یا دونوں قسم سے انکار کریں تو دونوں میں مشترک ہے۔ اور وہ دیوار کسی کی
بنا سے متصل ہو یا کسی کی عمارت اس پر ہو تو اسی کی ہے بشرطیکہ سوگند کھائے حائط کی دیوار
دریچی کھینچنے کے حجت اور بادلی ہر کا شریک ان چیزوں میں بے اجازت شریک کے تصرف
نہیں کر سکتا اور شریک کو تعمیر کرنے کیلئے مجبور نہیں کر سکتا۔ گھر کی دیواروں میں تنازع

وجد ان الغرفة والدرجة او الخزانة تحتها فهم وطريق العلو في الصحن
بينهما والباقي للاسفل وللجار عطف اغصان الشجرة فان تعذر قطعها في
ملكه وراكب الدابة اولى من قابض لجامها وصاحب الاسفل اولى بالغرفة
المفتوحة بابها الى غيره مع التنازع واليمين وعدم البينة **كتاب الديون**
وتوابعها وفيه فصول **الفصل الاول** يكره الدين مع القدرة ولو استدان
وجبت نية القضاء وثواب القرض ضعف ثواب الصدقة ويحرم اشتراط
زيادة في القدر او الصفة ويجوز قبولها عن غير شرط ولو شرط موضع التسليم

ہو تو نیچے کے گھر میں رہنے والے کا قول مقبول ہے اور سقف میں اور بالاخانہ کی دیواروں میں
اور سیڑھی میں اوپر کے گھر میں رہنے والے کا قول معتبر ہے۔ سیڑھی کے نیچے کا خزانہ دونوں کیلئے ہے اور
صحن کا رستہ جس سے اوپر جاتے ہیں دونوں میں مشترک ہے باقی صحن نیچے والے کا ہے ہمسایہ کو جائز
ہے کہ دوسرے کے درخت کی ڈالیاں جو اسکی زمین پر آئی ہیں پھیر دے پھیر نہ سکے تو اپنی ملک میں جتنی آئی ہیں سب کاٹ دی جائیں
کا سوار اسکے استحقاق میں زیادہ ہے لگام پکڑنے والے سے نیچے والا بالاخانہ کے استحقاق میں جسکا دروازہ دوسرے
کی طرف کھلا ہوا ہے با تنازع و قسم و با عدم بینہ اولیٰ ہے **کتاب دین و توابع دین**
اس میں کئی فصلیں ہیں پہلی **فصل** با قدرت یعنی بے ضرورت قرض لینا مکروہ ہے قرض
لے تو ادا کرنے کا قصد واجب ہے۔ قرض دینے کا ثواب صدقے سے دو چند ہے۔ مقدار
یا صفت میں زیادتی کی شرط حرام ہے (اس کو بھی سود کہتے ہیں) زیادتی کا قبول کرنا بغیر
شرط کے جائز ہے۔ کسی مقام خاص پر ادا کرنے کی شرط کرے تو لازم ہے جس چیز کی صفت
اور مقدار کا تعین ہو سکتا ہے اس کا قرض صحیح ہے۔ جو چیز قرض کی مثلی ہو اسکا
مثل قرض دار کے ذمہ ثابت ہوگا۔ غیر مثلی کی قیمت جو ادائی کے زمانہ میں ہو

لزم وكل ما ينضبط وصفه وقدره لا صح قرضه وذوات المثل تثبت في الذمة مثله وغيره قيمته وقت التسليم ولا يجب اعادة العين بدون اختيار المقترض ولا يتأجل الحال ويصح تعجيل المؤجل باسقاط بعضه ولو غاب الدائن وانقطع خبره وجب على المستدين نية القضاء والوصية به عند الموت فان جهل خبره مدة لا يعيش مثله اليها فعليه التسليم الى ورثته ومن فقدهم يتصدق به عنه والاولى دفعه للامام ولو اقتسم الشريكان الدين لم يجز ويصح بيع الدين بالحاضر وان كان اقل منه اذا كان من غير جنسه او لم يكن

لازم ہوگی۔ جو چیز قرض لی ہے اسی کو پھیر دینا واجب نہیں۔ بغیر اختیار مقترض کے (یعنی قرض لینے والے کا اختیار ہے چاہے وہی چیز پھیر دے) حال کا وعدہ کیا ہے تو اس کی مدت نہیں ہو سکتی۔ ادائی میں بعض قرض کو ساقط کر کے مدت مقررہ سے جلدی کرنا صحیح ہے۔ قرض دینے والا غائب ہو اور اس کی خبر معلوم نہ ہو تو قرض دار پر واجب ہے کہ ادائی کی نیت رکھے۔ اور مرتے وقت ادائی کی وصیت کرے پس اگر اس کی خبر مفقود ہی ہو جائے اور اتنی مدت گذر جائے کہ اس کے مثل (یعنی اس کے سن کا) آدمی نہیں جی سکتا تو اس کے وارثوں کو پہونچائے۔ وارث نہ ہوں تو اس کی طرف سے تصدق کرے اور بہتر یہ ہے کہ امام کے پاس پہونچا دے۔ دو شریک دین کو تقسیم کرنا چاہیں تو صحیح نہیں۔ (وصول دین) دین کو بیچنا کسی شے حاضر کے ساتھ اگرچہ وہ کم ہو صحیح ہے۔ بشرطیکہ وہ شے جنس قرض سے نہ ہو یا (قرض) سے بڑی نہ ہو اور دین کی بیع اس کے مثل کے دین کے ساتھ صحیح نہیں۔ اگر ذمی کوئی حرام چیز بیچ کر قرض ادا کرے تو مسلمان کو جس نے قرض دیا ہے لینا جائز ہے۔ اگر ذمی

ربویاً ولا البیع بدین مثله وللمسلم قبض ثمنه من ذمّی من ثمن ما باعه من محرمات
وبرسم الذمی بعد البیع استحق المطالبة ولیس للعبد الاستدانة بغیر اذن مولی فان
فعل تبع به بعد ان عتق والا سقط ولو اذن له لزمه دون مولاه وان اعتق وغرماء
المملوك کغرماء مولاه ولو اذن له فی التجارة فاستدان بها لزم مولاه وان کان
لغیرها تبع به بعد عتقه

الفصل الثانی فی الرهن

ولا بد فیه من الایجاب
والقبول من اهله وفی اشتراط القبض اشکال ویشترط فیه ان یکون عینا
مملوکة یمکن قبضه ویصح بیعه علی حق ثابت فی الذمة عینا کان او منفعة و

(شراب وغیرہ محرمات کی بیع کرے) جب مسلمان ہو تو (قیمت کے) مطالبہ کا مستحق ہو سکتا ہے
غلام وکنیز کو جائز نہیں کہ بغیر آقا کی اجازت کے قرض لے۔ اگر لے تو آزاد ہونے کے بعد
اس کی ادائی اس کے ذمے ہوگی آزاد نہ ہو تو قرض ساقط ہو جائے گا اور آقا اجازت
دے تو اس کی ادائی آقا پر لازم ہے۔ ہر چند مملوک آزاد ہو جائے۔ غلام وکنیز کے غریم
مثل غریم آقا کے ہیں (غریم وہ قرض خواہ جن کی ادائی قرض ان کے مال سے پوری
نہ ہو سکے پس ہر قرض خواہ پر نقصان عائد ہوگا) اگر غلام کو آقا تجارت کی اجازت
دے اور وہ تجارت کے لئے قرض لے تو اس کی ادائی آقا پر ہے اگر غلام تجارت کے
سوائے اور کسی کام کے لئے قرض لے تو آزاد ہونے کے بعد اسکی ادائی اس کے ذمہ متعلق
ہوگی۔ دوسری فصل رہن کے بیان میں ہے۔ رہن میں ایجاب قبول مکلف کے
ضروری ہیں اور قبضہ دلانے کی شرط میں اشکال ہے اور شرط ہے کہ (جس چیز کو رہن کہتے ہیں)
عین مال ہو ملکی ہو جس پر قبضہ ممکن ہو اور اس کی بیع صحیح ہو اور اس حق پر یہ رہن واقع ہو جو
راہن کے ذمہ ثابت ہو خواہ وہ عین ہو یا منفعت شے غیر ملکی کا رہن مالک کی اجازت پر

يقف رهن المملوك على الاجازة ولو مضى لزم في ملكه ويلزم من جهة الراهن و
رهن الحامل ليس رهناً للحمل وان تجدد وفوائد الرهن للمالك ورهن احد
الدينين ليس رهناً على الآخر ولو استدان آخر وجعل الرهن على الاول رهناً
عليهما صح وللولي رهن مال مصلحة المولى عليه وكل من الراهن والمرتهن ممنوع من
التصرف بغير اذن صاحبه ولو شرط وكالة المرتهن لم ينعزل ما دام حياً ولو اوصى اليه لزم
والرهانة موروثة والمرتهن امين لا يضمن بدون التعدي فيضمن به مثله
ان كان مثلياً والا فقيمته يوم القبض والقول قوله مع يمينه في قيمته و عدم

پر موقوف ہے اپنا اور غیر کا مال ملا کر رہن کرے تو اپنے مال میں لازم ہوگا، اور رہن راہن کیطرف
سے لازمی ہے۔ اگر حاملہ کو رہن رکھے تو حمل پر رہن نہیں ہوتا ہر چند رہن کے بعد حمل ہو۔ شئے
مرہونہ کا فائدہ مالک کے واسطے ہے۔ دو قرضوں میں سے ایک پر رہن رکھے تو وہ دوسرے پر نہ ہوگا
ہاں دوبارہ قرض لے کے قرض اول کے رہن کو دونوں پر قرار دے تو صحیح ہے۔ ولی کو جائز
ہے کہ جس کا ولی ہے اسکی مصلحت کیلئے اسکی چیز رہن رکھے۔ راہن و مرتہن دونوں کو شئے
مرہونہ میں تصرف بغیر ایک دوسرے کی اجازت کے جائز نہیں۔ اگر مرتہن کی وکالت
(رہن کے وقت) شرط کرے تو وہ جب تک زندہ ہے معزول نہ ہوگا (بشرطیکہ اس کی
زندگی تک فک رہن نہ ہو) اور اس کی طرف وصیت کرے تو لازم ہے۔ رہانت میراث
میں پہونچتی ہے۔ مرتہن مثل امین کے ہے۔ بغیر تعدی کے ضامن نہ ہوگا۔ اگر تعدی
کرے، اور شئے مرہونہ مثلی ہو تو مثل کا ضامن ہے۔ ورنہ جو قیمت کہ قبضہ کے وقت
تھی اس قیمت کا ضامن ہے قیمت میں اور عدم تفریط میں مرتہن کا قول با قسم
معتبر ہے نہ مقدار قرض میں۔ مرتہن دوسرے تو ماسے شئے مرہونہ کا زیادہ

بتفريط لا تقدر الدين وهو احق به من باقي الغرماء والفضل من الدين شارك
في فاضله والفضل من الرهن له دين بغير رهن تساوى الغرماء فيه والتصرف
المرتهن بدون اذن الراهن ضمن وعليه الاجرة ولو اذن الراهن في بيعه قبل
الاجل فبيع لم يتصرف في الثمن الا بعده ولو خاف جحود الوارث ولا بينة جاز
ان يستوفي من الرهن والقول قول المالك مع ادعاء الوديعة وادعاء الآخر
الرهن **الفصل الثالث في الحجر** واسبابه ستة الاول الصغر فالصغير
ممنوع من التصرف حتى البلوغ والرشد ويعلم الاول بالانبات او الاحتلام وبلوغ

حق دار ہے۔ اگر شے مرہونہ (کی قیمت) سے قرض زیادہ ہو تو اس زیادتی کے لئے مرتہن دوسرے
کے ساتھ شریک ہوگا۔ اگر شے مرہونہ قرض سے زیادہ ہو اور راہن بغیر قرض مرتہن اور بھی قرض رکھتا ہو
تو اور غرما اس زیادتی میں برابر ہیں۔ اگر مرتہن راہن کی بے اجازت شے مرہونہ میں تصرف
کرے تو ضامن ہے اور تصرف کی اجرت بھی دینی ہوگی۔ مدت معینہ سے پہلے راہن
شے مرہونہ کے بیچنے کی اجازت دے اور مرتہن بیچے تو اس کی قیمت میں جب تک
کہ مدت پوری نہ ہو تصرف نہیں کر سکتا۔ اگر مرتہن کو راہن کے مرنے کے بعد خوف
ہو کہ راہن کے ورثہ (قرض سے) انکار کریں گے اور اس کے پاس گواہ نہ ہو تو
اس صورت میں جائز ہے کہ شے مرہونہ سے اپنے قرض کی ادائی کرے۔ اگر مالک
دعویٰ کرے کہ یہ شے بطور امانت رکھوائی تھی اور دوسرا کہے کہ میرے پاس بطور رہن کی تھی تو مالک
کا قول مسموع ہے (با قسم) بشرطیکہ وجہ ثبوت نہ ہو۔ **تیسری فصل منع تصرف کے بیان میں** اس کے چھ
سبب ہیں۔ پہلا سبب طفولیت ہے پس بچہ بالغ اور رشید ہونے تک اپنے مال میں تصرف کرنے سے
منع کیا جائیگا۔ بلوغ کی علامت یہ ہے کہ موئے زہار اگیں یا احتلام ہو یا پندرہ برس کی عمر پوری ہو مرد

خمس عشرة سنة فی الذکر وتسع فی الانثی والثانی باصلاح ماله عند اختباره بحیث یسلم
من بنادیقه فصرفه علی وجه الملائم ولایزول الحجر بفقد حد وان صدق فی السن ثبت
فی رجل بشهادة امثالهم وفی نساء بشهادتهن او بشهادة رجل الثانی الجنون
فلا یصح تصرف مجنون الافی وقت افاقته الثالث السفه ویحجر علیه فی ما
خصه الرابع الرق فلا ینفذ تصرف مملوک بدون اذن مولاه ولو ملکه مولاه
شیئا یملکه علی الاصح الخامس المرض ویمضی وصیته فی ثلث خاصة و
منجزاته التبرع بها کذلک اذا مات فی مرضه السادس الفلس یحجر علیه

کیلئے اور عورت کیلئے نو برس، رشد کی پہچان یہ ہے کہ بوقت امتحان اپنی مال کی اس طرح اصلاح
کرے کہ وہ مال نقصانات سے محفوظ رہے اور اس شخص کا قول سن میں واقع ہوا اگر بلوغ اور رشد میں
یکے بھی مفقود ہو تو منع تصرف باطل نہ ہوگا ہر چند عمر بہت بڑھ جائے۔ مردوں کا بلوغ مردوں کی گواہی
سے ثابت ہوگا اور عورتوں کا بلوغ عورتوں یا مردوں کی گواہی سے ثابت ہو سکتا ہے
دوسرا سبب جنون ہے۔ پس دیوانے کا تصرف صحیح نہیں مگر جنون سے افاقہ کے
وقتوں میں صحیح ہے۔ تیسرا سبب سفاہت ہے (یعنی حمق و نادانی) پس سفیہ کو یعنی
اس شخص کو جو اپنے نفع و ضرر کو نہ پہچان سکے، فقد و مال کے تصرف سے منع کر دینا
درست ہو سکے، چوتھا سبب مملوکیت ہے۔ پس غلام و کنیز کا تصرف
آقا کی بے اجازت جاری نہ ہوگا۔ اور اگر غلام و کنیز کو آقا کسی چیز کا مالک بھی کر دے
تو بموافق مذہب صحیح مالک نہیں ہو سکتے۔ پانچواں سبب مرض ہے۔ پس بیمار کی
وصیت مال کے فقط تیسرے حصہ میں جاری ہوگی اور اس کے منجزات تبرعی یعنی
ہبہ و صدقہ وغیرہ بھی اسی طرح پر ہیں بشرطیکہ اسی بیماری میں مرجائے۔ چھٹا سبب

بشروط اربعة ثبوت ديونه عند الحاكم وحلولها وقصور امواله عنها ومطالبة
اربابها واذا حجر عليه الحاكم بطل تصرفه في ماله ما دام الحجر باقيا فلو اقترض بعده
او اشترى في الذمة لم يشارك المقرض والبائع الغرماء ولو اتلف مال غيره
شارك صاحبه وكذا لو اقر بدين سابق ولو اقر بعين قيل تدفع الى المقر له
وله اجازة بيع خيار وفسخه ومن وجد عين ماله كان له اخذه دون
غرمائه وان لم يكن سواه ولو خلطها بالمساوي او بالادون ولا فضرب
مع الغرماء ولا اختصاص في مال الميت مع قصور التركة ويحجر

مفلسی ہے پس مفلس چار شرطوں سے اپنے مال کے تصرف سے منع کیا جائیگا۔ اول یہ کہ
قرضوں کا ثبوت حاکم شرع کے پاس ہو۔ دوسرے یہ کہ ادائی کا وقت پہونچ جائے۔
تیسرے یہ کہ اس کا مال ادائی کے لئے کافی نہ ہو۔ چوتھے یہ کہ قرضخواہ منع تصرف
قرضدار کی درخواست کریں جب مفلس کو حاکم تصرف سے منع کرے تو جب تک وہ
منع باقی ہے تب تک مفلس کا تصرف اپنے مال میں باطل ہے پس اگر پھر کسی سے
قرض لے یا کوئی شے ادھار مول لے تو یہ قرض دینے والا اور بائع پہلے غریموں میں
شریک نہ ہوں گے (غریم وہ قرضخواہ ہیں جن کی ادائی میں قرضدار کا مال کافی نہو)
ہاں اگر کسی کا مال تلف کردے تو صاحب مال شریک ہو جائیگا۔ اور اسی طرح کسی کے
پہلے قرض کا جو منع تصرف سے پہلے کا ہو اقرار کرے تو وہ بھی شریک ہوگا اگر
کسی کے عین مال کا اقرار کرے تو بعض علماء نے کہا ہے کہ وہ مال صاحب مال کو
دیدیا جائیگا۔ مفلس کو جائز ہے کہ بیع خیار کی اجازت دے یا اسے فسخ کرے یعنی مفلس نے
بشرط خیار کوئی شے مول لی تھی اب بعد منع تصرف ہو سکتا ہے کہ وہ شے رکھ لے یا

و لبیض بالزرع ولا استفراغ عن الاختصاص و للشفیع اخذ الشفعة ویضرب

بابیه مع نظرائه مسائل الاولیٰ لو افلس بثمن ام الولد بیعت او اخذ

بیع الثانیة لا تحل مطالبة المعسر ولا الزامه بالتکسب لابیع دار سکناه و

لا عبد خدمته الثالثة لا یحل بالحجر الدین مؤجل ولو مات من علیه الدین

حل ولا یحل بموت صاحبه الرابعة ینفق علیه من ماله الیٰ یوم القسمة وعلیٰ

عیاله ولو مات قدم الکفن الخامسة یقسم المال علی الدیون الحالة بالتقسیط

ولو ظهر دین حال بعد القسمة نقضت وشارکهم و مع القسمة یطلق ویزول

پھیر لے۔ اگر کوئی شخص اپنا عین مال مفلس کے پاس پائے تو اسے جائز ہے وہ مال پھیر لے

مگر فقط وہی لے، نہ کہ اس کی زیادتی کو۔ ہر چند بغیر اس مال کے مفلس کے پاس کچھ نہ ہو اور

ہر چند اس مال کو اس کے برابر کے یا کم قیمت کے مال میں ملا دے۔ اگر اس سے بہتر مال میں

ملا دے تو صاحب مال دوسرے غریموں کے ساتھ شریک ہوگا۔ اگر میت کا ترکہ دیون سے کم

کم ہو تو اس میں کسی صاحب عین مال کی خصوصیت نہیں۔ تخم اور انڈے زراعت کے

سبب اور مرغی کے نیچے رکھنے کے سبب خصوصیت سے خارج ہیں (یعنی محجور علیہ نے تخم

مول لے کر زراعت کی تھی تو صاحب مال جس نے تخم بیچا تھا وہ عین تخم نہیں

لے سکتا بلکہ اور غرما کے ساتھ شریک ہوگا) صاحب شفع کو اپنا حصہ لینا جائز ہے اور

بائع غرما کا شریک ہے۔ یہاں مسائل ہیں۔ پہلا مسئلہ اگر ام ولد کی قیمت نہیں

دے سکتا ہو تو وہ فروخت کی جائے گی یا بائع پھیر لے گا (ام ولد وہ کنیز ہے جو آقا

سے فرزند رکھتی ہو)۔ دوسرا مسئلہ اگر کوئی مفلس ہو جائے تو اس سے ادائے دین

کا مطالبہ نہیں ہو سکتا اور نہ اس کو کسب کرنے کے لئے یا رہنے کا مکان یا خدمتی

الحجر بالاداء السادسة الولاية في مال الطفل والمجنون للاب ثم الجد
له فان فقد فللوصي فان فقد فللحاكم وفي مال السفيه والمفلس يحكم
خاتمة الفصل الرابع في الضمان وانما يصح اذا صدر عن اهله ولابد
من رضا الضامن والمضمون له ويبرأ المضمون عنه وان انكره وينتقل
المال الى الضامن ان كان مليا او علم المضمون له باعساره وقت الضمان صح و
الا كان له الفسخ ويصح مؤجلا وان كان الدين حالا وبالعكس ويرجع الضامن على
المضمون عنه بما اداه اذا ضمن بسؤاله ولا يشترط العلم بمقدار الدين ويلزمه ما يقوم

غلام و کنیز بیچنے کے لئے مجبور کرسکتا ہے تیسرا مسئلہ اگر کسی کا قرض ایک مدت معینہ
کے بعد ادا کرنے کا ہو تو بسبب منع تصرف کے مدت ختم ہونے تک وقت ادائی
نہیں آتا۔ ہاں قرضدار مر جائے تو وقت ادائی آجائیگا۔ اور قرض خواہ اگر تو نہیں
چوتھا مسئلہ شخص ممنوع التصرف اور اس کے عیب ہائے تصرف کیلئے تقسیم مال تک سکو
مہلت دیا جائیگا۔ اور وہ شخص مر جائے تو خریدار (کشتی) مقدم ہے پانچواں مسئلہ
ہر دین کی نسبت مال کے حصے کر کے ان قرضوں کی ادائی میں تقسیم کرنا جتنا وعدہ پورا
ہوگیا ہو۔ اگر تقسیم کے بعد ظاہر ہو کہ ایک اور دین کا وعدہ پورا ہوگیا ہے تو تقسیم
سابق ٹوٹ جائیگی اور یہ بھی شریک کیا جائیگا۔ تقسیم کے بعد ممنوع التصرف مختار
ہو جائیگا اور خود قرض ادا کرے تو ممانعت زائل ہو جائیگی چھٹا مسئلہ طفل اور دیوانے
کے مال میں باپ اور دادا کو ولایت حاصل ہے اگر یہ نہ ہوں تو وصی ولی ہے اور
سفیہ و مفلس کے مال میں فقط حاکم شرع ولی ہے چوتھی فصل ضمانت کے بیان میں ہے ضمانت
اس شخص سے صحیح ہے جو لائق ضمانت ہو یعنی بالغ و عاقل اور ضامن اور مضمون لہ کی

له بينة خاصة ولو ضمن المملوك بغير اذن مولاه تبع به بعد العتق ولا بد في
الحق من ثبوته سواء كان لازما او آئلا اليه ولو ضمن عهدة الثمن لزمه مع
بطلان البيع لا مع تجدد فسخه او الحوالة فيشترط فيها رضاء ثلثة ولا يجب
قبولها ومعه يبرأ مديونه المحيل فينتقل المال في ذمة المحال عليه ان كان ملياً
وتم به عسا مرده الا في نفسه ولو طلب المحال عليه بما اداه فادعى المحيل ثبوته في
ذمته فالقول قول المحال عليه مع يمينه ولو احال المشتري بالثمن ثم فسخ بطلت
حوالة على اشكال ويرجع المشتري على البائع مع قبضه ولو احال بائعه اجنبياً ثم فسخ

رضامندی ضروری ہے مضمون لہ وہ ہے جو ضمانت کا طالب ہے۔ اور مضمون عنہ یعنی جسکی
طرف سے ضمانت کیجاتی ہے، بری ہو جائیگا جبکہ ضمانت دینے سے انکار کرے اور
ضامن کے ذمے میں منتقل ہوگا پس اگر ضامن مالدار ہو یا مضمون لہ بوقت ضمانت
ضامن کی تنگدستی سے واقف ہو تو ضمانت صحیح ہے ورنہ مضمون لہ فسخ کرسکتا ہے ادائگی کے
لئے ایک مدت مقرر کرکے ضمانت دینا بھی صحیح ہے۔ اگرچہ دین فوراً ادا کرنے کا ہو اور اس کا
عکس بھی جائز ہے، ضامن جو چیز ادا کرے وہ مضمون عنہ سے لے بشرطیکہ اسکی خواہش سے
ضمانت کی ہو جس مال کی ضمانت کیجاتی ہے اس مال کی مقدار کا علم ضروری نہیں جسقدر کہ گواہوں
سے ثابت ہوگا اسکی ادائی لازم ہوگی۔ اگر مملوک آقا کی بے اجازت کسی کا ضامن ہو تو
آزاد ہونے کے بعد ذمہ دار ہوگا جس حق کی ضمانت کیجاتی ہے اس حق کا ثبوت ضروری ہے
خواہ وہ حق لازم ہو یا مضمون عنہ کی طرف راجع ہو۔ اگر بائع کی طرف سے قیمت
کی ضامن ہو اور بیع خود بخود کسی سبب شرعی سے باطل ہو جائے تو قیمت دینا لازم ہو
(جیسے وہ مال غصبی ثابت ہو) اگر مشتری فسخ کرے تو لازم نہیں اور حوالہ میں تین شخصوں کی

ثم تبطل الحوالة ولو بطل البيع بطلت فيهما وفاقاً الكفالة تشترط فيها رضاء
الكفيل والمكفول له خاصة وفي شرط الاجل قولان وتعيين مكفول عنه لا
دفع مكفول او وعده من حق غريمه من بدنه فيلزم عادته وتعاطيه وكان
قد لا دفع او ابينه ونوى المكفول ودفعه الكفيل او سلم نفسه او ابرء مكفول له
برئ بالكفيل ولو عين موضع التسليم لزم ولا انصرف الى بلد بكفيه الاوصل
الى الحبس في صلح وهو حبس بزعمه لاقرار فلا انكار لا مانع حزنه وبعكسه مع
علم المصطحبين بمقدار وجه بعض دينا او عينا او يبطل الابرضاهما او ستحق

رضا مندی ضروری ہے اور دل محیل یعنی مدیون حوالے کرنیوالا دوسرے محال علیہ یعنی جس پر حوالہ
کیا گیا ہے۔ تیسرے محتال یعنی قرضخواہ طالب حوالہ، حوالے کا قبول کرنا واجب نہیں اگر
قبول کرے تو دین کا ادا کرنا لازم ہوگا اور محیل بری ہو جائیگا۔ اگر محال علیہ مفلس مرے
یا اسکی تنگدستی کا علم محتال کو ہو تو وہ مال کا ذمہ دار ہوگا۔ ورنہ محتال کو فسخ جائز ہے یعنی محال
علیہ جو شے ادا کرے وہ محیل سے لے۔ اگر محیل دعوی کرے کہ وہ شے محال علیہ کے ذمہ میں تھی
تو محال علیہ کا قول با قسم معتبر ہے (بشرطیکہ مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں) اگر مشتری کسی پر
قیمت کا حوالہ کرے پھر بیع فسخ کر دے تو حوالہ باطل ہوگا۔ اسمیں اشکال ہے۔ اگر بائع
محال علیہ سے قیمت وصول کرے تو مشتری بائع سے وصول کرکے محال علیہ کو پہنچائے۔ اگر بائع
کسی اجنبی کو حوالہ کرے کہ مشتری سے قیمت وصول کرے اور پھر بیع کو فسخ کر دے تو حوالہ باطل نہ ہوگا
لیکن اگر بیع خود باطل ہو تو ان دونوں صورتوں میں حوالہ باطل ہوگا (بلا اشکال) اور کفالت
میں فقط کفیل اور مکفول لہ کی رضا مندی ضروری ہے مدت کے مشروط ہونے میں دو قول ہیں مکفول کا
معین کرنا ضروری ہے (مکفول وہ جس کی طرف سے کفالت کی گئی ہے) کافل (یعنی کفیل) پر

حد عوضين و صح الشريكان على أن لأحدهما الربح و يخسر و للآخر رأس
ماله ولو ادعى احدهما درهمين في يده و آخر احدهما اعطى الأول درهما ونصف
و للآخر نصف درهم ولو اودع احدهما درهمين و الآخر ثالثا و تلف
احدهما بغير تفريط و واشتبه الثوبان بيعا وقسم الثمن على نسبة رأس مالهما و
ليس هذا صلحا اقرارا بخلاف ما اذا قال بعني او ملكني او هبني واجلني او
قضيت وابرأت **الفصل السادس في الاقرار** هو خبر عن حق سابق
ولا يختص لفظا و يصح بالاشارة المعلومة و بقول نعم و اجل في جواب

واجب ہے کہ شخص مکفول کو یا اس شئے کو جو مکفول کے ذمہ ہے پہنچا دے اگر کوئی زبردستی سے
کسی مدیون کو قرضخواہ کے ہاتھ سے چھڑا لے تو لازم ہے کہ اسے پھیر لائے یا جو چیز اس کے ذمہ
ادا کرے اگر قاتل کو رہا کر دے تو اسے پھیر لائے یا خون بہا ادا کرے۔ اگر مکفول مرجائے یا کفیل
پہونچا دے یا خود مکفول اپنے تئیں سپرد کر دے یا مکفول لہ بری الذمہ کر دے تو کفیل بری ہوجائیگا۔
اگر کفیل و مکفول لہ سپرد کرنے کیلئے ایک مدت مقرر کریں تو لازم ہے ورنہ جس بستی میں
کفالت ہوئی ہو وہیں پہونچائے **پانچویں فصل** صلح کے بیان میں ہے۔ اقرار و انکار
میں صلح جائز ہے مگر ایسی صلح جائز نہیں جو حرام کو حلال ٹھہرائے یا حلال کو حرام۔ خود
صلح کرنیوالے مقدار سے واقف ہوں یا نہ ہوں خواہ دین ہو یا عین بغیر دونوں کی رضامندی
کے صلح باطل نہیں ہوتی۔ یہ دونوں صورتیں ہیں کہ کوئی مال غصبی ثابت ہو اور ایک عوض وہ چیز لائے کم
دوسرے عوض وہ چیز صحیح ہوتی ہے۔ اگر دو شریک اس امر پر صلح کریں کہ ایک کیلئے نفع اور
نقصان ہو اور دوسرے کیواسطے فقط اصل مال تو صحیح ہے۔ اگر دو شخصوں کے قبضے میں دو درہم
ہوں ایک دعوی کرے کہ دونوں میرے ہیں دوسرا کہے کہ ایک میرا تو پہلے کو ڈیڑھ درہم دیں، اور

عليك كذا فهو اقرار وكذا بلى عقيب اليس عليك كذا بخلاف نعم ولو قال
لا مقر فليس باقرار الا ان يقول به ولو علقه بشرط بطل ولو قال
ان شهد فلان فهو صادق لزمه وان لم يشهد ويتردد في المقر بكيفية
وحرية ويثبت الحد بالاقرار بعد العتق وفي المقر به الحد انه
اقر لعبد فهو لمولاه ولو قال له علي مال فان فسره بما يملك قبل و
لو لم يفسره حبس عليه ولو قال له عندي درهم قبل تفسيره لا لغيره وقال له ثلثة
دراهم ومائة وعشرون درهما فالجميع دراهم ولو قال كذا درهما فعشرون ولو قال

دوسرے کو آدھا۔ اگر ایک شخص دو درہموں کا دعوی کرے اور دوسرا ایک تیسرے درہم کا اور
ان درہموں سے ایک بغیر تفریط تلف ہو جائے تو یہی حکم ہے یعنی دو درہم کے مدعی کو ڈیڑھ
درہم اور دوسرے کو آدھا درہم دیں اگر دو کپڑے مشتبہ ہوں تو دونوں کو بیچکے ہر ایک مال
کے موافق ہر ایک کو دیں۔ صلح چاہنے سے کسی دین کا اقرار نہیں ہو جاتا بخلاف اسکے کہ کہے کہ
فلاں چیز میرے ہاتھ فروخت کر یا مجھے اسکا مالک کردے یا بخشدے یا اسکی ادائی میں مہلت
دے یا میں نے ادا کردیا ہے یا تونے بری کردیا ہے ان صورتوں میں اس چیز کا اقرار ہے۔

چھٹی فصل اقرار کے بیان میں ہے۔ حق سابق سے خبر دینے کو اقرار کہتے ہیں اقرار میں
زبان سے کہنے کی تخصیص نہیں بلکہ اشارہ معلومہ بھی صحیح ہے۔ اگر کوئی پوچھے الی علیک
کذا (یعنی کیا فلاں چیز تیرے ذمے ہے) تو وہ کہے نعم یا جیر (یعنی ہاں) تو یہ اقرار ہے
اسی طرح الیس علیک کذا کے جواب میں بلی کہنے سے اقرار ہوتا ہے بخلاف نعم کے اگر کوئی فقط
نامقر کہے تو اقرار نہیں ہاں اگر نامقر بہ کہے تو اقرار ہے اگر اقرار کو کسی شرط پر معلق کرے تو
باطل ہے اگر کہے کہ فلاں شخص گواہی دے تو سچا ہے اس صورت میں اقرار ثابت ہوگا

كذا درهم فثلاثة وقال كذا كذا درهما فاحد عشر وكذا وكذا درهما فاحد وعشرون
هذا مع معرفته ولا قدر تفسيره وقال ماله مؤجلة او من ثمن خمر او
مبيع لم تقبضه واتبعت لخير فالقول قول بغيره مع يمين يحكم بما يعى
الاستثناء متصل والمنفصل ويسقط بقدر رقيته المنفصل وقال
عشرة الا تسعة الا ثلاثة لزم اربعة ووجه بطلان الاستثناء في درهم درهم
الا درهما ولو قال عشرة الا خمسة الا ثلثة لزمه ثمانية وقال عشرة بفصل حد
لم يقبل وقال هذا الفلان بن فلان كان بلاد وغيره بنى بقيمته ويرجع

ہر چند وہ گونگا ہی نہ اور شرط ہے کہ اقرار کرنے والا مکلف اور آزاد ہو۔ اگر غلام کسی
دین کا اقرار کرے تو آزاد ہونے کے بعد ادا کرنا لازم ہوگا جس کیلئے اقرار کیا جاتا ہے
ضروری ہے کہ وہ مالک ہونے کی لیاقت رکھتا ہو۔ اگر کسی غلام کے واسطے اقرار کرے
تو اسکے آقا کا مال ہے۔ اگر کوئی کہے کہ فلاں شخص کا مال میرے ذمے ہے پھر ایسا مال بیان کرے جو
ملکیت میں آسکتا ہو تو وہ قبول کیا جائیگا۔ اگرچہ کم ہو اور بیان نہ کرے تو قید کیا جائیگا
اگر کہے الف ودرہم پھر الف کی جو تفسیر کرے قبول کی جائیگی (جیسے کہے ہزار پیسے) اگر
کہے الف وثلثة دراہم یا کہے مائة وعشرون درہما تو کل درہم ہیں اس لیے کہ لفظ
اخیر کی تمیز سب کو شامل ہے۔ اگر کہے کذا درہما تو وہ بیس درہم ہیں اس لئے کہ اقل عدد
مفرد جسکی تمیز منصوب ہے وہ عشرون ہے، اگر کہے کذا درہم تو وہ سو ہیں اس لئے کہ
کم سے کم عدد جسکی تمیز مفرد مجرور ہوتی ہے مائة ہے، اگر کہے کذا کذا درہما تو وہ گیارہ ہیں
اگر کہے کذا وکذا درہما تو وہ اکیس ہیں یہ مقرر اسوقت ہے کہ اقرار کرنیوالا عربیت سے
واقف ہو ورنہ خود وہ تعداد بیان کرے اگر کہے ایک سو میرے ذمے ہیں اپنی مدت

في مقدار الوزن والكيل الى عادة البلد مع يمينه في تفسيره ويؤاخذ بالمعروف
لم يدخل الظرف ولو قال قفيز حنطة بل قفيزان شعير لزماه قفيزان ولو قال قفيز حنطة
قفيزان لزمه اثنان ولو قال اذا جاء راس الشهر فله علي كذا او بالعكس لزمه
في الحال ان قدم زيد او بدرهم الجمعة حمل على ثلاثة ولو بدرهم مقرونة لزمه ليتا فان دين قبل
ولو دعاها الاخر كان خصمين في اليمين على درهم العلة ولو بدرهم مغربية ثم عين نكر
لقوله ينتزع عنه الحاكم واقر في يده بعد يمينه ولو انكر مقرله باعتداق انجح
يتوق وفيه نظر ولو ادعى المواطاة على الاشهاد كان له احلاف مس ئل لاو

یا کہے شراب کی قیمت ہے یا کہے کہ ایسے مال کی قیمت ہے جس پر میرا قبضہ نہیں ہوا ہے
کہ میں نے بیع فسخ کر دی تھی تو اس صورت میں نقصان اٹھانے والے کا یعنی مقر لہ کا قول باقسم
معتبر ہے اگر اقرار کے بعد استثنار کرے تو بعد استثنار جو باقی ہے اس کا حکم ہوگا خواہ استثنا
متصل ہو یا منفصل اگر منفصل ہو تو اس کی قیمت کے موافق ساقط ہوگا۔ اگر کہے عشرۃ
الا ثلثۃ الا ثنۃ تو چار لازم ہوں گے اگر کہے کہ درہم و درہم الا درہما تو یہ استثنا باطل
ہے اگر کہے عشرۃ الا خمسۃ الا ثلثۃ تو آٹھ لازم ہیں اگر کہے عشرۃ بنقص واحد تو
مقبول ہوگا اگر کہے یہ مال فلاں کا نہیں بلکہ فلاں کا ہو وہ مال شخص اول کو دے دوسرے کو
اس کی قیمت دے روپے اشرفی میں اور تولے یا چاندی میں بستی کا اعتبار ہوگا۔ اگر کسی بستی میں نوٹ
وغیرہ کسی طرح کے ہوں تو مقر کے بیان کا اعتبار ہوگا۔ اگر مظروف کا اقرار کرے تو
ظرف داخل نہیں اگر کہے کہ ایک پیمانہ گیہوں ہیں بلکہ ایک پیمانہ جو تو دونوں لازم ہوں گے
اگر کہے ایک پیمانہ گیہوں بلکہ دو پیمانے تو دو لازم ہیں اگر کہے کہ جب مہینہ شروع ہو تو
فلاں شخص کے مجھ پر ہزار ہیں یا برعکس کہے یعنی مجھ پر ہزار ہیں اگر مہینہ شروع ہو تو

يشترط في الاقرار بالولد امكان البنوة وجهالة نسبه وعدم منازع ولا يشترط تصديق
الصغير ولا يلتفت الى انكاره بعد بلوغه ويشترط في الكبير وفي غير الولد مع
تصديق غير الولد ولا وارث يتوارثان ولا يتعدى التوارث الى غيرهما
ولو كان له ورثة مشهورون لم يقبل في النسب الثانية لو اقر الوارث باولى
منه دفع ما في يده اليه ولو كان مساويا دفع بنسبة نصيبه من الاصل ولو
اقر باثنين فتناكرا لم يلتفت الى تناكرهما ولو اقر باولى منه ثم باولى من المقر له
فان صدقه دفع الى الثالث والا الى الثاني ويغرم للثالث ولو اقر بولد

لازم ہوں گے بخلاف اس کے کہ اگر کہے گر زید آئے (تو مجھ پر ہزار درہم ہیں) اگر جمع کو
مبہم بیان کرے تو کم پر محمول ہوگا جیسے عربی میں کہے دراہم تو تین مراد ہوں گے اگر
اردو میں کہے اشرفیاں تو دو لازم ہوں گی۔ اگر مقرلہ کو چھپائے تو ظاہر کرنا لازم ہوگا
پس جب کسی کو مقرر کرے تو مان لیا جائے۔ اگر دوسرا شخص دعویٰ کرے تو مدعی و مدعا علیہ
اور مقر علم پر قسم کھائیگا۔ اور جس چیز کا اقرار کیا ہے اسے مبہم رکھے پھر ظاہر کرے اور مقر
لہ اس کا انکار کرے تو حاکم کو چاہیے کہ وہ چیز اپنے پاس رکھے یا قسم لے کر مقر کے پاس
رہنے دے۔ اگر مقرلہ غلام کا انکار کرے تو شیخ ابو جعفر طوسیؒ نے فرمایا ہے کہ وہ غلام آزاد
کیا جائے۔ یہ مسئلہ غور طلب ہے۔ اگر کسی شے کو بیچکر قیمت لینے کا اقرار کرکے دعویٰ
کرے کہ موافقت اور عادت سے اقرار کیا درحقیقت نہیں لی ہے تو اسے پہونچتا ہے
کہ مشتری سے قسم لے۔ یہاں مسائل ہیں۔ پہلا مسئلہ۔ فرزند کے اقرار میں
شرط ہے کہ ابنیت ممکن ہو اور وہ مجہول النسب ہو اور کوئی پھر نزاع کرنے والا نہ ہو۔ اگر
وہ نابالغ ہو تو اس کی تصدیق ضروری نہیں، بلوغ کے بعد اس کے انکار کا اعتبار نہیں

ثم اقر بثالث وانکر الثالث الثانی کان للثالث النصف وبمثل نسبہ من ولاوت
اثبت ولوکانا معلومی النسب لم یلتفت فی انکارہ الثلثۃ یثبت النسب بشہادۃ
عدلین لابرجل وامرأتین ولابرجل ویمین ولو شہد الاخوان بابن یثبت
وکان عدلین کان وولی منہما ویثبت النسب وکن فی ستین یثبت المیراث
دون النسب **الفصل السابع فی الوکالۃ** ولابد فیہا من الایجاب والقبول
وان کان فعلا او متاخرا والتنجیز وہی جائزۃ من الطرفین ولو عزلہ الموکل بطل
التصرف مع علمہ بالعزل وتبطل بالموت والجنون والاغماء وتلف متعلقہ

اگر وہ بالغ ہو، اس کی تصدیق ضروری ہے۔ فرزند کے سوائے اور قربا کے اقرار میں بھی
ضروری ہے کہ وہ تصدیق کریں جب کوئی شخص بغیر فرزندی کے کسی کی اور قرابت کا
اقرار کرے اور وہ غیر فرزند قرابت کی تصدیق کرے اور دوسرا وارث نہ ہو، تو
دونوں باہم وارث ہوں گے، مگر یہ توارث ان دونوں کے سوا اوروں کی
طرف نہ پھیلے گا۔ اگر مقر کے ورثہ مشہور ہوں تو پھر نسب میں اقرار مقبول نہیں۔
دوسرا مسئلہ اگر وارث اقرار کرے کہ فلاں مجھ سے اولی ہے تو جو اسکو میراث
ملی ہے وہ اس اولی کو دیا جائیگا اگر مقر لہ مساوی ہو تو اس کے حصے کے موافق
اسے بھی اصل ترکے سے دیا جائے گا اگر ایک شخص وارث دوسرے دو وارثوں کا اقرار کرے
اور وہ دو آپس میں ایک دوسرے کا انکار کریں تو وہ انکار معتبر نہیں۔ اگر کوئی اپنے
سے اولی کا اقرار کرے پھر اس سے اولی کا اقرار کرے پس اگر دوسرا اسکی تصدیق کرے
تو کل مال اس تیسرے کو دیں ورنہ دوسرے کو دیں اور تیسرے کو مقر اپنی ذات سے تاوان
دیگا۔ اگر کسی کا فرزند دوسرے فرزند کا اقرار کرے پھر یہ دونوں تیسرے کا اقرار

وفعل موکله وتصرفها لا يتعلق غرض الشارع بوقوعه من مباشر ولا يتعدى الوكيل

المأذون إلا في تخصيص سوق ويعم في تعميم المصلحة إلا في الإقرار والطلاق

ويقتضي البيع حالاً بثمن المثل بنقد البلد أو البيع الصحيح وتسليم

المبيع في البيع وتسليم الثمن في الشراء والرد بالعيب ولا يقتضي وكالة الخصومة

القبض ويشترط أهلية التصرف فيهما والحرية ولو وكل عبد أو وكل بإذن

مولاه صح ولا يوكل الوكيل بغير إذنه وللحاكم التوكيل عن السفهاء والبله و

يستحب لذوي المروات التوكيل ولا يتوكل الذمي على المسلم ولا يضمن الوكيل

کریں۔ اور تیسرا دوسرے کا انکار کرے تو تیسرے کو نصف مال ملے گا اور دوسرے کو

چھٹا حصہ اور پہلے کو تیسرا حصہ۔ اگر دونوں معلوم النسب ہوں تو تیسرے کے انکار کا اعتبار

نہیں۔ تیسرا مسئلہ دو مرد عادل کی گواہی سے نسب ثابت ہوتا ہے نیز ایک

مرد اور دو عورتوں سے اور نہ ایک مرد اور قسم سے۔ اگر میت کے دو بھائی گواہی دیں

کہ میت کا ایک فرزند ہے اور وہ دونوں عادل ہوں تو وہ فرزند میراث میں ان

دونوں سے اولیٰ ہے اور اس کا نسب بھی ثابت ہوگا۔ اگر فاسق ہوں تو وہ فرزند فقط میراث

لیگا مگر نسب ثابت نہ ہوگا۔ ساتویں فصل وکالت کے بیان میں ہے۔ وکالت میں

ایجاب و قبول شرط ہے ہر چند قبول فعلی ہو یعنی کام شروع کر دے یا قبول دیر سے ہو اور

جاری کرنا بھی شرط ہے (یعنی وکالت کو کسی امر متوقع پر مشروط نہ کرے) یہ عقد (یعنی معاملہ

وکالت) دونوں طرف سے بطور جواز کے ہے یعنی وکیل و موکل ہر ایک فسخ کر سکتا ہے اگر وکیل

کو موکل معزول کرے تو پھر وکیل کا تصرف باطل ہے بشرطیکہ معزولی سے وکیل واقف ہو

موت اور جنون اور بیہوشی سے وکالت باطل ہوتی ہے اور وکالت کے متعلق شے تلف ہونے

الا بتعد او تفریط ولا یبطل وکالته به والقول قوله مع الیمین وعدم البینة فی
عدمه وفی العزل والعلم به والتلف والتصرف وفی الرد قولان والقول قول
منکر الوکالة وقول الموکل لو ادعی الوکیل الاذن فی البیع بثمن معین فان وجدت
العین استعیدت وان فقدت او تعذرت فالمثل او القیمة ان لم یکن مثلیا ولو
زوجه فانکر الموکل الوکالة حلف وعلی الوکیل المهر وقیل نصفه ویجب علی
الموکل طلاقها مع کذبه ولو وکل اثنین لم یکن لاحدهما الانفراد بالتصرف
الا ان یاذن لهما ولا یثبت بشاهدین عدلین ولو اخر الوکیل التسلیم مع القدرة

سے (جیسے کسی عورت سے نکاح کرنے کیلئے وکیل کیا اور وہ عورت مرگئی) اور موکل خود وہ کام کرنے
سے بھی وکالت باطل ہوتی ہے ایسے جملہ امور میں وکالت صحیح ہے جنہیں بذاتِ خود بجا لانے کا حکم
شارع سے نہ ہوا۔ اجازت سے زیادہ وکیل کام نہیں کرسکتا مگر بازار کی تخصیص میں (جیسے موکل
کہا کہ یہ اتنی قیمت پر فلاں بازار میں فروخت کر وکیل اتنی قیمت پر دوسرے بازار میں بیچ سکتا
ہے) اگر موکل وکیل کے تصرف کو عام کر دے تو با مصلحت صحیح ہے مگر اقرار میں صحیح نہیں (بیع
کی وکالت میں کچھ شرط نہ کرے تو اس امر کی مقتضی ہے کہ قیمت مثل سے اور سکہ بلد سے نقد
بیچے اور درست چیز مول لے بیع میں بیچی ہوئی شے مشتری کو تسلیم کر دے اور خریدنے
میں قیمت بائع کو تسلیم کرے اور عیب دار ہو تو پھیر دے کسی جگہ کی حکومت کی وکالت اس
امر کی مقتضی نہیں کہ اس پر قبضہ کرے۔ موکل اور وکیل میں تصرف کی اہلیت (یعنی مکلف ہونا
اور آزاد ہونا) شرط ہے۔ اگر غلام مولی کی اجازت سے وکیل ہو یا وکیل کرے تو صحیح ہے
موکل کی بے اجازت وکیل کسی دوسرے کو وکیل نہیں کرسکتا۔ حاکم شرع کو جائز ہے کہ
سفیہوں اور احمقوں کی طرف سے وکیل کرے اور جو صاحب مروت (یعنی شرفاء قوم) ہیں

والمحاباة ضمن **کتاب الهبات** وتوابعها وفيه فصول **الفصل الأول** في الهبة انما تصح في الاعيان المملوكة وان كانت مشاعة بايجاب و
قبول وقبض من المكلف الحر ولو وهب ما في ذمته كان ابراءً ويشترط في القبض
اذن الواهب لا ان يهب ما في يده وللاب والجد ولاية القبول والقبض عن
الصغير والمجنون ويبطل الرجوع بعد الاقباض ان كانت لذي الرحم او بعد التلف
او التعويض وفي التصرف خلاف وقيل الزوجان كالرحم وله الرجوع في غير ذلك فان
عاب فلا ارش وان زادت زيادة متصلة تبعت والا فللموهوب له ومسائل

انہیں سنت ہے کہ اپنے اکاروبار میں وکیل کریں مسلمان مدعی علیہ ہو تو مدعی کے طرف سے کافر
ذمی وکیل نہیں ہو سکتا۔ اور وکیل بغیر تعدی یا تفریط ضامن نہیں۔ وکالت تعدی و
تفریط سے باطل نہیں ہوتی۔ تفریط نہ کرنے میں وکیل کا قول بالقسم معتبر ہے بشرطیکہ
بینہ نہ ہو۔ اور معزول میں اور اس کی اطلاع میں اختلاف ہوتے ہیں۔ در تصرف میں بھی
وکیل کا قول بقسم و عدم بینہ مقبول ہے مؤکل کو مال پھیر دینے میں نزاع ہو تو اسکے حکم میں
دو قول ہیں منکر وکالت کا قول انکار وکالت میں مسموع ہے اگر وکیل دعویٰ کرے کہ بیع کی
اجازت بقیمت معینہ مؤکل نے دی ہے اس صورت میں مؤکل کا قول معتبر ہے پس اگر عین مال موجود
ہو تو وکیل سے پھیر لے۔ اگر مفقود ہو یا پھیرنا متعذر ہو تو ویسی ہی دوسری شے لے اگر وہ
شے مثلی نہ ہو تو قیمت لے۔ اگر وکیل مؤکل کو کسی سے تزویج کرے پھر مؤکل وکیل کرنے کا
انکار کرے تو مؤکل کو قسم کھلائیں اور وکیل سے مہر لیں۔ بعض نے آدھا مہر کہا ہے اور حقیقت
میں مؤکل جھوٹا ہو تو اسے طلاق دینا واجب ہے۔ اگر ایک شخص دو وکیل کرے تو دونوں میں کوئی
تنہا تصرف نہیں کر سکتا ہاں مؤکل اجازت دے تو کر سکتا ہے بغیر دو گواہ عادل کے وکالت

الاولیٰ لا یجوز الرجوع فی الصدقة بعد القبض و ان کانت علی الاجنبی و قبضه
من غیر اذن مالک لم ینتقل الیه الثانیة لابد فی الصدقة من نیة القربة الثالثة
یجوز الصدقة علی الذمی وان کان اجنبیاً الرابعة صدقة السر افضل الا مع تهمة
الفصل الثانی فی الوقف و صریح الفاظه وقفت وابد فی بقرینة وشرطه
القبول والتقرب والاقباض و یتوقف لو وقف القبض عن الطفل وللناظر فی
امضاء القبض عنهما والتنجیز والدوام واخراجه عن نفسه ولو شرط عوده
صار حبساً ولو جعله الی امد وممن ینقرض عادةً رجع الی ورثة الواقف وان

ثابت نہیں ہوتی۔ وکیل با امکان باوجود طلب تسلیم کرنے میں دیر کرے تو ضامن ہے

کتاب ہبہ و توابع ہبہ اسکی تقسیم میں پہلی فصل۔ ہبہ کے بیان میں ہے

بعض اشیائے حمیہ کا بھی ہبہ صحیح ہے اگرچہ ان اشیاء کی ملک بطور مشاع ہو اور ایجاب قبول
اور قبضہ مکلف آزاد سے شرط ہے۔ اگر کسی کے ذمے کوئی شے ہو اور مالک اسے ہبہ کرے تو وہ بری
قبضے میں واہب کی اجازت ضروری ہے۔ ہاں پہلے ہی سے کسی کے قبضہ میں کوئی شے ہو پھر وہ
اسے ہبہ ہو جائے تو اجازت کی ضرورت نہیں، باپ دادا کو بچے اور دیوانے کی طرف سے
قبول و قبضہ کیلئے ولایت حاصل ہے۔ اگر ذوی الارحام کو ہبہ کرے یا شے موہوبہ تلف ہو جائے
یا ہبہ بالمعاوضہ ہو تو قبضے کے بعد پھیر نہیں سکتا۔ تصرف میں اختلاف ہے بعض علماء کہتے ہیں
کہ زوجہ و شوہر بھی مثل ذی رحم کے ہیں ان صورتوں کے سوا پھیر لینا جائز ہے بصورت رد
اس شے میں کچھ عیب نکلا ہو تو تاوان نہیں لے سکتا اگر کچھ زیادتی ہوئی ہو وہ اگر متصلہ ہو تو
اصل شے کے ساتھ ہے ورنہ موہوب لہ لیگا۔ یہاں مسائل ہیں پہلا مسئلہ صدقہ قبضے کے
بعد پھیر لینا جائز نہیں ہر چند اجنبی کو دے۔ اگر کوئی مالک کی اجازت بغیر صدقے پر قبضہ کرے

مكون عيناً مملوكة ينتفع بها مع بقائها وان كانت مشاعة وجواز تصرف الواقف و وجود الموقوف عليه واهلية التملك واباحة منفعة الواقف على موقوف عليه ولو جعل النظر لنفسه وان اطلق كان له بامرها ويصح الوقف على معدوم تبعاً للموجود ويصرف الوقف على بر الى الفقراء و وجوه القرب ولو وقف مسجد المسيح وكنائس بطل بخلاف المكاتب ويبطل على الحربي وان كان رحماً لا الذمي وان كان جنبياً ويصرف وقف المسلم على الفقراء الى المسلمين والكافر الى فقراء ملته وعلى المسلمين الى المصلي الى القبلة وعلى المؤمنين او الامامية اي

تو درست ہوگا۔ دوسرا مسئلہ صدقے میں قربت کی نیت ضروری ہے تیسرا مسئلہ ذمی کو صدقہ دینا جائز ہے ہرچند اجنبی ہو چوتھا مسئلہ صدقہ چھپا کے دینا بہتر ہے ہاں رنجل کی تہمت کا خوف ہو تو علانیہ دے۔ دوسری فصل وقف کے بیان میں اس کے لیے صریح لفظ وقف سے ربطنی میں نے وقف کیا) باقی قرینے کے ساتھ ہیں۔ وقف میں قبول اور نیت قربت اور قبضہ دلانا شرط ہے بچہ کیطرف سے ولی قبضہ کریگا نیک کاموں کا جو ناظر ہے ان کاموں کیلئے قبضہ کرسکتا ہے اور جاری کرنا یعنی اسے کسی متوقع امر سے مشروط نہ کرنا اور ہمیشہ کیلئے وقف کرنا اور شئے موقوفہ کو اپنی ذات سے خارج کرنا بھی شرط ہے۔ اگر اپنی طرف پھر عود کرنے کی شرط کرے تو ایسے وقف کو حبس کہتے ہیں اگر ایک شخص کی انتہائے عمر تک یا ایک شخص کیلئے (چند پشتوں تک مثلاً) وقف کرے کہ آخر یہ مدت غالباً تمام ہو نیوالی ہے تو پھر واقف کے ورثہ کیطرف وہ شئے عود کریگی اور ضروری ہے کہ وہ شئے ایسی مملوکہ ہو کہ جسکے باقی رہتے ہوئے فائدہ اٹھا سکیں اگرچہ بطور مشاع کے ہو (یعنی مشترک) اور وقف جائز التصرف ہو اور موقوف علیہ موجود اور معین ہو اور ملکیت کی لیاقت رکھتا ہو اور شئے موقوفہ کی منفعت موقوف علیہ پر مباح ہو۔ (لہٰذا شراب جیسی تمام چیزیں) حرام ہے

والاثناء عشرية وكذا الكل منسوب الى من انتسب اليه ولو نسب الى اب كان
من انتسب اليه بالابناء وفي البنات قولان ولو شرك استوى الذكور والاناث
ولم يفضل والقوم اهل لغته والعشيرة الاقربون في النسب الجار من يلي داره
الى اربعين ذراعاً وفي سبيل الله كل ما يتقرب به اليه والموالي الاعلون
والادنون ولا يتبع كل فقير في الوقف على الفقراء بل يعطى اهل البلد منهم
ومن حضره ولو صار منهم جاز له ان ياخذ منهم مسائل الاولى اذا
بطلت المصلحة الموقوف عليها صرف الى البر الثانية لو شرط ادخال من يوجد مع

کہ نئے موقوف پر خود ناظر ہے ۔ اگر وقف مطلق ہو یعنی کسی وکیل کی شرط نہ کرے تو موقوف
علیہم ناظر ہیں گے ۔ موجود کے ضمن میں معدوم پر وقف کرنا صحیح ہے جیسے زید اور اسکی اولاد
پر وقف کرے جو ابھی پیدا نہ ہوئی ہو ۔ اگر نیک کام پر وقف کرے تو وہ نیک فقراء ہیں اور ان کاموں
میں جو خدا تعالیٰ کی قربت کیلئے ہوں صرف ہوگی ۔ اگر مسلمان کفار کی عبادت خانوں پر وقف کرے تو باطل ہے
بخلاف کافر کے ۔ کافر حربی پر وقف باطل ہے اگرچہ قرابت دار ہو اور ذمی پر صحیح ہے اگرچہ غیر ہو ۔
اگر مسلمان فقرا پر وقف کرے تو وہ فقرائے مسلمین پر صرف ہوگی ۔ اور وقف کافر فقرائے کفار
ہیں ۔ اگر کوئی مسلمانوں پر وقف کرے تو کل وہ لوگ مراد ہوں گے جو قبلہ کی طرف نماز پڑھتے
ہوں ۔ اور مومنین یا امامیہ پر وقف کرے تو اثنا عشری کی طرف راجع ہوگا ۔ اسی طرح
ہر منسوب اس کی طرف ہے جس کی طرف اس کی نسبت ہو ۔ اگر کسی کو باپ کی طرف نسبت
دیجائے جیسے بنی ہاشم تو کل وہ لوگ ہیں جو لڑکوں کی جانب سے اس کی طرف منسوب
ہوں ۔ لڑکیوں کی طرف سے منسوب ہونے میں دو قول ہیں ۔ اگر واقف سب کو شریک کرے
تو مرد اور عورتیں برابر ہیں جب تک کہ کسی کو فضیلت نہ دے ۔ قوم سے مراد اس کے اہل زبان

فان عين مدة لزمت ولو مات المالك قبلها وكذا لو قال له عمرك فان مات
الساكن بطلت ولو قال مدة حياتي بطلت بموته ولو مات الساكن قبله تنتقل
الحق الى ورثته مدة حياته ولو لم يعين كان للمالك اخراجه متى شاء ولو
باع المسكن لم يبطل السكنى وللساكن ان يسكن بنفسه ومن جرت عادته
به كالولد والزوجة والمملوك والخادم وليس له اسكان غيره بدون اذن مالكه
ولا اجارته وكل ما يصح وقفه يصح اعارته كالملك والعبد والاثاث وحبس
فرسه وغلامه في خدمة بيوت العبادة او في سبيل الله لزم ولو مات قبل تعيين با

چوتھا مسئلہ اگر اپنی اولاد کی اولاد پر وقف کرے تو اسمیں لڑکوں اور لڑکیوں کی اولاد
لڑکے اور لڑکیاں سب شریک ہیں، اگر کہے کہ یہ وقف اسپر ہے جو میری طرف منتسب ہیں تو ایک
قول کے موافق اس سے مراد خاص لڑکوں کی اولاد ہے یہ اختلافی مسئلہ ہے، پانچواں مسئلہ
وقف کرنیوالا جس امر جائز کی شرط کرے وہ لازم ہوگی چھٹا مسئلہ سکنی (یعنی کسی کو رہنے
کے لئے مکان دینے) میں اور عمرے (یعنی عمر بھر کسی کو کوئی شے دینے) میں ایجاب قبول اور قبضہ
ضروری ہے، ان چیزوں کی ملک مالک سے منتقل نہیں ہوتی۔ اگر ایک مدت مقرر کرے تو لازم
ہوگی اگرچہ اس سے پہلے مالک مرجائے اور اگر کہے تیری عمر بھر تو اس کا بھی یہی حکم ہے، مگر
اس صورت میں (لینے والا مرے تو یہ معاملہ باطل ہوگا۔ اگر کہے میری عمر بھر تو مالک کے مرنے
سے یہ معاملہ باطل ہوگا اور مالک مکان کے ورثہ کیطرف منتقل ہوگا، اس صورت میں رہنے
والا مالک سے پہلے مرے تو مالک کی زندگی تک اسکے ورثہ رہیں گے۔ اگر مدت مقرر نہ ہو تو
مالک جب چاہے اخراج کرسکتا ہے۔ اگر مالک اس مکان کو بیچے تو سکنی باطل نہیں ہوتا
ساکن کو جائز ہے کہ خود رہے، اور وہ لوگ جو اس کے ساتھ رہا کرتے ہیں جیسے اولاد

الفصل الثالث في الوصايا وهي واجبة ولا بد فيها من الايجاب والقبول
ويكفي الاشارة والكتابة مع قرينة الارادة وتعذر النطق ولا يجب العمل بما يوجد
بخطه وانما تصح في سائغ فلو وصى المسلم ببناء كنيسة لم تصح وله الرجوع فيها و
يشترط صحة تصرف الموصي ووجود الموصى له والتكليف والاسلام في الوصي
والملك في الموصى به ولو جرح نفسه بما فيه هلاكها ثم اوصى لم تصح ولو تقدمت الوصية
صحت وتصح الوصية للحمل بشرط وقوعه حيا وتمضي دون الحربي ومملوكه و
ام ولده ومدبره ومكاتبه لا مملوك الغير وللمكاتب فيما تحرر منه فان كان

زوجہ اور مملوک و خدمہ۔ ہاں غیر کو مالک کی بے اجازت نہیں رہنے دے سکتا ورثہ اجارہ پر
دے سکتے ہیں۔ جس چیز کا وقف صحیح ہے اس کا عمریٰ بھی صحیح ہے جیسے ملک یعنی زمین وغیرہ
اور خدمہ اور اسباب۔ اگر گھوڑے یا غلام کو خانہائے عبادت کی خدمت کیلئے یا راہ
خدا میں مقرر کرے تو لازم ہوگا جب تک عین مال باقی رہے۔ تیسری فصل وصیت
کے بیان میں ہے۔ وصیت کرنا واجب ہے اور اس میں ایجاب قبول ضروری ہے اشارہ اور لکھنا
کافی ہے بشرطیکہ قرینہ ارادہ پایا جائے اور زبان سے کہنا متعذر ہو۔ اگر کسی کے خط سے
کچھ لکھا ہوا ملے تو اس پر عمل واجب نہیں۔ بغیر امور مباح کے وصیت صحیح نہیں پس اگر
مسلمان کنیسہ بنانے کی وصیت کرے تو باطل ہے۔ موصی کو وصیت سے پلٹ جانا بھی
جائز ہے اور شرط ہے کہ جس مال میں وصیت کرتا ہے اس میں موصی کا تصرف صحیح ہو اور جس کے
لئے وصیت کرتا ہے وہ موجود ہو۔ وصی مسلمان اور بالغ و عاقل ہو جس شے پر وصیت
کرتا ہے وہ موصی کی ملک ہو اگر اپنے پر ایسا مہلک زخم لگائے پھر وصیت کرے تو صحیح
نہیں۔ ہاں پہلے وصیت کرے اور بعد مارے تو صحیح ہے۔ حمل کے لئے وصیت کرنا

وان كان وارثا واذا اوصى الى عدل ففسق بطلت ويجوز ان يوصى الى المرأة و
الصبي بشرط نضمه الى الكامل والى المملوك باذن مولاه فيمضي الكامل
الوصية الى ان يبلغ الصبي ثم يشتركان ولا ينقض بعد بلوغه وتقدم مماهو
سائغ ولو اوصى لكافر الى مثله صح ولو اوصى الى اثنين فشرط الاجتماع او اطلق فليس
لاحدهما الانفراد ويجبرهما الحاكم على الاجتماع لو تشاحا فان تعذر استبدل
او عجز احدهما ضم اليه ولو شرط الانفراد جاز تصرف كل واحد منهما ويجوز
الاقتسام واذا بلغ الموصى له الموصى اليه صح الرد والا فلا ولو خان استبدل

قرض سے معتق ہو اور اسکے سوا کچھ مال نہ ہو پس وہ مملوک آدھی قیمت میں
قرض خواہوں کیلئے سعی یعنی مزدوری کریگا اور ثلث قیمت میں ورثہ کیلئے اور باقی کا
میں آزاد ہوگا۔ مردوں اور عورتوں کے لئے وصیت کرے تو دونوں برابر ہیں مگر یہ کہ
خود کسی کے زیادہ مقرر کرے کی طرح چچا پھوپھی ماموں خالہ کا حکم ہے اگر قرابت والوں
کے لئے وصیت کرے تو ان سے قریب رشتہ دار مراد ہیں۔ اور عشیرہ اور ہمسایہ اور داماد
اور کار نیک اور فقیر سے وہی مراد ہیں جو وقف میں بیان ہوئے۔ اگر موصی سے پہلے موصی
لہ مرجائے تو موصی لہ کے ورثہ وہ مال لیں گے بشرطیکہ موصی وصیت سے نہ پھرے اگر
موصی لہ کے ورثہ نہ ہوں تو موصی کے ورثہ لیں گے حمل پر وصیت صحیح ہے یعنی حمل کو
موصی بہ قرار دینا درست ہے فقراء کے لئے وصیت کرنا سنت ہے اگرچہ وہ وارث ہوں
پس وہ میراث جدا لیں گے اور مال وصیت جدا۔ اگر کسی عادل کو وصیت کرے پھر وہ
فاسق ہوجائے تو وصیت باطل ہوگی۔ عورت کو وصی بنانا صحیح ہے بچے کو بھی وصی
کرسکتا ہے بشرطیکہ دوسرے کامل یعنی بالغ وعاقل کو اس کے ساتھ شریک کرے

ثمن وشئ سدس ولو اوصى بمثل نصيب احد بورثة صحت من ستة
ان يرد واجازوا كان الموصى له كاحدهم فلو اوصى بمثل نصيب ابنه وبمثل
سواه حظي النصف مع الاجازة والثلث بينهما ولو كان له ابنان فالثلث او
خمسه على الاقل لان يعين الاكثر ولو نسى اوصى وجهل حجة ميراث و
يحمل الاخير من متضادين فان لم يتضاد اعمل بهما ولو نصر لثلث بين آباء او
فلان وتثبت الوصية بالمال بشاهدين وبشاهد وامرأتين وبشاهد ويمين
باربع نسوة وتقبل الواحدة في الربع والاثنتان في النصف لا تثبت ولاية

صرف کرے (بجز وقت ضرورت نہ کرے) وصی کو ضرورت ہو تو اجرت مثل لے سکتا ہے
موصی کی اجازت ہو تو وصی دوسرا وصی کر سکتا ہے اور نہیں تو نہیں اور اجازت کا زیادہ
کام نہیں کر سکتا جس کا کوئی وصی نہ ہو حاکم شرع اسکا متولی ہے۔ ثلث مال یا اس سے
کم میں وصیت جاری ہوگی، زیادہ وصیت کرے تو ورثہ کی اجازت پر موقوف ہے اگر
بعض ورثہ اجازت دیں تو اس کے حصہ کے موافق جاری ہوگی۔ اگر موصی کی موت سے
پہلے ورثہ اجازت دیں تو صحیح ہے وصی موصی کی موت و قبول کے بعد اس کا مالک
ہوگا۔ وصیت واجب کا بجالانا اصل مال سے مقدم ہے (جیسے حج) اور باقی ثلث
سے غیر واجب میں جو پہلے وصیت کی ہو وہ پہلے بجالائے اور بعد کی وصیت بعد میں
سب وصیتیں ایک دفعہ کرے تو ثلث میں سب برابر ہیں۔ اگر کوئی مال کے ایک جزو
وصیت کرے تو اس سے مراد ساتواں حصہ ہے اور سہم سے مراد آٹھواں حصہ اور شے سے
مراد چھٹا حصہ۔ ایک وارث کے حصے کے برابر وصیت کرے تو ثلث میں صحیح ہے بشرطیکہ
اگر وہ ثلث سے زیادہ نہ ہو یا ورثہ زیادتی کی اجازت دیں۔ موصی لہ مثل ورثہ

ينفذ الى دعوى الزوجية بغير بينة او تصديق ولو ادعى زوجية امرأة و
ادعت اختها بزوجيته حكم بينة الامر تقدم ترجحها ودخوله بها والقول
قول الاب في تعيين المعقود عليها بغير تسمية مع رؤية الزوج للجميع والا بطل
العقد ويستحب ان يتخير البكر العفيفة الكريمة الاصل وصلوة ركعتين والاشهاد
والاعلان والخطبة امام العقد وايقاعه ليلا وصلوة ركعتين عند الدخول
والدعاء واثره بمثله ويسأل الله تعالى او يد الذكر ويكره ايقاع العقد
والقمر في العقرب وتزويج العقيم وايقاعه في ليلة الخسوف ويوم كسوف وعند

وصیت صحیح ہے اگر کوئی بیٹی جتنی وارثوں کی میراث خارج کرنے کی وصیت کرے تو باطل ہے۔

کتاب النکاح اس میں تین قسمیں ہیں پہلی فصل نکاح کے بیان میں ہے وہ تین قسم پر ہے
دائم یعنی ہمیشہ کیلیے اور منقطع یعنی متعہ اور ملک یمین یعنی اپنی کنیز کی شرح دائم میں عقد ہوتا ہے
یعنی ایجاب قبول ساتھ الفاظ کے ملفوظہ۔ یعنی پس اگر عورت کہے کہ میں نے اپنی بیٹی کو نفس مرد سے
تزویج کیا ہے وہ کہے ہاں تو ایجاب میں کافی ہے اور اولی یہ ہے کہ ایسے ایجاب پر اکتفا نہ کرے بلکہ
ایجاب عقد اس طرح کہے زوجتک بنتی یعنی میں نے اپنی بیٹی کا نکاح تجھ سے کر دیا۔ اور مرد کہے
قبلت اگر عربی نہ جانتا ہو تو ترجمہ کافی ہے ورنہ گونگے سے اشارہ کافی ہے۔ اگر عورت خود اپنا
نکاح کرے تو صحیح ہے اگر بالغہ اور رشیدہ کی ہو تو ولی کی شرط نہیں اگر بالغہ باکرہ ہو تو باپ یا دادا
کی اجازت شرط ہے اس احوط۔ اگر کوئی شخص کسی کی زوجیت کا دعوی کرے بغیر گواہوں
یا عورت کی تصدیق کے دعوی مسموع نہیں۔ اگر کوئی ایک عورت کی زوجیت کا دعوی کرے
اور اسکی بہن کہے کہ میں اسکی زوجہ ہوں تو گواہوں سے حکم ہوگی مگر یہ کہ پہلے کسی کا نکاح یا
دخول ظاہر ہو۔ اگر کوئی کسی کی لڑکیوں میں سے ایک کو بغیر تعین کے نکاح کرے تو معقودہ

الزوال وعند الغروب قبل ذهاب الشفق وفي المحاق وبعد الفجر حتى تطلع
الشمس وفي ثلاث ليال من كل شهر واول ليلة من شهر رمضان وليلة النصف منه وعند الزلزلة
والريح الصفراء والسوداء ومستقبل القبلة ومستدبرها وفي السفينة وتركه
عقيب الاحتلام قبل الغسل او الوضوء والنظر الى فرج المرأة والكلام بغير ذكر
والوطي في الدبر والعزل عن الحرة بغير اذنها وان يطرق مسافر اهله ليلاً و
يحرم الدخول بامرأة قبل تسع سنين ويجوز النظر الى من يريد التزوج بها
وشعرها وان هي الذمة بغير تلذذ

الفصل الثاني في الاولياء والولاية

کے تعیین میں باپ کا قول معتبر ہوگا۔ بشرطیکہ ناکح نے سب کو دیکھا ہو ورنہ عقد باطل ہے
اور سنت ہے کہ (مرد نکاح کیلئے) باکرہ صاحب خصلت نجیب عورت کو اختیار کرے، اور
وقت ارادۂ نکاح دو رکعت نماز پڑھے نکاح پر گواہ کرے نکاح مشہور کرے۔ عقد سے پہلے
خطبہ پڑھا جائے اور عقد رات کو ہو اور دخول کے وقت دو رکعت نماز دونوں پڑھیں اور زوجہ
سے بھی پڑھوائے اور خدا تعالیٰ سے دعا کرے کہ بیٹا عنایت فرمائے۔ یہ سب امور سنت ہیں اور
جبکہ قمر در عقرب ہو اس وقت عقد کرنا اور بخوست نکاح کرنا اور چاند گہن کی شب میں اور سورج گہن کے
دن میں اور بوقت زوال اور بوقت غروب آفتاب شفق مغربی غائب ہونے سے پہلے اور محاق یعنی
(جیسی ۲۸ اور ۲۹ اور ۳۰ تاریخ کو) اور صبح کے بعد طلوع آفتاب تک اور ہر مہینے کی پہلی شب سوائے
رمضان کی اور ہر ماہ کی پندرھویں شب اور زلزلہ کے وقت اور زرد و سیاہ آندھی چلتے وقت اور
رو بقبلہ و پشت بقبلہ اور کشتی میں اور بعد احتلام کے بعد غسل یا وضو سے پہلے مقاربت کرنا
اور عورت کی فرج کو دیکھنا اور غیر ذکر خدا کلام کرنا اور دبر میں وطی کرنا اور زن آزاد کی فرج کے باہر
انزال کرنا اور مسافر کو رات کو اپنے اہل میں آنا مکروہ ہے۔ یہ سب چیزیں مکروہ ہیں مگر وطی

لاب ودن عدا والوصي والحاكم فللاب على الصغيرين والمجنونين ولا خيار لهما
بعد زوال الوصفين والبالغ الرشيد لا ولاية عليه ذكرا كان او انثى والحاكم و
الوصي على المجنون ذكرا كان او انثى مع المصلحة ويقف عقد غيرهم على الاجازة
ويكفي فيها سكوت البكر وللسيد الولاية على مملوكه ذكرا كان او انثى مطلقا
ولا ولاية للام ويستحب للبالغة ان تستاذن اباها وان توكل اخاها مع
فقده وليس للوكيل ان يتزوجها من نفسه بغير اذنها ولو زوج الصغيرين
الابوان توارثا ولو كان غيرهما وقف على الاجازة فان مات احدهما قبل بلوغ

نی لہ پر حرام ہے (علی الاحوط) اور ایسی عورت کے دخول کرنا جس کا سن نو برس سے کم ہو حرام ہے
جس عورت سے نکاح کرنا ہو جسکو خریدنا چاہتا ہے اسکو اور ذمیہ کو بغیر لذت کے دیکھنا جائز
ہے دوسری **فصل** ولی نکاح کے بیان میں ہے سوائے باپ، دادا، وصی اور حاکم
شرع کے دوسرا کوئی ولی نہیں ہے باپ اور دادا نابالغ بچوں اور دیوانوں کے ولی ہیں باپ دادا
اگر ان کا نکاح کر دیں تو یہ بالغ و عاقل ہو چکنے کے بعد وہ نکاح فسخ نہیں کر سکتے۔ بالغ اور رشید پر کسی کی
ولایت نہیں خواہ مرد ہو یا عورت، مگر عورت باکرہ ہو تو باپ اور دادا کی اس پر ولایت ہے (علی الاحوط)
حاکم اور وصی کی ولایت دیوانوں پر ہے مرد ہوں خواہ عورتیں مصلحت کے ساتھ بغیر ان کے
اور کوئی شخص عقد کرے تو وہ اجازت پر موقوف ہے۔ عورت باکرہ ہو تو اجازت میں خاموشی
کافی ہے۔ اور آقا کو غلام و کنیز پر مطلقاً (یعنی ہر امر میں) ولایت حاصل ہے۔ ماں ولی نہیں ہو سکتی
زن بالغہ کو سنت ہے کہ نکاح میں باپ سے اجازت لے اگر باکرہ ہو تو باپ کی اجازت واجب ہے
(علی الاحوط) اگر باپ نہ ہو تو بھائی کو وکیل کرے، وکیل کو جائز نہیں کہ موکلہ کا نکاح بلا اجازت
اپنے ساتھ کرے، نابالغ لڑکے اور لڑکی کے باپ دونوں کا نکاح کر دیں تو وہ ایک دوسرے کے

بعض ومن بلغ احدهما واجاز ثم مات احد الثاني بعد بلوغه على انفسه
اصهم وورث **الفصل الثالث في المحرمات** وهي قسمان نسب وسبب فالنسب
الام وان علت والبنت وان سفلت والاخت وبنتها وان نزلن والعمة والخالة
وان علتا وبنت الاخ وان نزلت واما السبب فنوعان الاول ما يحرم
بالمصاهرة فمن وطئ امرأة بالعقد او الملك حرمت عليه امها وان علت
وبناتها وان نزلن تحريماً مؤبداً سواء سبقن على الوطئ او تاخرن عنه و
تحرم الموطوءة بالملك او العقد على ابيه او ابنه وان علا وهي اولاده وان

وارث ہوں گے۔ بغیر باپ کے اور ولی نکاح کرے تو اجازت پر موقوف ہے یعنی وہ اطفال بالغ ہونے
کے بعد اگر اجازت دیں تو صحیح ہے ورنہ نہیں پس دونوں میں کوئی بلوغ سے پہلے مرجائے تو
نکاح باطل ہے، اگر دونوں میں سے کوئی بالغ ہو کر نکاح سابق کی اجازت دیکر مرجائے اسکے بعد
دوسرا بالغ ہو تو اجازت دینے سے عدم جمع رہا اس کی قسم دینگے اگر قسم کھائیگا تو وارث ہوگا تیسری
فصل عورتوں کے بیان میں کہ جو مرد پر حرام ہیں وہ دو قسم پر ہیں نسبی اور سببی۔ محرمات نسبی
یہ ہیں ماں اور اسکے اوپر کے درجہ کی عورتیں جیسے نانی اور دادی، بیٹی اور اسکے نیچے کے درجے کی
عورتیں جیسے نواسی اور پوتی، بہن اور اسکی بیٹیاں اور نواسیاں اور پوتیاں پھوپھیاں ہر چند
اوپر کے درجہ کی ہوں۔ خالائیں ہر چند اوپر کے درجہ کی ہوں، بھتیجی اور اسکی بیٹیاں اور نواسیاں
اور پوتیاں محرمات سببی کئی طور ہیں اول مصاہرت یعنی زوجہ اور شوہر کی طرف
کی قرابت، پس جو شخص کسی عورت کے ساتھ عقد سے یا ملک سے مقاربت کرے اس عورت
کی ماں اور دادی اور نانی اور بیٹیاں اور پوتیاں اور نواسیاں اس شخص پر حرام مؤبد یعنی
ہمیشہ کیلئے حرام ہیں۔ خواہ مقاربت سے پہلے بیٹیاں وغیرہ پیدا ہوئی ہوں یا بعد اور کوئی

ولو ومن عقد على امرأة ولم يدخل بها حرمت عليه امها ابدا وبنتها ما دامت الام في عقده فان طلقها قبل الدخول جاز له العقد على بنتها ولو دخل حرمت ابدا وتحرم اخت الزوجة جمعا لا عينا وكذا بنت اختها واخيها الا مع اذن العمة والخالة ولو عقد من دون اذنهما بطل ومن زنى بعمة او خالة حرمت عليه بنتهما ابدا ولو ملك الاختين فوطئ احداهما حرمت الاخرى جمعا فلو وطئها اثم ولم تحرم الاولى ويحرم على الحر في الدائم ما زاد على اربع حرائر وفي الاماء ما زاد على امتين ولا ان يجمع بين الحرتين والامتين وست حرائر فما وعلى العبد

شخص کسی عورت سے ملک یا عقد سے وطی کرے تو وہ عورت اس شخص کے باپ اور دادا اور بیٹے اور پوتے پر حرام ہے اگر کوئی شخص کسی عورت سے عقد کرے اور وطی نہ کرے تو اس عورت کی ماں اس مرد پر حرام مؤبد ہے مگر اس عورت کی بیٹی جب تک ماں عقد میں ہے حرام ہے دخول سے پہلے طلاق دے کر اس کی بیٹی سے عقد کر سکتا ہے اگر دخول کرے تو بیٹی بھی حرام مؤبد ہو گی دو بہنوں کو جمع نہیں کر سکتا ہاں ایک کو طلاق دے کر بعد عدت دوسری کو کر سکتا ہے زوجہ کی بھانجی اور بھتیجی سے بغیر زوجہ کے اجازت عقد نہیں کر سکتا اگر بے اجازت کرے گا باطل ہو گا اگر کوئی پھوپھی یا خالہ سے زنا کرے تو ان کی بیٹیاں زانی پر حرام مؤبد ہو جائیں گی۔ اگر دو بہنیں کسی کی کنیز ہوں اور ایک سے مقاربت کرے تو دوسری جمعاً حرام ہے اگر دوسری سے مقاربت کرے تو گنہگار ہے مگر پہلی حرام نہ ہو گی۔ مرد آزاد کو چار آزاد عورتوں سے زیادہ نکاح دائمی کرنا حرام ہے اور دو کنیزوں سے زیادہ (نکاح دائمی) حرام ہے اور غلام کو دو آزاد عورتوں اور دو کنیزوں سے یا [illegible] آزاد عورتوں اور ایک کنیز سے نکاح کر سکتا ہے اس سے زیادہ نہیں، غلام کو چار کنیزوں سے زیادہ حرام ہے اور دو آزاد عورتوں سے زیادہ حرام ہے

من عدة ويجوز في بائن وعقد ذو شرط على شيئين فقط يصح وترتب بطل الثاني و
كذا الحكم في ختين الثاني الرضاع ويحرم منه ما يحرم بالنسب إذا كان عن نكاح يوماً و
ليلة أو ما أنبت اللحم وشد العظم أو كان خمس عشرة رضعة كاملة من الثدي لا يفصل بينها
برضعة أخرى وأن يكون في الحولين بالنسبة إلى المرتضع وفي ولد المرتضعة قولان وأن
يكون اللبن من فحل واحد فلو أرضعت امرأتان صبيين بلبن فحل واحد نشر الحرمة
بينهما ولو أرضعت امرأة صبيين بلبن فحلين لم ينشر الحرمة ومع انتشار الحرمة تصير
المرتضعة أماً وذو اللبن أباً وأخواتهما أخوالاً وأعماماً وأولادهما أخوة ويحرم أولاد صاحب

تو دونوں باطل ہیں اگر بترتیب کرے تو دوسرا نکاح باطل ہے یہی حکم دو بہنوں کا ہے۔
دوسرا سبب رضاع ہے (یعنی دودھ پینا) جو عورتیں نسب سے حرام ہیں وہ رضاع سے
بھی حرام ہوتی ہیں بشرطیکہ جس کا دودھ پیا اور ایک رات دن، یا اس قدر کہ جس سے گوشت پیدا
ہو اور ہڈی سخت ہو یا پندرہ مرتبہ پورے طور پر پستان سے پلائے احوط یہ ہے کہ دس مرتبہ دودھ
پلانے سے نشر حرمت ہوگی درمیان میں دوسرے کے دودھ سے فاصلہ نہ ہو اور شیرخوار کی عمر دو
برس سے کم ہو اور دودھ پلانے والی کے فرزند میں اختلاف ہے (یعنی کیا وہ بھی دو برس سے کم
ہونا چاہئے یا نہیں) اور دودھ ایک شوہر کا ہو پس اگر دو عورتیں دو بچوں کو ایک شوہر کا دودھ
پلائیں تو دونوں بچوں میں حرمت جاری ہوگی۔ اگر ایک عورت دو بچوں کو دو شوہروں کا
دودھ پلائے تو دونوں میں حرمت جاری نہ ہوگی مذکورہ شرطیں جب پائی جائیں تو دودھ
پلانے والی عورت ماں بن جائیگی اور اس کا شوہر باپ اور دونوں کے بھائی بہن چچا پھوپھی اور ماموں
خالہ ہوجائینگے اور ان دونوں کی اولاد بھائی بہن۔ جس مرد کی زوجہ کا دودھ پیا
ہے اس مرد کی اولاد نسبی و رضاعی دودھ پینے والے پر حرام ہے۔ اور جس عورت کا دودھ پیا

بلبن ولادة ورضاعًا على من ترضع واولاد المرضعة ولادة لا رضاعًا ولا ينكح ابو من ترضع
في ولد صاحب اللبن ولادة ورضاعًا ولا في اولاد زوجته المرضعة ولادة ورضاعًا واولاد
الذين لم يرتضعوا من هذا اللبن النكاح في اولاد المرضعة ونحن ولو ارضعت كبيرة
الزوجتين صغيرتهما حرمتان ان دخل بالمرضعة والا فالمرضعة ولو ارضعتا الام
من الرضاعة الزوجة حرمت عليه التحريم عام لولد من الرضاع وان حرمت
من النسب ويستحب اختيار المسلمة الرضيئة العفيفة العاقلة للرضاع الثلث
سنين ويثبت به التحريم المؤبد وكذا قذف الزوج امرأته الصماء والخرساء

اس کی اور بیٹی حرام ہے رضاعی یعنی اس عورت کے دوسرے شوہر کا دودھ کسی اور لڑکی کو پلایا
ہو تو وہ لڑکی۔ اس دودھ پینے والے پر حرام نہ ہوگی) دودھ پینے والے کا باپ دودھ پلا
والی کے شوہر کی اور دوسرے خواہ نسبی ہو یا رضاعی نکاح نہیں کر سکتا اور دودھ پلانے والی
کی بیٹی وغیرہ سے نکاح نہیں کر سکتا رضاعی سے کر سکتا ہے دودھ پینے والے کے باپ کی اولاد
یعنی دودھ پینے والے کے نسبی بھائی بہن جنہوں نے دودھ نہیں پیا ہے رضاعی بھائی بہنوں
سے نکاح کر سکتے ہیں کسی کی دو بیویوں میں بڑی بیوی چھوٹی کو جس کا سن دو برس سے کم ہو دودھ
پلائے تو دونوں اس مرد پر حرام ہو جاتی ہیں بشرطیکہ دودھ پلانے والی مدخولہ ہو ورنہ فقط دودھ
پلانے والی حرام ہوگی۔ اگر کسی شخص کی مادر رضاعی اس شخص کی زوجہ کو دودھ پلائے تو زوجہ
حرام ہو جائیگی۔ دودھ پلانے والی کی ماں دودھ پینے والے کے باپ پر حرام نہیں ہر چند نسب
میں حرام ہے یعنی ساس اور سنت ہے کہ دودھ پلانے کیلئے مسلمان خوبصورت صاحب
عصمت عاقلہ تجویز کریں۔ تیسرا امر لعان ہے جس کی شرح کتاب فراق میں آئے گی
اس سے حرمت ابدی ثابت ہوتی ہے اگر کوئی گونگی یا بہری عورت کو شوہر زنا کی تہمت لگائے

الرابع الکفر ولا یجوز لمسلم ان ینکح غیر الکتابیۃ اجماعاً وفیہا قولان ولا لمسلمۃ ان تنکح غیر مسلم ولو ارتد احد الزوجین قبل الدخول انفسخ فی الحال وبعدہ علی انقضاء العدۃ الا ان یرتد الزوج عن فطرۃ فینفسخ فی الحال وعلی امرأتہ عن فطرۃ عدۃ الوفاۃ وعن غیرہا عدۃ الطلاق ولو اسلم زوج الکتابیۃ ثبت عقدہ ولو اسلمت دونہ قبل الدخول انفسخ العقد فی الحال وبعدہ یقف علی العدۃ فان اسلم فیہا کان املک بہا ولو کان الزوجان حربیین واسلم احدہما قبل الدخول انفسخ النکاح فی الحال ولو کان بعدہ وقف علی انقضاء

تو وہ بھی حرام مؤبد ہو جائیگی۔ چوتھا امر کفر ہے۔ مسلمان کو جائز نہیں کہ غیر کتابیہ سے نکاح کرے اجماعاً۔ کتابیہ کے نکاح میں اختلاف ہے احوط یہ ہے کہ کتابیہ سے نکاح دائمی نہ کرے مسلمان عورت کو غیر مسلمان سے نکاح جائز نہیں۔ شوہر و زوجہ میں سے دخول سے پہلے ایک مرتد ہو جائے تو اسی وقت نکاح فسخ ہوگا دخول کے بعد ہو تو عدہ گزرنے کے بعد فسخ ہوگا۔ بشرطیکہ عورت مرتد ہو۔ اگر شوہر مرتد فطری ہو جائے تو اسی وقت نکاح فسخ ہوگا خواہ دخول سے پہلے مرتد ہو یا بعد۔ شوہر مرتد فطری ہو جائے تو عورت پر عدہ وفات ہے اگر غیر فطری ہو تو عدہ طلاق ہے۔ جو شخص مسلمان کے نطفے سے پیدا ہو کر مرتد ہو تو وہ فطری ورنہ غیر فطری۔ زن کتابیہ کا شوہر مسلمان ہو جائے تو نکاح باقی رہیگا۔ اور زن کتابیہ مسلمان ہو جائے اور شوہر مسلمان نہ ہوا اور دخول نہ ہوا ہو تو اسی وقت نکاح فسخ ہوگا۔ اگر دخول ہو چکا ہو تو عدہ گزرنے کے بعد فسخ ہوگا۔ اگر عدہ میں شوہر بھی مسلمان ہو تو وہی زوجہ کا مالک ہے ورنہ وہ دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے۔ اگر زوجہ و شوہر حربی ہوں اور ان میں سے کوئی قبل دخول مسلمان ہو تو اسی وقت نکاح فسخ ہوگا۔ اگر بعد دخول ہو تو

العدة ولو اسلم الزوج الحربي وعنده اكثر من اربع حربيات واسلمن فاختار
اربعا انفسخ نكاح البواقي ولو اسلم الذمي وعنده اربع ثبت عقده عليهن ولو
كن ازيد تخير اربعا ويبطل نكاح البواقي **مسائل الاولى** لا يجوز للمؤمنة
ان تتزوج بمخالف ويجوز بالعكس ويكره تزويج الفاسق **الثانية** نكاح
الشغار باطل وهو جعل نكاح امرأة مهرا لاخرى **الثالثة** يجوز تزويج
حرة بعبد والهاشمية بغيره والعربية بالعجمي وبالعكس ويجب اجابة المؤمن
القادر على النفقة **الفصل الرابع في المتعة** ويشترط فيها الايجاب و

مرد کے بعد اگر کافر حربی مسلمان ہو اور اسکی حربیہ جورویں چار سے زیادہ ہوں اور سب مسلمان
ہو جائیں تو چار کو اختیار کرے باقی کا نکاح فسخ ہوگا۔ اگر ذمی مسلمان ہو اور اس کے پاس
چار جورویں ذمیہ ہوں تو ان کا نکاح باقی رہیگا۔ اگر چار سے زیادہ ہوں تو چار کو اختیار
کرے اور باقی کا نکاح باطل ہوگا یہاں مسائل ہیں۔ پہلا مسئلہ مومنہ کو نبی سے
عقد جائز نہیں اسکا عکس جائز ہے، اور فاسق سے نکاح مکروہ ہے دوسرا مسئلہ نکاح شغار
یعنی ایک عورت کے نکاح کو دوسری عورت کا مہر ٹھہرانا باطل ہے تیسرا مسئلہ زن آزاد کا نکاح
غلام سے اور ہاشمیہ کا غیر ہاشمی سے اور عربیہ کا عجمی سے اور اس کا عکس جائز ہے جو مومن کہ
نفقہ پر قادر ہو کسی سے نکاح کی درخواست کرے تو قبول کرنا واجب ہے چوتھی فصل متعہ کے
بیان میں ہے۔ متعہ میں ایجاب قبول بالغ و عاقل سے اور ذکر مہر شرط ہے اور تعیین مدت
بھی ضروری ہے پس اگر ذکر مہر نہ کرے تو متعہ باطل ہے اور ذکر مدت نہ ہو تو بھی حق یہ ہے کہ متعہ باطل
ہے۔ اقسام کفار سے بجز کتابیہ کے متعہ حرام ہے اور نیز بغیر زوجہ آزاد کی اجازت کے
کنیز سے اور بغیر اپنی زوجہ کی اجازت کے اس کی بھتیجی اور بھانجی سے متعہ کرنا حرام ہے زانیہ

يصح من غيره وذكر المهر ولا بد فيه من اجل معين ولو لم يذكر المهر بطل ولو لم يذكر الاجل فالاقرب البطلان ويحرم على غير الكتابية من الكفار والامة على الحرة من دون اذنها وبنت الاخ والاخت من دون اذن العمة والخالة ويكره للزانية والبكر من غير اذن الاب ولا حد لمهره ولو وهبها المدة قبل الدخول ثبت نصفه ولو اخلت ببعض المدة سقط بنسبته ولو ظهر بطلان العقد فلا مهر قبل الدخول ولها بعده المهر مع جهلها ويلحق به الولد وان عزل ولو نفاه انتفى ولا يقع بها طلاق ولا لعان ولا ظهار ولا ميراث لهما وان شرط وعدتها

سے اور نیز باکرہ سے بغیر اس کے باپ کی اجازت کے متعہ کرنا مکروہ ہے، بلکہ حرام ہے علی الاحوط مہر کی کوئی حد نہیں۔ اگر دخول سے پہلے ممتوعہ کو مدت متعہ بخش دے تو نصف مہر ثابت ہوگا اگر ممتوعہ تھوڑی مدت تک خلل ڈالے تو اس کی نسبت کے موافق ساقط ہوگا۔ اگر متعہ کے بعد بطلان عقد ظاہر ہو (جیسے وہ عورت شوہر دار ہو) تو دخول سے پہلے مہر نہیں اور دخول ہو تو مہر واجب ہے بشرطیکہ وہ عورت عقد کے باطل ہونے سے جاہل ہو۔ ممتوعہ کے بطن کا فرزند متعہ کرنے والے سے ملحق ہوگا ہر چند باہر انزال کیا ہو۔ اگر فرزند کا انکار کرے تو نفی ہوجاتی ہے۔ ممتوعہ پر نہ طلاق واقع ہوتی ہے نہ لعان نہ ظہار (علی الاحوط ظہار واقع ہوگا) اور نہ اسے متعہ کرنے والے کی میراث ملے گی اگرچہ شرط کرے۔ مشہور بین العلماء یہ ہے کہ اگر میراث کی شرط کرے تو میراث ملے گی۔ متعہ کی مدت تمام ہونے کے بعد دو حیض تک یا (جسے حیض نہ آئے درحالیکہ حیض آنے کے سن میں ہو تو وہ عورت پینتالیس روز تک عدہ میں بیٹھے عدہ وفات چار مہینے دس دن تک ہے۔

پانچویں فصل کنیزوں کے نکاح کے بیان میں ہے۔ غلام و کنیز جو بیچ دیا گیا ہو نکاح بغیر آقا کی اجازت کے کریں اگر

بعد الاجل بحیضتین و بخمسة واربعین یوماً وفی الموت باربعة اشهر وعشرة
ایام

الفصل الخامس فی نکاح الاماء

لا یجوز للعبد ولا للامة ان یعقدا
لنفسهما بغیر اذن المولیٰ فان فعل احدهما وقف علی الاجازة ولو اذن المولیٰ للعبد
ثبت مهر عبده علیه ونفقة زوجته وثبت لمولی الامة مهر امته ویستقر
بالدخول ولو لم یأذن فالولد لهما ولو اذن احدهما فالولد للآخر ولو کان
احد الزوجین حراً فالولد مثله ما لم یشترط المولی رقیته ولو تزوج حر بامة
من دون اذن مولاها عالماً فهو زان والولد رق ولو کان جاهلاً سقط عنه الحد

کوئی کرے تو اس کی صحت آقا کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر مالک اپنے غلام کے عقد کی
اجازت دے تو اس کی بیوی کا مہر اور نفقہ مالک پر واجب ہے اور کنیز کا مہر آقا لے گا
دخول سے مہر قائم ہوتا ہے۔ اگر غلام و کنیز کے مالک نکاح کی اجازت نہ دیں تو جو فرزند
پیدا ہو وہ دونوں کے آقاؤں کا مال ہے اگر ایک کا آقا اجازت دے تو دوسرے کے
آقا کا مال ہے۔ شوہر اور زوجہ میں سے ایک آزاد ہو تو فرزند بھی آزاد ہے بشرطیکہ
آقا نے اس کی مملوکیت شرط نہ کی ہو۔ اگر مرد آزاد کسی کنیز سے بے اجازت اس کے مالک کے
واقف حرمت ہو کر عقد کرے تو وہ زانی ہے اور فرزند مملوک۔ اور جاہل ہو تو حد ساقط
ہے مگر مہر دینا ہوگا۔ اور بچے کی قیمت بھی روز ولادت کی دینی واجب ہے اگر کنیز نے دھوکہ
تدلیس کیا ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اس صورت میں باپ پر واجب ہے کہ اپنی اولاد کو
(جو اس کنیز سے پیدا ہوئی ہے) مالکیت سے چھڑائے یعنی خرید کر کے آزاد کرے) اور آقا
پر لازم ہے کہ (قیمت لیکر) اس کی اولاد اسکو پہنچائے۔ اگر باپ قیمت دینے سے
عاجز ہو تو مزدوری کرے اگر دخول نہ ہوا ہو تو مہر نہیں۔ اگر زن آزاد کسی غلام سے

مهر وعليه قيمته ولد يوم سقوطه حيًّا ولو ادّعت الحرية فكذلك وعلى الاب
وقت الولادة ويلزم المولى دفعهم اليه ولو عجز سعى في القيمة ومع عدم الدخول
لا مهر ولو تزوجت الحرة بعبد عالمة فلا مهر والولد رقّ ومع الجهل حرّ ولا
قيمة وعلى العبد مهر يتبع به بعد العتق مع الدخول ولو زنى الحر او العبد بمملوكة فالولد
لمولاها ولو اشترى جزءًا من زوجته بطل العقد ولم تحل بالتحليل على قول ولو عتقت
الامة كان لها فسخ النكاح ويجوز جعل العتق مهرا لمملوكته اذا قدم العتق او
النكاح على خلاف وام الولد رقّ لا يجوز بيعها مع وجوده الا في ثمن رقبتها اذا لم

غلام عدم اجازت آقا سے واقف ہوکر نکاح کرے تو مہر نہیں اور جو فرزند پیدا ہو مملوک ہے
اگر جاہل ہو تو فرزند آزاد ہے اور قیمت دینے کی ضرورت نہیں اور غلام پر بشرط دخول
مہر واجب ہے آزاد ہونے کے بعد ادا کرنا ہوگا اگر مرد آزاد یا غلام کسی کنیز سے زنا کرے
تو بچہ کنیز کے آقا کا مال ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کنیز کے ایک جزو کو خرید لے تو عقد
باطل ہو جائیگا اور وہ تحلیل سے حلال نہیں ہوتی۔ ایک قول کے موافق اگر کنیز آزاد ہو جائے
تو اپنا نکاح فسخ کر سکتی ہے اگر اپنی کنیز کی آزادی کو اس کا مہر ٹھہرا کر عقد کرے تو جائز ہے
بشرطیکہ پہلے آزاد کرے۔ اگر پہلے نکاح کرے تب بھی جائز ہے مگر اس میں اختلاف ہے
ام ولد ہرچند مملوکہ ہے مگر اس کا بیچنا جائز نہیں بشرطیکہ اس کا بچہ موجود ہو ہاں اگر اسکی
قیمت ادا نہ ہوئی ہو تو اسکی قیمت میں اسے بیچ سکتا ہے بشرطیکہ اسکے سوا اور کچھ مال نہ ہو
اگر آقا مر جائے تو ام ولد اپنے بچے کے حصے میں آکر آزاد ہو جائیگی اگر بچے کا حصہ اسکی قیمت
سے کم ہو تو باقی میں سعی کرے گی۔ اگر کنیز فروخت ہو تو مشتری کو جائز ہے کہ فوراً اس کا
نکاح فسخ کر لے۔ اسی طرح غلام کے مالک کو بھی جائز ہے یعنی اگر کسی کنیز کا شوہر

غیرھا وتستحق بموت مولاھا من نصیب الولد ولو عجز سعت واذا بیعت الامۃ کان
للمشتری فسخ نکاحھا فی الفور ولو صحبا بعد القبض وکذا اذا بیع العبد ومع فسخ المشتری
الامۃ قبل الدخول لا مھر ولو اجاز قبل فسخہ فالمھر وبعدہ للبائع وطلاق العبد بیدہ و
ولو کان لواحد کان للمولی فسخہ ویحرم من زوج امتہ وطیھا ومسھا والنظر الیھا
بشھوۃ ما دامت فی حبالہ لیس لہ شرکۃ بوطی المشترکۃ بالملک ویجب علی المشتری الجاریۃ
استبراؤھا ولو عقدھا حل لہ وطیھا بالعقد من غیر استبراء ویستحب لغیرہ من عدۃ
الحرۃ ویحل منہ علی غیرہ حتی لو کان مملوکۃ ولحق غیر المأذون بنفسہ و

کسی کا غلام ہو اور وہ کنیز بک جائے تو غلام کا مالک بھی نکاح فسخ کر سکتا ہے، غلام کا بھی
یہی حکم ہے یعنی مشتری غلام کو خرید کر کے اس کا نکاح فسخ کر سکتا ہے، اگر مشتری نکاح
فسخ کرے اور دخول نہ ہوا ہو تو مہر نہیں اگر دخول سے پہلے مول لے اور اس کا نکاح باقی رکھے
تو مہر مشتری لیگا۔ اگر دخول کے بعد ہو تو مہر بائع کا مال ہے۔ غلام کی طلاق غلام کو اختیار
میں ہے۔ اگر شوہر اور زوجہ ایک شخص کے مملوک ہوں تو ان کے نکاح کا فسخ مالک کرسکتا
اگر اپنی کنیز کا عقد کسی سے کر دے تو اس سے مقاربت اور اس کو مس کرنا اور شہوت سے دیکھنا
اس پر حرام ہے جبتک کہ وہ غیر کے عقد میں ہے۔ کنیز مشترکہ سے بوجہ ملک مقاربت کرنا
کسی شریک کو جائز نہیں۔ مشتری پر واجب ہے کہ کنیز کا استبرا کرے اگر اسے آزاد کرے
اور پھر عقد کر کے مقاربت کرے تو بغیر استبرا کے حلال ہے، مگر بہتر یہ ہے کہ اس حالت
میں بھی استبرا کرے، ہاں آزاد ہونے کے بعد اس سے غیر نکاح کرے تو غیر کے نکاح کیلئے
آزاد کا عدہ میں بیٹھنا ضروری ہے۔ اگر کوئی اپنی کنیز کو کسی پر حلال کرے تو بے حلال ہے نہ
اپنے غلام پر حلال کرے اور بے اجازت حلال نہیں۔ محللہ کا بچہ آزاد ہے۔

بنت امة فسخ ولا مهر الا مع الدخول فيرجع به على المدلس كذا لو شرط بنت
حرة فخرجت بنت امة ولو تزوجته حرا فبان عبدا فلها الفسخ ولا مهر الا مع
الدخول **الفصل السابع في المهر** وهو عوض البضع وتملكه المرأة بالعقد
ويسقط نصفه بالطلاق قبل الدخول ولو دخل قبلاً ودبراً استقر ويصح
ان يكون عيناً ودينا ومنفعة ولا يتقدر قلة ولا كثرة ولا بد فيه من وصف
ومشاهدة ولو لم يتعين صح العقد وكان لها مع الدخول مهر المثل ما لم يتجاوز
السنة فان تجاوز رد به ومع الطلاق لها المتعة الموسر قبل الدخول بالنو

کی عورت ہیں، منکر عنین کا قول معتبر ہے۔ حاکم شرع کے پاس رجوع کرے تو وہ مرد کو
ایک برس کی مہلت دے، اس مدت میں وہ شخص اس عورت سے یا دوسری عورت سے وطی
کرے تو فسخ نہیں ہو سکتا ورنہ فسخ کرے تو آدھا مہر لے سکتی ہے۔ اگر عورت کو آزاد سمجھ کر
نکاح کرے پھر معلوم ہو کہ وہ کنیز ہے تو فسخ کر سکتا ہے اور دخول نہ کیا ہو تو مہر بھی نہیں ورنہ
مہر واجب ہوگا۔ ہاں اس مہر کا جس نے دھوکا دیا ہے اس سے مہر واپس لے۔ اگر زن آزاد کی
لڑکی ہونے کی شرط کی ہو اور وہ کنیز کی لڑکی ثابت ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے اگر کوئی عورت
مرد کو آزاد سمجھ کر نکاح کرے اور وہ غلام ہو تو فسخ جائز ہے دخول ہو تو مہر ہے ورنہ نہیں
ساتویں فصل مہر کے بیان میں ہے۔ مہر فرج کا عوض ہے عقد کے سبب سے
عورت اس کی مالک ہوتی ہے دخول سے پہلے طلاق ہو تو آدھا مہر ساقط ہے، اگر
قبل میں یا دبر میں دخول ہو تو پورا مہر ثابت ہوگا۔ مہر خواہ نقد ہو یا قرض یا منفعت
سب درست ہے۔ مہر میں کمی و زیادتی کی کچھ حد نہیں ہے۔ اس کی صفت کا بیان
یا دیکھ لینا ضروری ہے اگر مہر کا تعین نہ ہو تو عقد صحیح ہے مگر دخول کے بعد مہر مثل

المرتبة وعشرة دنانير و لمتوسط خمسة دنانير ودرهم ولو تزوجها بحكمه او حكمها او حكم اجنبي

يحكم به صاحب الحكم ولا يتجاوز المرأة مهر السنة ان كانت هي الحاكمة ولو كان الحاكم

غيره فلها المتعة ولو تزوجها على خادم مطلقا او دار او بيت كان لها وسط

ذلك ولو قيل على السنة خمس مائة درهم ولو تزوج الذميان على خمر صح

فان اسلم احدهما قبل القبض فله القيمة ولو تزوج المسلم عليه قيل يصح و

يثبت بعد الدخول مهر المثل وقيل يبطل العقد ولو امهرها مدبرا يبطل التدبير

ولو شرط في عقد المحرم بطل الشرط خاصة ولو اشترط ان لا يخرجها من

دینا ہوگا بشرطیکہ مہر مثل سنت سے زیادہ نہ ہو اگر مہر مثل، سنت سے زیادہ ہو تو

مہر سنت واجب ہے۔ در صورت عدم تعین مہر، اگر دخول سے پہلے طلاق ہو تو عورت

کو مہر کے عوض میں، کچھ نفع پہونچانا چاہئے یعنی مرد غنی ہو تو عمدہ لباس بنا دے یا دس

دینار دے اگر وسط درجہ کا ہو تو پانچ دینار دے اور فقیر ہو تو ایک انگوٹھی دے یا ایک درہم

دے۔ اگر مرد کہے کہ عورت تو مہر جتنا کہیگی دونگا یا عورت کہے کہ تو جو چاہے دینا تو صحیح ہے

نکاح کر بعد اسکے موافق عمل ہونا چاہئے بشرطیکہ عورت مہر سنت سے زیادہ نہ مانگے

جس صورت میں کہ سکے قول کے موافق مہر دینا مقرر ہو۔ اگر مرد حاکم ہو اور تعین مہر سے

پہلے مرجائے تو عورت کو کچھ نفع رشل تفصیل سابق کے، دینا چاہئے۔ اگر مہر میں غیر

معین خادم یا گھر یا حجرہ مقرر کرے تو متوسط درجہ کا خادم یا گھر یا حجرہ دے۔ مہر سنت

پر نکاح کرے پانچ سو درہم دینا واجب ہوگا۔ (یعنی تقریبا سوا سو روپے چاندی) اگر کافر ذمی

مہر میں شراب مقرر کریں تو صحیح ہے پس مہر کے قبضہ سے پہلے شوہر یا زوجہ مسلمان ہوجائے تو

شراب کی قیمت دینا ہوگی۔ اگر مسلمان شراب پر نکاح کرے تو بعض علما نے کہا ہے کہ نکاح

...سدها لزم والقول قول الزوج في قدر المهر ولو انكره بعد الدخول فالواجب
مهر المثل ولو ادعت المواقعة فالقول قوله مع يمينه على اشكال ولو تزوج
...الصغير ضمن مهره مع فقره وللمرأة الامتناع قبل الدخول حتى تقبض المهر
الفصل الثامن في القسم والنشوز. للزوجة دائما ليلة من اربع و
للزوجتين ليلتان وللثلث ثلث ولو كن اربعا فلكل واحدة ليلة ولو وهبت
احدهن وضع ليلتها حيث شاء ولو وهبت الضرة بات عندها ويجب
للزوجة بلا الموافقة وحرة ليلتان للامة وبتائبة ليلة وتختص البكر

صحیح ہے دخول کے بعد مہر مثل دینا چاہیئے اور بعض نے کہا کہ نکاح باطل ہے، اگر کنیز مدبر کو مہر میں
مقرر کرے تو تدبیر باطل ہوگی اگر عقد میں کسی حرام چیز کی شرط کرے تو فقط شرط باطل ہے۔
اور عقد صحیح، اگر زوجہ کو اس کے وطن سے باہر نہ لیجانے کی شرط کرے تو عمل کرنا لازم ہوگا
شوہر کا قول مقدار مہر میں با عدم بینہ مسموع ہے اگر شوہر دخول کے بعد مقدار مہر کا انکار کرے
تو واجب یہ ہے کہ مہر مثل واجب ہے بشرطیکہ ثبوت نہ ہو، عورت مقاربت کا دعوی کرے
تو مرد کا قول با قسم مسموع ہے بشرطیکہ وجہ ثبوت عورت کے پاس نہ ہو، اگر باپ اپنے نابالغ
بچے کا نکاح کرے تو مہر کا ضامن ہوگا بشرطیکہ بچہ فقیر ہو۔ عورت کو جائز ہے کہ دخول
سے پہلے جبتک کہ مہر وصول نہ ہو مرد کو مقاربت سے منع کرے **آٹھویں فصل** راتوں کی
تقسیم اور عورتوں کی نافرمانی کے بیان میں ہے اگر زوجہ دائمی ہو تو ہر چار راتوں میں یک
رات اس کے پاس رہنا چاہیئے اور دو بیویاں ہوں تو دو راتیں یعنی ہر ایک کے پاس
ایک رات اور باقی دو راتوں میں اختیار ہے اگر تین ہوں تو تین راتیں اور چار ہوں تو ہر ایک
کی ایک رات ہی، اگر ان میں سے کوئی اپنی رات شوہر کو بخشدے تو اس رات کو جہاں چاہے ہے اگر کسی رات

عند الدخول بسبع والثیب بثلث وتستحب التسویة فی الانفاق ویجب علی الزوجة
تمکین وازالة المنفر وله ضرب الناشزة بعد وعظها وهجرها ولو نشز حابسه
ویجاوز بعض حقها وکله استمالة له ویحل قبوله ولو کره کل منهما صاحبه
انفذ الحاکم حکمین من اهلهما او اجنبیین فان رایا الصلح اصلحا وان رایا
تفرقة راجعاهما فی الطلاق والبذل والحکم مع اختلافهما الفصل الثالث
فی احکام الاولاد۔ یلحق الولد فی الدائم مع الدخول ومضی ستة اشهر من
حین الوطی ووضعه مدة الحمل وهی ستة اشهر الی عشرة اشهر فما غاب

اپنی سوت کو بخشنی تو لازم ہے کہ وہ رات بھی اسی عورت کے پاس رہے۔ تاکہ
نفقہ بتادیا جیسے مقاربت واجب نہیں۔ اگر منکوحہ دو عورتیں ہیں ایک بیوی اور ایک کنیز یا
کتابیہ ہو تو بیوی کی دو راتیں ہیں اور کنیز یا کتابیہ کیلئے ایک رات۔ اگر زوجہ باکرہ ہو اور بیاہ
میں) بوقت دخول اسکی سات راتیں ہیں اور ثیبہ ہو تو تین راتیں نفقہ میں مساوات مستحب ہے
اور زوجہ پر واجب ہے کہ شوہر کو مقاربت کرنے دے اور نفرت کی چیزوں کو دور کرے
اگر عورت نافرمان ہو تو شوہر پہلے اسے نصیحت کرے اگر نہ مانے تو چند روز جدائی اختیار کرے
تب بھی نہ مانے تو مارنا جائز ہے۔ اگر مرد ادائے حقوق میں کوتاہی کرے تو عورت مطالبہ کر سکتی ہے
مرد کی توجہ مائل کرنے کیلئے اپنے بعض حقوق یا کل کو ترک کر سکتی ہے مرد کو اس کا
قبول کرنا جائز ہے۔ اگر دونوں طرف سے کراہت بہم پہونچے تو حاکم شرع دو حکم مقرر کرے
رشتہ دار یا ایک شوہر کا قرابتدار ہو ایک زوجہ کا یا دونوں اجنبی ہوں پس دونوں حکم اگر صلح
مناسب جانیں تو صلح کرا دیں ورنہ مرد و زن کو طلاق و بخشش کی طرف رجوع کریں یعنی
عورت کچھ دیکر طلاق لے مگر بے رضائے شوہر طلاق نہ ہوگی اگر دونوں حکموں کی رائیں مختلف

وعشر اکثر من عشرۃ اشہر ولدت ثم یلحق بہ والقول قولہ فی عدم الدخول
ولو اعترف بہ وانکر الولد لم ینتف الا بلعان لایجوز الحاق ولد الزنا بہ و
لو تزوجت باخر بعد طلاق الاول واتت بولد لاقل من ستۃ اشہر فہو للاول
وان کان لستۃ اشہر فصاعدا فہو للاخیر ولو کان لاقل من ستۃ اشہر من وطی
الثانی واکثر من عشرۃ من طلاق الاول فلیس لہما وکذا الامۃ لو بیعت بعد
الوطی ولو اعترف بولد امتہ او متعۃ الحق بہ ولا یقبل نفیہ بعد ذلک ولو وطیہا
المولی واجنبی فی طہر واحد فہو للمولی ولو ظہرت امارۃ الانتفاء لایجوز الحاقہ ولا نفیہ بل یستحب

ہوں تو بچہ حکم زوج کا ہوگا

فصل اولاد کے احکام کے بیان میں

نکاح دائمی میں
دخول کے بعد چھ مہینے گزریں اور بچہ مدت حمل میں یعنی چھ مہینے سے دس مہینے تک پیدا ہو
تو باپ سے لحق ہوگا اگر شوہر دس مہینے سے زیادہ غائب یا عورت سے جدا ہے پھر بچہ پیدا
ہو تو باپ سے لحق نہ ہوگا بلکہ ولد حرام ہوگا یا ولد شبہہ، عدم دخول میں مرد کا قول معتبر ہے
بشرط عدم بینہ، اگر دخول کا اقرار اور بچہ کا انکار کرے تو بغیر لعان کے بچہ کی نسبت اس سے
نہ جائے گی ولد الزنا کو اپنے سے لحق کرنا جائز نہیں اگر عورت شوہر اول کے طلاق کے بعد دوسرے
سے عقد کرے اور چھ مہینے کے اندر بچہ پیدا ہو بشرطیکہ زندہ اور کامل ہو تو وہ شوہر اول کا،
اگر چھ مہینے یا زیادہ میں پیدا ہو تو شوہر ثانی کا ہے، اگر دوسرے شوہر کی وطی سے چھ ماہ سے
کم اور پہلے شوہر کی طلاق سے دس مہینے کے بعد بچہ پیدا ہو تو ان دونوں کا نہیں اسی
کنیز کا حکم ہے جو وطی کے بعد فروخت ہو۔ اگر اپنی کنیز یا ممتوعہ کے بچہ کا اقرار کرے تو بچہ
لحق ہوگا اور پھر انکار کرے تو انکار مسموع نہیں۔ اگر ایک کنیز سے آقا بھی وطی کرے اور
دوسرا شخص بھی تو فرزند آقا کا ہے۔ اگر آقا کا بچہ نہ ہونے کی علامتیں ظاہر ہوں تو

ن وطی بینی ولو ردیة مشترکون فیہ اقرعوا فمن تخرجه القرعة و یغرم للباقین
حصصهم من قیمة امه و قیمته یوم سقوطه حیا و لو وطی بالشبهة لحق به الولد
فان کان لها زوج و قد تزوجت ردت علیه بعد العدة من الثانی و یجب عند الولادة
استبداد النساء او الزوج بالمراة و یستحب غسل المولود والاذان فی اذنه الیمنی والاقامة
فی الیسری و تحنیکه بتربة الحسین و بماء الفرات و تسمیته باسم احد الانبیاء والائمة
علیهم السلام و تکنیته ولا یکنی محمد بابی القاسم و حلق راسه یوم السابع والعقیقة بعده
و یتصدق بوزن شعره ذهبا او فضة و ثقب اذنه و ختانه فیه یجب بلوغ و خفض الجواری

تو اس کا الحاق جائز ہے نہ نکاح بلکہ سنت ہے کہ اسے کچھ دینے کیلئے وصیت کرے۔ اگر ایک کنیز
مشترک سے چند شریک وطی کریں اور بچے پر سب دعوی کریں تو جسکے نام پر قرعہ آئے اس سے بچہ
ملحق ہوگا مگر اس کو لازم ہے کہ کنیز کے حصوں کی قیمت اور بچہ کے حصوں کی قیمت روز پیدائش
کی سب شریکوں کو دے۔ اگر کسی عورت کو شبہ سے وطی کرے تو بچہ اسی سے ملحق ہوگا اگر شوہر
دار عورت کو بشبہ ... بچہ پیدا ہو تو عدۃ گزرنے کے بعد وہ عورت شوہر اول کیطرف پھیر دی
جائیگی زچگی کی اعانت ولادت کے وقت عورتوں پر یا عورتیں نہ ہوں تو شوہر پر
واجب ہے اور سنت ہے کہ مولود کو غسل دیں۔ اسکے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان
میں اقامت کہیں۔ تالو میں یعنی منہ کے اندر اوپر کی طرف تربت حسین، خاک شفا اور آب فرات
ملیں۔ کسی نبی یا امام کے ناموں میں سے اسکا نام رکھیں اور کنیت بھی مقرر کریں، اگر محمد نام
رکھیں تو ابو القاسم کنیت نہ مقرر کریں ساتویں روز سر منڈا دیں اسکے بعد عقیقہ کریں یعنی
بکرا ذبح کریں، اور بچے کے بالوں کے وزن سونا یا چاندی تصدق کریں، کان میں سوراخ کریں اور
ختنہ بھی ساتویں روز کریں اور خود لڑکے پر بلوغ کے بعد ختنہ واجب ہے اور لڑکی کا ختنہ مستحب ہے

مستحب يستحب له ان يعق عن الذكر بذكر وعن الانثى بانثى وهي بصفات
الاضحية ويأكل الابوان منها ولا يكسر شيء من عظمها وافضل مراضع الام
وتجب الاجرة على الاب ان ... موته من مال الرضيع ولا تجبر على ارضاعه وتجبر
الامة ومدة الرضاع حولان واقل احد وعشرون شهرا والام احق بارضاعه اذا رضيت
بما يطلب غيره من اجرة او تبرع والام احق بحضانته للذكر مدة الرضاع واذا كانت حرة
مسلمة وبالانثى الى سبع سنين تسقط الحضانة بتزوجها ووفاة الاب وكان مولى
وكافرا فالام اولى **الفصل العاشر في النفقات** اما الزوجة فيجب لها

لڑکے کیلئے عقیقہ کا بکرا یا بھیڑ نر ہو اور لڑکی کیلئے مادہ اور اسمیں قربانی کے صفت ہوں ماں باپ
اسمیں سے کھائیں اور اسکی ہڈی نہ توڑیں، دودھ پلانے کیلئے سب سے بہتر ماں ہے، اگر وہ آزاد ہو
تو باپ پر واجب ہے کہ اسکی اجرت دے، اگر باپ مرگیا ہو تو دودھ پلانے کی اجرت بچہ کی ماں سے
بچہ کی ... ماں پر دودھ پلانے کے لئے جبر نہیں ہو سکتا ہاں اگر ماں کنیز ہو تو جبر ہو سکتا ہے
دودھ پلانے کی حد دو برس کی ہے اور کم سے کم اکیس مہینے جس قدر اجرت دوسری
عورت لیتی ہے اس اجرت پر یا بلا اجرت دودھ پلانے کے لئے ماں راضی ہو تو دوسروں سے
زیادہ حقدار ہے اگر ماں آزاد اور مسلمان ہو تو بچہ کی حفاظت کیلئے احق ہے پس اگر
وہ لڑکا ہو تو مدت شیر خوارگی تک اسکی حفاظت کی حقدار ہے اور لڑکی ہو تو سات برس
تک اگر ماں دوسرے سے نکاح کرے تو اسکی حضانت یعنی حق پرورش وحفاظت
ساقط ہے اگر باپ مرجائے یا وہ غلام یا کافر ہو تو ماں پرورش وحفاظت کیلئے اولیٰ ہے
دسویں فصل نفقہ کے بیان میں زوجہ کو نفقہ دینا یعنی کھانا اور لباس اور رہنے کیلئے مکان
دینا بقدر امکان واجب ہے بشرطیکہ وہ مناکحت کے قابل ہو اور نافرمان نہ ہو اگرچہ ذمیہ یا کنیز ہو اگر

عند كلا و النفقة

كتاب الفراق وفيه فصول الفصل الأول

في الطلاق

ويشترط في المطلق البلوغ والعقل والاختيار والقصد وللولي ان يطلق عن المجنون لا الصغير والسكران وفي المطلقة دوام الزوجية وخلوها من الحيض والنفاس ان كان حاضراً او دخل بها و ان كان غائباً بقدر انتقالها من طهر الى آخر صح طلاقه وان كانت حائضاً و ان يطلقها في طهر لم يقربها فيه بجماع الا في الصغيرة واليائسة والحامل والمسترابة تصبر ثلاثة اشهر ولا يقع الا بقول طالق مجرد عن الشرط

نفاس سے خالی ہو، اگر شوہر اس مدت تک غائب ہو کہ جس مدت میں وہ عورت ایک طہر سے دوسرے طہر میں آسکتی ہو تو (حالِ غیبت میں) اس کی طلاق صحیح ہے اگرچہ عورت حالتِ حیض میں ہو، اور شرط ہے کہ ایسے طہر میں طلاق دے جس میں جماع نہ کیا ہو سوائے صغیرہ اور یائسہ اور حاملہ کے (یعنی صغیرہ و یائسہ و حاملہ کو طہر میں جماع کر کے طلاق دے سکتا ہے) اور جو عورت کہ حیض کے سن میں ہو مگر اسے حیض نہ آتا ہو وہ تین مہینے صبر کرے (یعنی جماع سے تین مہینے گزر جائیں جب اسے طلاق دینا چاہیے) اور قول طالق (جیسے انت طالق یا ہی طالق) کے سوا طلاق صحیح نہیں بشرطیکہ یہ قول بھی شرط و صفت سے خالی ہو اور شرط ہے کہ صیغہ طلاق کو دو مرد عادل سنیں۔ **دوسری فصل اقسام طلاق کے بیان میں ہے۔** طلاق دو قسم پر ہے۔ بدعت و سنت۔ طلاق بدعت وہ ہے کہ جو مرد حاضر ہو (یعنی سفر میں نہ ہو) ایسی عورت کو جو مدخولہ ہو حالتِ حیض و نفاس میں طلاق دے (بشرطیکہ اس عورت سے دخول کیا ہو) یا ایسی عورت کو جو حیض کے سن میں ہو مگر اسے حیض نہ آتا ہو (دخول کے بعد) تین مہینے سے پہلے طلاق دے یا ایک مرتبہ تین طلاق کہے یہ سب باطل ہیں۔ طلاق سنت دو ہیں بائن اور رجعی یائسہ اور صغیرہ اور غیر مدخولہ کی طلاق اور خلع و

النفقة من الاطعام والكسوة والسكنى مع الخادم والتمكين التام مع القدرة
وان كانت ذمية او امة فان طلقت بائنا او مات الزوج فلا نفقة مع عدم
الحمل وتقضى مع الفوات واما الاقارب فتجب للابوين وان علوا والاولاد
وان نزلوا خاصة بشرط الفقر والعجز عن التكسب على الاب نفقة الولد فان
فقد او عجز فعلى اب الاب وهكذا فان فقدوا فعلى الام فان فقدت فابواها
واما المملوك فتجب نفقته على مولاه وله ان يجعلها في كسبه مع الكفاية
والا اتمه المولى وتجب للبهائم فان امتنع اجبر على بيعها او ذبحها ان كانت

شوہر سے طلاق بائن دے دیا مرجائے تو نفقہ ساقط ہوگا بشرطیکہ حاملہ نہ ہو۔ اگر کسی مدت کا نفقہ رہ گیا
ہو تو اس کی قضا عمل میں لائی جائے۔ اقربا میں نفقہ ماں باپ اور دادا دادی اور نانا نانی ہر چند
اوپر کے ہی درجہ کے ہوں اور بیٹا بیٹی اور پوتا پوتی اور نواسہ نواسی کا نفقہ واجب ہے بشرطیکہ محتاج اور کسب کرنے سے
عاجز ہوں۔ فرزند کا نفقہ باپ پر واجب ہے اور باپ نہ ہو یا عاجز یعنی فقیر ہو تو دادا پر واجب ہے
اسی طرح جہاں تک اوپر چلیں۔ اگر باپ دادا کوئی نہ ہو تو ماں پر ہے اور ماں نہ ہو تو ماں کے ماں باپ پر۔ غلام
و کنیز کا نفقہ مالک پر واجب ہے اور آقا کو جائز ہے کہ ان کے کسب کو ان کے نفقہ میں مقرر کر دے
بشرطیکہ وہ کافی ہو ورنہ جو کم پڑے وہ خود دے۔ جانوروں کا دانہ چارہ بھی مالک پر واجب
ہے اگر مالک نہ دے تو فروخت یا ذبح کرنے پر بشرطیکہ وہ قابل ذبح ہوں یا دانہ چارہ دینے پر مجبور
کیا جائیگا۔ کتاب فراق اس میں کئی فصلیں ہیں۔ پہلی فصل طلاق کے بیان میں۔ شرط ہے
کہ طلاق دینے والا بالغ اور عاقل ہو اور قصد و اختیار سے طلاق دے دیوانہ کی طرف سے ولی طلاق
دے سکتا ہے مگر بچہ اور مست کی طرف سے نہیں دے سکتا۔ جس عورت کو طلاق دی جاتی ہے شرط ہے کہ وہ منکوحہ دائمی ہو
اگر شوہر اس سے غائب نہ ہو یعنی مس فرج ہو اور دخول کیا ہو تو شرط ہے کہ بوقت طلاق وہ عورت حیض

طلاق

وبصيغة ويشترط سماع رجلين عدلين **الفصل الثاني** في اقسامه وهو
بدعة وسنة **فالاول** طلاق الحائض الحائل او النفساء مع حضور الزوج
ومسترابة قبل ثلاثة اشهر وطلاق الثلاثة مرسلا والكل باطل **الثاني** بائن
ورجعي فالاول طلاق اليائسة والصغيرة وغير المدخول بها والمختلعة و
المبارأة مع استمرار الشرط على البذل والمطلقة ثلاثا بينها رجعتان والثاني ما عداه مما للرجل
المراجعة فيه وطلاق العدة من حيث انه يراجع في العدة ويواقعها ثم يطلق بعد
الطهر فهذه تحرم بعد تسع ينكحها بينها رجلان مؤبدا وما عداه تحرم في كل ثالثة حتى

مبارات بشرطیکہ عورت نے جو کچھ دیا ہے وہ واپس نہ لے اور وہ تیسری طلاق جسکے بیچ میں دو مرتبہ رجوع
بھی ہو (یہ سب) طلاق بائن ہیں طلاق رجعی ان طلاقوں کے سوائے ہے جسمیں مرد کو رجوع
کرنا جائز ہے (اور طلاق بائن میں رجوع نہیں کر سکتا) طلاق عدہ اسی سنتی طلاق سے ہے
وہ یہ کہ ایک مرتبہ طلاق دے اور عدہ میں رجوع کرے اور جماع کرے پھر طہر میں طلاق دے ایسی
ایسی عورت جسکی اسی طرح نو طلاقیں ہوں اور بیچ میں دو غیر مردوں نے نکاح بھی کیا ہو (یعنی ہر تیسری
طلاق پر ایک آدمی نے نکاح کرکے طلاق دی ہو) شوہر اول پر حرام مؤبد ہو جاتی ہے اسکے سوائے
ہر تیسری طلاق پر حرام ہوگی یہاں تک کہ غیر شخص نکاح کرکے طلاق دے اور شرط ہے کہ
محلل (غیر شخص جو نکاح کرتا ہے) بالغ ہو اور عقد صحیح دائمی سے قبل میں وطی کرے۔ محلل
جس طرح سے تین طلاقوں کو منہدم کرتا ہے اسی طرح تین سے کم کو بھی منہدم کرتا ہے۔
قول یا فعل دونوں سے رجوع کرنا صحیح ہے اور رجوع میں گواہ کی ضرورت نہیں حیض
کا عدہ گزرنے میں عورت کا قول معتبر ہے۔ بیمار مرد کو طلاق دینا مکروہ ہے اگر دیدے تو واقع
ہوگی مگر ایک سال تک مطلقہ اسکی وارث ہوگی (یعنی طلاق کے بعد ایک برس کی مدت

نکح غیره ویشترط فی محلل بلوغ ووطی قبلاً بالعقد صحیح للأول وکره بشرط التحلیل وتفاد
وتصح الرجعة نطقاً وفعلاً ولا یجب فیها الاشهاد ویقبل قول المرأة فی انقضاء العدة
بحیض فیکره طلاق المریض ویقع لکن ترثه امرأته وان کان بائناً الی سنة مالم
تمت بعدها ولو تعلقت وتتزوج ویبرأ من مرضه وهو یرثها فی الرجعی فی عدة
ونکاح صحیح مدخول والا فلا **الفصل الثالث فی العدة** لا عدة فی الطلاق
علی الصغیرة والیائسة وغیر المدخول بها والمستقیمة بحیض عدتها ثلثة اقراء
ان کانت حرة ولا فقرآن ولا فی سن من تحیض ولا حیض عدتها ثلثة اشهر ان کا

میں شوہر بیمار مرے تو وہ میراث لیگی ہرچند طلاق بائن ہو اگر شوہر ایک برس کے بعد اگرچہ
ایک لحظہ بعد ہو مرے یا عورت دوسرے شوہر سے نکاح کرلے یا مرد تندرست ہوجائے
تو وارث نہ ہوگی، اگر طلاق رجعی ہو اور عورت پہلے مرجائے تو عدت کے زمانے میں مرد اس کا
وارث ہوگا، اگر بیمار نکاح کرے اور دخول ہو تو نکاح صحیح ہے ورنہ صحیح نہیں۔ تیسری
فصل عدت کے بیان میں ہے صغیرہ اور آئسہ اور غیر مدخولہ کیلئے طلاق میں عدہ نہیں اور
جس کو حیض برابر آتا ہو اس کا عدہ تین طہر ہیں بشرطیکہ آزاد یعنی بیوی ہو اور اگر کنیز ہو
تو دو طہر اور اگر حیض کے سن میں ہو اور حیض نہ آتا ہو اسکے عدہ کے تین مہینے ہیں بشرطیکہ
آزاد ہو ورنہ ڈیڑھ مہینہ۔ حاملہ کا عدہ وضع حمل تک ہے اگر حمل گرجائے (یعنی حمل گرنے
سے بھی عدہ تمام ہوگا، اگر زن آزاد کا شوہر مرجائے تو اسکے عدہ کے چار مہینے دس دن
ہیں خواہ صغیرہ ہو خواہ آئسہ یا ان کے سوا ہو خواہ مدخولہ یا غیر مدخولہ اگر حاملہ ہو تو عدت
دونوں مدتوں سے (یعنی مدت وضع حمل۔ اور چار مہینے دس دن سے) زیادہ ہو وہ عدہ
کا مدت ہے۔ عدہ وفات میں ترک زینت واجب ہے اگر کنیز کا شوہر مرے تو

لان نفى نفقة حملها ولا تخرج الامة المضروبة بين صفتين وترجع قبل بلوغ

وعليه نفقة عدة ونصه المطلقة من ثلث بيناه. واستوفى عنها زوجها من حين بلوغ

الفصل الرابع في الخلع والمبارات ولا يقع الخلع بمجرده ما لم يتبع بالطلاق على

قول ولا بد فيه من الفدية مما يصح تملكه بشرط التعيين واختيار المرأة ولها ان

تأخذ زيادة مما اعطاها ويشترط في الخالع التكليف والاختيار والقصد وفي

المرأة مع الدخول الطهر الذي لم يقربها فيه بجماع مع حضور الزوج وانتفاء الحمل وامكان

الحيض واختصاصها بالكراهية وحضور شاهدين عادلين وتجريده عن شرط لا يقتضيه العقد

مبارات کہتے ہیں ایک قول کی بنا پر فقط لفظ خلع سے خلع واقع نہ ہوگا جبتک کہ اس کے

ساتھ لفظ طلاق نہ کہا جائے اور بعض علما کہتے ہیں کہ بغیر لفظ طلاق خلع واقع ہوگا اول

احوط ہے اس کی صورت یہ ہے کہ مرد کہے زوجتی فلانة مختلعة علی کذا فہی طالق (خلع

میں ضرور ہے کہ بیبی کوئی چیز شوہر کو دے جسکی ملکیت صحیح ہو جیسے روپیہ پیاس وغیرہ)

بشرط تعیین و مقدار عورت اور مرد کو جائز ہے کہ جس قدر مہر دیا ہے اس سے

زیادہ لے۔ شرط ہے کہ خلع کرنیوالا بالغ و عاقل ہو اور اپنے اختیار و قصد سے

خلع کرے۔ اور عورت مدخولہ ہو تو شرط ہے کہ ایسے طہر میں خلع واقع ہو جس میں مباشرت

نہ کیا ہو بشرطیکہ شوہر حاضر ہو اور عورت حاملہ و یائسہ نہ ہو۔ اور خلع میں شرط یہ ہے

کہ عورت کی طرف سے کراہت ہو۔ اور دو گواہ عادل بھی موجود ہوں اور یہ بھی شرط

ہے کہ خلع خالی ہو جس کا مقتضی خود خلع نہیں۔ اگر ایسی شرط کرے جسکا مقتضی خود خلع

ہے جیسے کہے اگر تو مال پھیر لے گی تو میں بھی خلع سے رجوع کرونگا تو صحیح ہے) اگر

عورت کی طرف سے کراہت نہ ہو تو خلع باطل ہے اس صورت میں مرد عورت کی عطیہ کا

يبطل لو نشفت الكراهية منها ولا يملك الفدية ولها الرجوع في الفدية ما دامت
في العدة ولو رجعت كان له الرجوع في البضع والا فلا ولا توارث بينهما في العدة
ولو بانت الفدية مستحقة قيل يبطل خلعه ولو بذلت الامة مع الاذن صح وبدونه
تتبع بها ولو كانت فدية مسلم خمرا فان اتبع بالطلاق كان رجعيا ولو خالعها
على الف ولم يعين بطل ولو خالع على خل فبان خمرا صح وله بقدره خلا ولو طلق بفدية
كان بائنا ولو تجرد عن لفظ خلع ولو قالت طلقني بكذا كان الجواب على الفور فان
تأخر فلا فدية وكان رجعيا وشروط المبارات كالخلع الا ان الكراهية منهما

مالک نہ ہوگا۔ مختلعہ کو جائز ہے کہ عدت میں اپنا عطیہ پھیر لے۔ اور پھیر دینے کے بعد مرد کو
بھی رجوع جائز ہے۔ اگر عورت عطیہ واپس نہ لے تو مرد رجوع نہیں کر سکتا عدہ کے بیچ
دونوں میں سے اگر کوئی مر جائے تو میراث نہ ملے گی۔ اگر ظاہر ہو کہ عطیہ غصبی ہے تو
بقول بعض علما خلع باطل ہے اور بقول بعض صحیح مگر عورت پر لازم ہے کہ اس مال کی
قیمت یا اس کا مثل مرد کو دے۔ کنیز کا عطیہ آقا کی اجازت سے صحیح ہے بے اذن ہو تو آزاد ہونے کے
بعد دینا ہوگا۔ اگر عطیہ شراب ہو اور دونوں مسلمان ہوں تو خلع باطل ہے ہاں اگر خلع کے بعد طلاق کا
لفظ بھی کہا ہے تو وہ طلاق رجعی ہوگی۔ اگر ایک ہزار پر مثلاً خلع کرے اور کوئی شے
معین نہ ہو تو خلع باطل ہے اگر سرکہ پر خلع کرے اور ظاہر ہو کہ وہ شراب ہے تو خلع صحیح
ہے مگر سرکہ کے برابر دے۔ عورت سے کچھ لیکر طلاق کہے تو وہ طلاق بائن ہے اگرچہ لفظ
خلع ذکر نہ کرے اگر عورت کہے کہ اسقدر لے کر مجھے طلاق دے تو جواب فوراً چاہیے
اگر دیر کر کے طلاق کہیگا تو وہ مال نہیں لے سکتا اور طلاق بھی رجعی ہوگی۔ مبارات
کی شرطیں بھی مثل خلع کے ہیں۔ مگر اس میں نفرت دو طرفہ ہوتی ہے۔ اسکی صورت

وصورتها بارأتك بكذا فانت طالق وهو بائن ولم ترجع في البذل في العدة ولا يحل له الزائد على ما اعطاها الفصل الخامس في الظهار وهو حرام وصورته ان يقول لزوجته انت علي كظهر امي او احد محرماته وشرطه سماع شاهدي عدل وكون المظاهر بالغا عاقلا والاختيار والقصد وايقاعه في طهر لم يجامعها فيه اذا كان حاضرا ومثلها تحيض وفي المتمتع بها والامة وغير المدخول بها ومع الشرط قولان ولا يقع في اضرار ولا يمين ومع ارادة الوطي تجب الكفارة يعني تحريم الوطي حتى يكفر فان طلق وراجع في العدة لم تحل حتى يكفر ولو خرجت

یہ ہے کہ مرد کہے) بارأتک بکذا فانت طالق یعنی طلاق بائن ہے بشرطیکہ عورت اپنے عطیہ کو عدہ میں واپس نہ لے۔ مگر مرد نے جسقدر مہر دیا ہے مبارات میں عورت سے اس سے زیادہ نہیں لے سکتا۔ پانچویں فصل ظہار کے بیان میں ہے ظہار کرنا حرام ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ مرد اپنی زوجہ سے کہے انت علی کظہر امی (یعنی مجھ پر تو مثل میری ماں کی پیٹھ کے ہے۔ اگر کوئی کہے کہ تو مثل میری ماں کے ہے تب بھی ظہار نہ ہوگا) یا ماں کی جگہ اور محرم کا مثل بہن وغیرہ کے نام لے ضروری ہے کہ دو مرد عادل سنیں، ظہار کرنے والا بالغ اور عاقل ہو، اور اختیار و قصد سے ایسے طہر میں ظہار واقع کیا ہو جسمیں اس سے جماع نہ کیا ہو بشرطیکہ مرد حاضر ہو اور عورت حیض کے سن میں ہو۔ ممتوعہ اور کنیز اور غیر مدخولہ کے ظہار میں اور ظہار مع الشرط میں اختلاف ہے اگر عورت کو ضرر پہنچانے کے قصد سے ظہار کرے یا اسے قسم ٹھیرا لے تو ظہار واقع نہ ہوگا۔ ظہار کے بعد جب مقاربت کا ارادہ کرے کفارہ واجب ہے یعنی بغیر کفارہ مقاربت حرام ہے۔ اگر ظہار کے بعد طلاق دے اور پھر عدہ میں رجوع کرے تب بھی بغیر کفارہ

۹۰

بعد اربعة اشهر فاذا رافعته انظره الحاکم الی اربعة اشهر فان رجع وکفر والا الزمه الطلاق
او الفئة والتکفیر ویضیق علیه فی المطعم والمشرب حتی یفعل احدهما ویقع الطلاق
رجعیا ولو آلی مدة فدافع حتی خرجت فلا کفارة ولو ادعی الاصابة فالقول قوله
مع یمینه وفئة القادر الوطی قبلاً وفئة العاجز اظهار العزم علی الوطی مع القدرة
ولا تتکرر کفارة بتکرر الیمین **الفصل السابع فی اللعان** وسببه قذف
الزوجة بالزنا مع ادعاء المشاهدة وعدم البینة او انکار ولد یلحق به ظاهراً و
یشترط فی الملاعن والملاعنة التکلیف وسلامة المرأة من الصمم والخرس و

شرع کے پاس رجوع کرے تو حاکم مزید چار مہینے کی مہلت دیگا اگر مرد اپنے کہے سے باز آئے
اور کفارہ دے تو بہتر ورنہ چار مہینے کے بعد مجبور کریگا کہ طلاق دے یا رجوع کرے یعنی مقاربت
کرے اور کفارہ دے اور کھانے پینے میں تنگ کرے تاکہ انہیں سے کوئی امر اختیار کرے
اگر ایسے وقت میں طلاق کہے تو وہ رجعی ہے اگر ایک مدت کے لئے ایلا کرے اور وہ مدت
گزر جائے تو کفارہ نہیں۔ اگر مرد وطی کر چکنے کا دعویٰ کرے تو اسکا قول مع القسم معتبر ہے
جو شخص وطی کی قدرت رکھتا ہو اس کا رجوع یہ ہے کہ فرج میں وطی کرے اور عاجز
اپنے ارادے کو ظاہر کرے کہ جب ہو سکے گا وطی کرونگا کئی قسمیں کھانے سے کفارہ مکرر
نہیں ہوتا۔ ساتویں **فصل** لعان کے بیان میں ہے۔ اس کا سبب قذف ہے
یعنی بی بی زوجہ کی نسبت کہے کہ میں نے اسے زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے اور گواہ
نہ ہوں۔ یا ایسے فرزند کا انکار کرے جو ظاہراً اس سے ملحق ہو سکتا ہے، لعان
کرنے والے مرد و زن میں شرط ہے کہ بالغ و عاقل ہوں اور عورت گونگی اور بہری
نہ ہو اور منکوحہ دائمی ہو۔ دخول کے مشروط ہونے میں اختلاف ہے، لعان کی

دوام النکاح وفی اشتراط الدخول قولان وصورتہ ان یقول الرجل اشہد باللہ
انّی من الصادقین فیما قلتہ عن ہذہ المرأۃ اربع مرات ثم یعظہ الحاکم فان رجع
حدّ وان اقام قال ان لعنۃ اللہ علیّ ان کنت من الکاذبین ثم تقول المرأۃ اربع مرات
اشہد باللہ انہ من الکاذبین ثم یعظہا الحاکم فان اعترفت رجمہا والا قالت
انّ غضب اللہ علی ان کان من الصادقین فتحرم ابداً ویجب التلفظ بالشہادۃ
والقیام عند التلفظ وبدأۃ الرجل وتعیین المرأۃ والنطق بالعربیۃ مع القدرۃ
ویجوز غیرہا مع التعذر والبدأۃ بالشہادۃ ثم باللعن فی الرجل والمرأۃ تبدأ بالشہادۃ

صورت یہ ہے کہ مرد چار مرتبہ کہے اَشْہَدُ بِاللّٰہِ اِنِّی لَمِنَ الصَّادِقِیْنَ فِیْمَا قُلْتُہٗ عَنْ
هٰذِہِ الْمَرْأَۃِ یعنی خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں اس عورت کو زنا کی نسبت دینے میں سچا
ہوں اسوقت حاکم مرد کو نصیحت کرے پس اگر مرد اپنے دعوے سے پھر جائے تو حاکم
حدّ قذف مرد پر جاری کرے اگر نہ پھرے تو پھر ایک مرتبہ کہے اِنَّ لَعْنَۃَ اللّٰہِ عَلَیَّ اِنْ
کُنْتُ مِنَ الْکَاذِبِیْنَ یعنی اگر میں نے جھوٹ کہا ہے تو بیشک مجھ پر خدا کی لعنت ہے
اسکے بعد عورت چار مرتبہ کہے۔ اَشْہَدُ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ مِنَ الْکَاذِبِیْنَ یعنی میں خدا کو گواہ
کر کے کہتی ہوں کہ بیشک یہ مرد جھوٹا ہے پھر حاکم عورت کو نصیحت کرے پس اگر عورت زنا کا
اقرار کرے تو حاکم اسے سنگسار کرے ورنہ پھر عورت کہے اِنَّ غَضَبَ اللّٰہِ عَلَیَّ اِنْ کَانَ
مِنَ الصَّادِقِیْنَ یعنی اگر یہ مرد سچا ہے تو بیشک مجھ پر خدا کا غضب نازل ہو جب
کہہ چکیں تو اس مرد پر یہ عورت حرام مؤبد ہو جائیگی۔ واجب ہے کہ شہادت کے لفظ سے
تلفظ کریں یعنی اشہد کہیں کوئی اور لفظ نہیں اور مرد و عورت کہتے وقت کھڑے رہیں
مرد ابتدا کرے۔ اور عورت کو معین کرے اور حتی الامکان عربی کرے اگر عذر ہو تو بغیر عربی کے بھی

ثم بالغضب ويستحب جلوس الحاكم مستدبر القبلة ووقوف الرجل عن
يمينه والمرأة عن يساره وحضور من يستمع اللعان ولو عظ قبل اللعن و
الغضب فلو اكذب نفسه بعد اللعن حُدّ للقذف ولم يزل تحريم وثبت الولد
مع اعترافه بعد اللعان ولا يرثه الاب ولا من يتقرب به وفي ولو اقرت
المرأة بعد اللعان اربعًا قيل تُحد ولو ادعت المرأة المطلقة الحمل منه
فانكر الدخول فاقامت بينة بارخاء الستر فالاقرب سقوط اللعن ما لم يثبت
الدخول

کتاب العتق وفيه فصول الفصل الاول في الرق

چاہیے کہ مرد شہادت سے ابتدا کرے پھر لعن کرے اور عورت شہادت سے ابتدا کرے پھر
غضب اور سنت ہے کہ حاکم پشت بقبلہ بیٹھے مرد اسکے داہنی طرف اور عورت بائیں طرف ہو کوئی
سننے والا حاضر ہو۔ حاکم لعن و غضب سے پہلے نصیحت کرے (یعنی جھوٹ سے منع کرے) اگر
لعان کے بعد مرد جھوٹ کا اقرار کرے تو حد قذف اسے ماری جائیگی مگر عورت کی حرمت زائل نہ ہوگی
اگر لعان کے بعد فرزند کا اقرار کرے تو فرزند اس کا وارث ہوگا مگر وہ اس کے اقربا فرزند کے
وارث نہوں گے۔ اگر عورت لعان کے بعد چار مرتبہ زنا کا اقرار کرے تو بعض علما کہتے ہیں کہ
اس پر حد جاری ہوگی۔ اگر زن مطلقہ ادعا کرے کہ طلاق دینے والے مرد کا حمل ہے اور مرد
دخول سے انکار کرے پھر عورت پردہ ڈالنے کے گواہ پیش کرے تو اقرب یعنی یہ بات ہے کہ
جب تک دخول ثابت نہو لعان نہیں ہے (یعنی عورت کا دعوی باطل ہوگا) کتاب العتق
(یعنی آزاد کرنا) اسمیں کئی فصلیں ہیں پہلی فصل غلامی و کنیزی کے بیان میں ہے۔ یہ امر کفار
حربی کے ساتھ خاص ہے۔ اگر کفار ذمی ذمہ کی شرطوں میں خلل ڈالیں تو وہ بھی غلام
و کنیز ہو سکتے ہیں۔ اگر کوئی اپنے اختیار سے غلامی (یا کنیزی) کا اقرار کرے تو اسپر بھی

يختص الرق باهل حرب بدل الذمة اذا اخلوا بالشرائط ويحكم على المقر
برقيته مختاراً ولا يقبل قول مدعي الحرية اذا كان يباع في الاسواق الا
ببينة ولا يملك الرجل ولا المرأة احد الابوين وان علوا والاولاد وان
نزلوا ولا الرجل المحارم بالنسب من النساء ولو ملك احد هؤلاء عتق وحكم
الرضاع حكم النسب **الفصل الثاني في صيغة العتق** والصريح انت حر وفي
لفظ العتق اشكال ولا يقع بغيره ولا بالاشارة والكتابة مع القدرة ولا يقع
مشروطاً ولا في يمين ولو شرط مع العتق شيئاً من خدمة وغيرها جاز وشرطه التكليف

جموں کا حکم جاری ہوگا جو شخص کہ بازار میں فروخت ہو وہ دعویٰ کرے کہ میں آزاد
ہوں تو بغیر بینہ مقبول نہ ہوگا۔ مرد و زن سے کوئی اپنے ماں باپ اور ان کے اوپر کے درج
والوں کا ہو تو ان کا مالک نہیں ہو سکتا اور نہ اولاد اور اولاد کی اولاد کا مالک ہو سکتا
ہے اور نہ مرد اپنے محارم نسبی عورتوں کا مالک ہو سکتا ہے پس اگر کوئی انہیں سے کسی کو
مول لے تو وہ آزاد ہو جائیگا۔ رضاع کا حکم بھی مثل نسب کے ہے **دوسری فصل**
آزاد کرنے کے صیغہ کے بیان میں ہے صریح صیغہ یہ ہے انتَ حُرٌّ یعنی تو آزاد ہے اور
لفظ عتق میں اشکال ہے۔ بغیر ان دونوں لفظوں کے آزادی نہیں ہو سکتی زبان سے
کہنے کی قدرت رکھتے ہوئے اشارہ کرے یا لکھے تو صحیح نہیں۔ اگر آزادی کو کسی چیز سے
مشروط کرے یا اسے قسم قرار دے تو صحیح نہیں۔ اگر آزادی میں کسی خدمت وغیرہ کی شرط
کرے تو جائز ہے ضروری ہے کہ آزاد کرنیوالا بالغ و عاقل ہو اور اختیار و قصد و نیت
قربت سے آزاد کرے اور جس کو آزاد کرتا ہے چاہئے کہ وہ مسلمان ہو مخالف کو آزاد کرنا مکروہ ہے
اور مخالف کو یا کافر کو آزاد کرنے کی نذر کرے تو صحیح ہے۔ غلام و کنیز کو سات برس

في العتق والاختيار ولقصد القربة واسلام العبد يكره عتق المخالف ومن نذر
عتقه وجب عتقه لكنه صح ويستحب ان يعتق من مضى في ملكه سبع سنين ومن نذر عتق
كل عبد له قديم عتق من كان في ملكه ستة اشهر فصاعدا ولو نذر عتق اول مملوك
يملكه فملك جماعة يستخرج بقرعة على خلاف والعبد لا يملك شيئا وان ملكه مولاه على
الاقوى فلو اعتقه وبيده مال فالمال للمولى وان علم به ولو اعتق ثلث عبيده استخرج بالقرعة
ولو اعتق بعض عبده عتق كله فلو كان له شريك قوم عليه حصة شريكه ولو كان معسرا
سعى العبد في النصيب ولو اعتق الحبلى فالوجه عدم عتق الحمل الا ان يعتقه بالنص والوصية

بعد آزاد کردینا سنت ہے اگر نذر کرے کہ جتنے قدیم غلام ہیں انہیں آزاد کروں گا تو جو غلام
چھ مہینے یا زیادہ سے ہوں انہیں آزاد کیے اگر نذر کرے کہ جو مملوک پہلے ملکیت میں آئے
اسے آزاد کردوں گا پس اتفاق سے چند غلام وکنیز ملک میں آئیں تو ایک کو قرعہ سے جدا کرے
اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ غلام وکنیز خود کسی شئے کے مالک نہیں ہوسکتے گو آقا کسی شئے
کا انہیں مالک کرے علی الاقوی اگر کسی غلام کو آزاد کرے اور اس کے پاس کچھ مال ہو تو
وہ مال آقا لے سکتا ہے ہرچند آقا جانتا ہو اور اس مال کا استثنا نہ کیا ہو اگر مملوکوں
میں سے ایک تہائی حصہ آزاد کرے تو قرعہ سے نکالے جائیں گے۔ اگر ایک غلام کے ایک جز کو
آزاد کرے تو کل آزاد ہوگا۔ اگر اسمیں دوسرا بھی شریک ہو تو اسکے حصے کی قیمت دے
اور جو تنگدست ہو تو خود غلام اسکے حصے میں مزدوری کرکے آزاد ہوگا اگر کنیز حاملہ کو آزاد
کرے تو ایک دلیل کی بنا پر حمل آزاد نہ ہوگا۔ ہاں اگر حمل کو بھی علیحدہ آزاد کرے تو آزاد ہوجائیگا
اگر غلام وکنیز اندھے ہوجائیں یا انہیں جذام ہو یا آقا ان کے کسی عضو کو قطع کرے یا
وہ زمین گیر ہوجائیں تو ان سب صورتوں میں) وہ آزاد ہوجائیں گے۔ اسی طرح اگر کافر

عتق المملوك وحده به وينسب ولاؤه به ولا تقود الاسباب في العتق وكذا اسلام العبد و
خروجه قبل مولاه وهو اذن مالكه. ومملوك الغير اشترى من ماله واعتق واعطى لباقي
الفصل الثالث في التدبير وهو ان يقول انت رق في حياتي وحر بعد وفاتي من
الكامل القاصد فيعتق من ثلث بعد الوفات كالوصية وله الرجوع متى شاء وهو مؤخر
عن الدين والمدبر الحبلى اختصت بالتدبير دون الحمل فان حملت من مولاها بعد
التدبير فانه يكون مدبرا ولو رجع في تدبير الام قيل يصح رجوعه في تدبير الاولاد ولا تبع
ان رجوعه في تدبيرها ليس رجوعا في تدبير الاولاد ولو رجع في تدبيرهما معا صح الرجوع

حربی کا، غلام مالک سے پہلے مسلمان ہو کر دار کفر سے نکل آئے تو آزاد ہوگا۔ اگر کوئی مرجائے اور
مال چھوڑے اور اس کا وارث کسی کا غلام ہو اور اس کے سوائے کوئی وارث نہ ہو تو وہ غلام
اپنے کو مالک سے خریدے اور باقی مال پر قبضہ کرے تیسری فصل تدبیر کے بیان میں ہے
یعنی کوئی شخص اپنے مملوک سے کہے انت رق فی حیوتی وحر بعد وفاتی یعنی میری زندگی
میں تو مملوک ہے اور میرے مرنے کے بعد آزاد کہنے والا بالغ و عاقل ہو، وہ قصداً کہے تو وہ
مملوک مالک کی وفات کے بعد اس کے ثلث مال سے مثل وصیت کے آزاد ہوگا، مالک جس وقت
چاہے اس قول سے رجوع کرسکتا ہے۔ اس کا مرتبہ قرض کے بعد ہے یعنی پہلے قرض
ادا ہوگا اسکے بعد کچھ مال بچے تو مدبر غلام آزاد ہوگا، کنیز حاملہ مدبرہ ہو تو اسکی تدبیر
اسی کے ساتھ خاص ہوگی بغیر حمل کے ہاں مملوکہ کو تدبیر کے بعد مالک سے حمل ہو تو وہ
حمل بھی مدبر ہوگا اگر کنیز کی تدبیر سے رجوع کرے تو بعض علماء نے کہا ہے کہ وہی رجوع
اسکی اولاد کا بھی ہے اور حق یہ ہے کہ کنیز کی تدبیر کا رجوع اسی کے ساتھ خاص ہے۔
اگر ماں اور اسکی اولاد دونوں کی تدبیر سے رجوع کرے تو صحیح ہے۔ غلام مدبر کی اولاد جو مملوکہ

ا بقي ويؤدون منه ما بقي من الكتابة وان لم يكن له مال سعى الاولاد فيما بقي على
ابيهم ومن الولد ويعتق الاولاد ايضا او اوصى له بشئ صح بقدر الحرية و
لكن لو وجب عليه حد ووطی الولی المطلقة حد بنسبة الحرية واما المشروطة
فان يقول بعد ذلك فان عجزت فانت رد في الرق وهذا لا يتحرر منه شئ الا
باداء جميعه فان عجز وحده ان يؤخر نجما عن وقته رد في الرق ويستحب ان لا
يصبر عليه ويعتبر في العوض من كونه دينا مؤجلا معلوما مما يصح تملكه ويكره
ان يتجاوز به القيمة واذا مات المشروط بطلت الكتابة وكان ماله والاولاد

کو ملے گی اور باقی اسکے ورثہ لینگے۔ اور مال کتابت جو باقی ہو وہ اس میراث سے ادا کریں
اگر اسکی میراث کچھ نہ ہو تو اس کی اولاد اس بقیہ کی ادائی کے لئے سعی کرے جب ادا
ہو جائے تو اولاد بھی آزاد رہے۔ اگر مکاتب وصیت کرے یا اس کے لئے کوئی وصیت کرے
تو بقدر حریت صحیح ہے اگر کوئی حد اس پر واجب ہو تو اسکا بھی یہی حکم ہے۔ (یعنی بقدر
حریت آزاد کی حد ماریں اور بقدر رقیت حد غلام) اگر آقا کنیز مکاتبہ مطلقہ سے جماع
کرے تو جس قدر وہ آزاد ہوئی ہے اس کے موافق آقا کو حد ماریں کتابت مشروطہ
یہ ہے کہ آقا صیغہ مذکورہ کے بعد کہے فان عجزت فانت رد فی الرق (یعنی اگر تو ادا
نہ کر سکے تو پھر مملوک ہے) ایسا مکاتب جبتک پوری رقم ادا نہ کرے کچھ بھی آزاد نہ ہوگا
پس اگر عاجز ہو جائیگا اور عاجزی کی حد یہ ہے کہ کسی قسط کو اسکے وقت سے ٹال دے تو پھر
ملکیت میں آ جائیگا۔ اور سنت ہے کہ آقا صبر کرے۔ اور ضروری ہے کہ مال کتابت دین
مؤجل ہو (یعنی اسکے ادائی کی مدت مقرر کیجائے) اور اس کی ملکیت صحیح ہو۔ غلام یا کنیز
کی قیمت سے مال کتابت کا زیادہ ہونا مکروہ ہے۔ جب مکاتب مشروطہ مرجائے کتابت

ولاه وليس للمكاتب ان يتصرف في ماله بغير الاكتساب الا باذن المولى و ينقطع
تصرف المولى عن ماله بغير الاستيفاء ولو وطي مكاتبة مكرهة فلها المهر وليس لها
ان يتزوج بدون اذن المولى واولادها بعد الكتابة مكاتبون اذا لم يكونوا
احرارا

كتاب الايمان

وفيه فصول الفصل الاول لا ينعقد
اليمين بغير اسماء الله تعالى ولا بالبرائة منه او من الانبياء والائمة
عليهم السلام ويشترط في الحالف التكليف والقصد والاختيار ويصح من الكافر
وانما ينعقد على فعل الواجب والمندوب والمباح مع الاولوية، وترك الحرام

باطل ہوگی اور اس کے مال اور ولد کا آقا مالک ہوگا۔ مکاتب کو جائز نہیں کہ اپنے مال
میں آقا کی بے اجازت بغیر کسب کے اور کچھ تصرف کرے اور آقا بھی بغیر اسکے کہ مال کتابت پورا
لے اسکے اور مال میں تصرف نہیں کر سکتا اگر کنیز مکاتبہ سے آقا جبراً مقاربت کرے تو مہر دے
اور اس کنیز کو بھی جائز نہیں کہ بے اجازت ولی کے کسی سے تزویج کرے اور اسکی اولاد
جو کتابت کے بعد پیدا ہوئی ہے مکاتب ہے بشرطیکہ آزاد نہو

کتاب الایمان

ایمان جمع یمین بمعنی قسم۔ اس میں کئی فصلیں ہیں پہلی فصل قسم کے بیان میں بجز بغیر اللہ
تعالی کے ناموں کے قسم صحیح نہیں۔ خدا کی بیزاری یا کسی نبی یا امام کی بیزاری کی قسم بھی صحیح
نہیں۔ اور شرط ہے کہ قسم کھانیوالا بالغ و عاقل ہو قصد اور اختیار سے قسم کھائے کافر
کی قسم بھی صحیح ہے۔ امر واجب یا سنت کے بجا لانے پر یا امر مباح کے بجا لانے پر ا
گر وہ اولی ہو یا امر حرام یا مکروہ کے ترک پر یا امر مباح کے ترک پر اگر ترک اولی ہو
تو قسم صحیح ہے ورنہ بغیر اسکے صحیح نہیں، اگر متعلق قسم اور اسکا خلاف (دونوں) دین و دنیا
کے اعتبار سے برابر ہوں تو قسم کے موافق عمل کرنا واجب ہے۔ فعل غیر اولیٰ اور امر

او المكروه او المباح مع الاولوية وبه تساوى متعلق اليمين وعدمه في اس تيب وجب العمل بمقتضى يمينٍ لايتعلق بفعل الغير ولا بشئ من الماضي ولا بالمستقبل ولو تجدّد عجز عن الممكن انحلت اليمين يجوز ان يحلف على خلاف الواقع مع تضمين مصلحة دينية وتورية ان عرفها ولو استثنى بالمشية انحلت اليمين للوالد والزوج والمولى حل يمين الولد والزوجة والعبد في غير الواجب انما تجب الكفارة بلزوم ما يجب فعله او فعل ما يجب تركه باليمين لا بالغموس لا يجوز ان يحلف الا مع العلم و يتحقق بقال والله لافعلن كذا او بالله او برب الكعبة وتالله او ايم الله او لعمرالله

گذشتہ اور امر محال سے قسم متعلق نہیں ہوتی۔ اگر پہلے کوئی امر ممکن ہو اور پھر قسم کھانے کے بعد اس کے بجا لانے سے عاجز ہو تو قسم کی تعیین ساقط ہو جائیگی، خلاف واقع پر کسی دینی مصلحت سے توریہ کر کے قسم کھائے تو جائز ہے بشرطیکہ توریہ کو جانتا ہو اگر قسم کے بعد مشیت خدا سے استثنا کرے تو قسم کا نفاذ جاتا رہیگا جیسے قسم کے بعد انشاء اللہ کہے تو وہ قسم واقع نہ ہوگی باپ اور شوہر و آقا کو جائز ہے کہ فرزند و زوجہ و غلام و کنیز کی قسم کو ساقط کر دیں بشرطیکہ وہ امر واجب نہیں، غیر واجب ہو۔ ایسے فعل کے ترک کرنے پر جو قسم سے واجب ہوا ہو یا ایسے فعل کے بجا لانے پر جو قسم سے حرام ہوا ہو کفارہ دینا واجب ہے نہ غموس پر امر گذشتہ پر جھوٹی قسم کی بنا غموس کہتے ہیں یہ حرام ہے مگر اس پر کفارہ نہیں۔ بغیر علم کے قسم کھانا جائز نہیں۔ اگر اس طرح سے کہے تو قسم منعقد ہوگی واللہ لافعلن کذا یعنی قسم خدا کی میں ایسا کرونگا، یا باللہ یا برب الکعبۃ یا تاللہ یا ایم اللہ یا لعمر اللہ یا اقسم باللہ یا احلف برب المصحف کہے تو حق بلّه

دوسری فصل نذر و عہد کے بیان میں

ہے شرط ہے کہ نذر کرنیوالا بالغ و عاقل و مسلمان

الله او اقسم بالله او احلف برب المصحف دون حق الله **الفصل الثانی فی النذر** والعہود ویشترط فی الناذر التکلیف والاختیار والقصد والاسلام واذن الزوج والمولیٰ فی الزوجۃ والعبد فی غیر واجب وھو اما بر کقولہ ان رزقت ولدا فلله علی کذا او شکر کقولہ ان برء المریض فلله علی کذا او زجر کقولہ ان فعلت محرما فلله علی کذا او ان لم افعل الطاعۃ فلله علی کذا او تبرع کقولہ لله علی کذا ولو قال علی کذا ولم یقل لله لم یجب ومتعلق النذر یجب ان یکون طاعۃ لله تعالیٰ مقدورا ولو نذر فعل طاعۃ ولم یعین تصدق بشیء او صلی رکعتین او صام یوما ولو نذر صوم حین کان علیہ ستۃ اشہر

قصد اور اختیار سے نذر کرے۔ مملوک اور زوجہ کو، در غیر واجب ہیں مولیٰ اور شوہر کی اجازت ضروری ہے (نذر کی کئی قسمیں ہیں، یا تو وہ نیکی (کا عوض) ہے جیسے کہے ان رزقت ولدا فلله علی کذا (یعنی اگر میرے بیٹا ہوگا تو خدا کیلئے مجھ پر یہ امر واجب ہے) یا (نعمت کا) شکر ہے جیسے کہے ان برء المریض فلله علی کذا (یعنی فلاں بیمار اچھا ہو تو خدا کے واسطے مجھ پر یہ چیز واجب ہے) یا (کسی برے) کام کی سزا ہے جیسے کہے ان فعلت محرما فلله علی کذا یا ان لم افعل الطاعۃ فلله علی کذا (یعنی اگر میں کوئی فعل حرام بجا لاؤں۔ یا عبادت نہ کروں تو مجھ پر خدا کے لئے فلاں چیز واجب ہے) یا وہ تبرع ہے جیسے کہے لله علی کذا۔ اگر فقط علی کذا کہے اور لله نہ کہے تو وہ امر واجب نہ ہوگا۔ جس چیز کی نذر کرتا ہو واجب ہے کہ وہ چیز طاعت خدا سے ہو اور نذر کرنیوالا اسکی قدرت رکھتا ہو۔ اگر کسی طاعت خدا (یعنی کار خیر) کی نذر کرے۔ ورلے معین نکرے تو کچھ تصدق کردے یا دو رکعت نماز پڑھے یا ایک روزہ رکھے۔ اگر ایک حین کے روزہ کی نذر کرے تو چھ مہینے کے روزے واجب ہونگے اگر ایک زمانے کا لفظ کہے تو وہ پانچ مہینے ہیں۔ مال کثیر تصدق کرنے کی نذر کرے تو اسی درہم دے۔ اگر نذر کرے کہ قدیم غلام کو

ولو قال زمانا فخمسة اشهر ولو نذر بصدقة بمال كثير فمائتان درهما ولو نذر عتق كل
عبد له قديم عتق من مضى عليه ستة اشهر فصاعدا في ملكه ولو عجز عما نذر
سقط فرضه ولو نذر ان يتصدق بجميع ماله وخاف الضرر قومه وتصدق
شيئا فشيئا حتى يفي وفي النذر المطلق لا يتقيد بوقت ولو قيده بوقت او مكان لزم
ولو نذر صوم يوم بعينه فعرض له سفر افطر وقضاه وكذا لو حاضت المرأة او نفست
ولو كان عيدا افطر ولا قضاء وكذا لو عجز عن صومه والعهد ان يقول عاهدت
الله او علي عهد الله انه متى كان كذا فعلي كذا او لازم وحكمه حكم اليمين ولا ينعقد الا

آزاد کرونگا تو جنہیں اسکی ملک میں چھ مہینے یا زیادہ گزرے ہوں، انہیں آزاد کرے۔ جس چیز کی
نذر کی ہے اس سے عاجز ہو جائے تو وجوب ساقط ہے اگر اپنا تمام مال تصدق کرنے کی
نذر کرے اور اس سے خوف ضرر ہو تو تمام مال کی قیمت کرکے تھوڑی تھوڑی رقم تصدق کرتا جائے
یہاں تک کہ پوری قیمت ادا ہو جائے۔ نذر مطلق کرے تو کسی وقت کی قید نہیں ہے (جب چاہے وہ
نذر ادا کرے) اگر کسی وقت یا مکان کی قید کرے تو اس پر عمل واجب ہے اگر کسی روز معین
کے روزے کی نذر کرے اور اس روز سفر درپیش ہو تو افطار کرے (یعنی روزہ نہ رکھے) اور
بعد قضا رکھے اگر اس روز عورت کو حیض یا نفاس آ جائے تو بھی یہی حکم ہے۔ اگر اس روز عید
فطر یا عید اضحیٰ ہو تو افطار کرے (یعنی روزہ نہ رکھے) اور قضا بھی ساقط ہے۔ کسی
روز کے روزے سے عاجز ہو تو اسکا بھی یہی حکم ہے عہد یہ ہے کہ کوئی شخص کہے
عاہدت اللہ یا کہے علی عہد اللہ انہ متی کان کذا فعلی کذا، یعنی میں نے خدا سے
عہد کیا یا مجھپر خدا کا عہد ہے کہ جب فلاں کام ہو تو فلاں چیز مجھ پر واجب ہے (پس
اس کا بجا لانا واجب ہے) اور اسکا حکم مثل قسم کے ہے۔ بغیر زبان سے کہے نذر و عہد

والعہد الا باللفظ ولو جعل دابتہ او عبدہ او جاریتہ ھدیاً لبیت اللہ تعالیٰ
او احد المشاھد بیع وصرف ثمنہ فی مصالح البیت او المشہد الذی جعلہ
او فی معونۃ الحاج او الزائرین **الفصل الثالث فی الکفارات** وھی مرتبۃ
ومخیرۃ وما یجتمع فیہ الامران وکفارۃ جمع فالمرتبۃ کفارۃ الظہار وقتل الخطأ
ویجب فیہما عتق رقبۃ فان عجز صام شہرین متتابعین فان عجز اطعم ستین
مسکیناً وکفارۃ من افطر یوماً من قضاء رمضان بعد الزوال اطعام عشرۃ مساکین فان
عجز صام ثلثۃ ایام متتابعات والمخیرۃ کفارۃ من افطر یوماً من شہر رمضان او من

منعقد نہیں ہوتے۔ اگر کوئی شخص اپنے جانور یا غلام یا کنیز کو خانۂ خدا یا کسی مشہد مقدس کا
ہدیہ کرے تو ان کو فروخت کرکے جسکا ہدیہ ہے اس کے نیک کاموں میں صرف کیا جائے گا یا
حاجی یا زوار کی اعانت کی جائیگی **تیسری فصل کفاروں کے بیان میں** ہے کفارہ چار
قسم پر ہے۔ مرتبہ اور مخیرہ اور جس میں مرتبہ و مخیرہ دونوں جمع ہیں اور کفارہ جمع۔ کفارۂ
مرتبہ ظہار اور قتل خطا کا ہے وہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے اگر یہ نہ ہوسکے تو دو مہینے
پے در پے روزے رکھے یہ بھی نہ ہوسکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اگر روزۂ
قضائے رمضان کو زوال کے بعد توڑے اسکا کفارہ بھی مرتبہ ہے وہ یہ ہے کہ دس
مسکینوں کو کھانا کھلائے یہ نہ ہوسکے تو پے در پے تین روزے رکھے۔ کفارۂ مخیرہ
اس شخص پر واجب ہے جو رمضان کا روزہ (بے عذر) نہ رکھے یا بے عذر توڑ ڈالے
یا روزۂ نذر معین نہ رکھے یا بے عذر توڑ ڈالے) اور ایک قول کی بنا پر نذر و عہد کے خلاف
کرنیکا بھی یہی حکم ہے وہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے یا پے در پے دو مہینے کے
روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے ان تین امور سے جو چاہے بجا لائے

مخیّر بین او خلف نذراً وتعزیراً علی قول وهی عتق رقبة او صیام شهرین متتابعین
او صدقة ستین مسکیناً وما یجتمع فیه الامران کفارة یمین وهی عتق رقبة
او اطعام عشرة مساکین او کسوتهم فان عجز صام ثلاثة ایام متتابعة وکذا الایلاء وکفارة
الجمع فی قتل مؤمن عمداً ظلماً عتق رقبة وصیام شهرین متتابعین واطعام ستین مسکیناً
وقیل من حلف بالبرائة فحنث فکفارة ظهار فان عجز فکفارة یمین وفی جز المرأة شعرها
فی مصیبة کفارة رمضان وفی نتفه او خدش وجهها او شق الرجل ثوبه فی موت ولده
او زوجته کفارة یمین وتزوج امرأة فی عدة فراقها وکفارته خمسة اصوع من دقیق ولو نام

اختیار ہے اور جس میں مرتبہ و تخییر دونوں جمع ہیں وہ قسم کا کفارہ ہے وہ یہ ہے کہ ایک بردہ
آزاد کرے یا دس مسکینوں کو کھانا کھلائے یا کپڑا پہنائے یا نہ ہو سکے تو پے در پے تین
روزے رکھے ایلا کا بھی یہی کفارہ ہے کفارۂ جمع اس شخص پر واجب ہے جو کسی مومن کو
عمداً ظلم سے قتل کرے وہ یہ ہے کہ ایک غلام بھی آزاد کرے اور پے در پے دو مہینے
کے روزے بھی رکھے اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا بھی کھلائے۔ بعض علما کہتے ہیں کہ جو
شخص بیزاری خدا و رسول کی قسم کھائے اس پر ظہار کا کفارہ واجب ہے اگر اس سے عاجز
ہو تو کفارۂ قسم ادا کرے۔ اگر عورت کسی مصیبت میں اپنے بال کتر ڈالے تو اس پر کفارۂ
رمضان واجب ہے اگر بال نوچ ڈالے یا منہ نوچے یا مرد اپنے فرزند یا زوجہ کے غم میں
کپڑے پھاڑے تو اس پر کفارۂ قسم واجب ہے۔ اگر کوئی مرد کسی عورت کو عدت میں تزویج
کرے تو لازم ہے کہ اس کو چھوڑ دے اور پانچ صاع آٹا کفارہ دے ہر صاع ساڑھے تین
سیر کا ہوتا ہے اور جو شخص نماز عشا پڑھے بغیر سو جائے یہاں تک کہ عشا کا وقت جاتا رہے
تو اس کی صبح کو روزہ رکھے۔ اگر روزہ رکھنے سے عاجز ہو تو دو مد (گیہوں) ایک مسکین کو صد-

عن العشاء الآخرة حتى خرج الوقت اصبح صائماً ولو عجز عن صوم يوم نذره تصدق بمدين على
مسكين **مسائل الاولى** من وجب عليه عتق امكنه الشراء فقد وجب رقبة و
يشترط فيه الايمان ويجزي الآبق وام الولد والمدبر **الثانية** من لم يجد رقبة او
وجدها ولم يجد ثمنها انتقل الى الصوم في المرتبة ولا يباع ثيابه ولا خادمه و
لا مسكنه. **الثالثة** كفارة العبد في الظهار وقتل الخطأ في الصوم نصف كفارة الحر
الرابعة اذا عجز عن الصيام في المرتبة وجب الاطعام لكل مسكين مد من طعام ولو
تعذر العدد جاز التكرار ويطعم غالب قوته ويستحب الادام واعلاه اللحم واوسطه الخل

لے یہاں کئی مسائل ہیں - پہلا مسئلہ اگر کسی شخص کے پاس اتنی رقم ہو آزاد کرنا واجب ہو
قیمت ہو اور غلام خرید کر سکتا ہو واجب ہے کہ غلام خرید کر کے آزاد کرے مگر شرط ہے کہ غلام
مومن ہو۔ اگر بھاگا ہوا ہو یا ام ولد کو یا مدبر کو آزاد کرے کافی ہے دوسرا مسئلہ
اگر غلام نہ ملے یا ملے مگر قیمت ممکن نہ ہو تو کفارہ مرتبہ میں روزے رکھنے
کی طرف منتقل ہوگا پہننے کا لباس اور خادم اور رہنے کا مکان غلام خرید کرنے کے لئے
فروخت کرنا ضروری نہیں تیسرا مسئلہ ظہار و قتل خطا میں روزوں کے بارے میں غلام پر
آزاد کا آدھا فرض ہے (یعنی غلام پر تیس روزے واجب ہیں اور آزاد پر ساٹھ روزے)
چوتھا مسئلہ جب کفارہ مرتبہ میں روزے نہ رکھ سکیں تو مسکینوں کو تعداد کے موافق
کھانا کھلائے ہر مسکین کو ایک مد اگر ساٹھ مسکین پورے نہ ملیں تو مکرر دینا
جائز ہے۔ جو چیز اکثر غذا ہے وہ دے۔ سالن دینا سنت ہے سالن درجہ اعلیٰ میں
گوشت ہے اور درجہ اوسط میں سرکہ اور آخر نمک۔ فقط بچوں کو کھانا چاہئے نہیں ہاں بڑوں
کے ساتھ شریک کر کے کھلا سکتا ہے فقط بچے ہوں تو دو بچوں کو ایک شمار کرے پانچواں

وادناه الحجر ولا يجوز اطعام صغار الا منضمين الى الرجال فان انفذ اخمسين اي
بواحد الخمسة تكسو لكل فقير ثوبان مع القدرة والا فواحد السادسة
لابد من نية القربة والتعيين والاسلام في المكفر **كتاب الصيد و**
توابعه وفيه فصول **الفصل الاول** في ما يوكل صيده وهو امران
الكلب والسهم اما الكلب فاذا قتل صيدا وهو ممتنع حل بشروط ستة
ان يكون الكلب معلما يسترسل اذا ارسله وينزجر اذا زجره وان لا يعتاد اكل صيده
ولا اعتبار بالندرة ان يكون المرسل مسلما او في حكمه قصد الارسال الكلب وان

مسئلہ پانچ میں ہر فقیر کو بشرط قدرت دو کپڑے پہنائے ورنہ ہر ایک کو ایک کپڑا چھٹا
مسئلہ نیت قربت اور جس امر کے لئے کفارہ دیتا ہے اسکا تعین اور بالغ و عاقل
ہونا کفارہ دینے والے کا ضروری ہے اور کفارہ دینے والے میں اسلام ضروری ہے **کتاب**
صید و توابع صید اس میں کئی فصلیں ہیں **پہلی فصل** ان چیزوں کے بیان میں ہے
جنکا شکار بغیر ذبح کے کھایا جاتا ہے وہ دو چیزیں ہیں ایک کتا دوسرے سہم اگر کتا کسی
شکار کو مار ڈالے اس طرح کہ وہ شکار وحشی ہو تو چھ شرطوں سے اس کا کھانا حلال ہے۔ اول یہ کہ
کتا تعلیم پایا ہوا ہو اس طرح سے کہ جب حکم کریں تو حملہ کرے اور منع کریں تو رک جائے دوسرے
یہ کہ شکار کر کے کھانے کی اسکو عادت نہو اور اتفاقاً کبھی کھائے تو مضائقہ نہیں تیسرے یہ کہ
کتے کو چھوڑنے والا مسلمان ہو یا مسلمان کے حکم میں ہو مثل طفل مسلم کے چوتھے یہ کہ قصد
شکار کیلئے کتے کو چھوڑے پانچویں یہ کہ چھوڑتے وقت بسم اللہ کہے چھٹے یہ کہ چھوڑنے والے
کی آنکھوں سے شکار زندہ غائب نہو۔ اگر بسم اللہ کہنا بھول جائے حالانکہ اس کے واجب
ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو تو کھانا جائز ہے۔ اگر کتے کو چھوڑنے والا بسم اللہ کہے

سمی عند ارسالہ وان لا یغیب عن العین حتی ونسی التسمیۃ وکان یفقد جرحہ
حل الاکل ولو سمی غیر مرسل لم یحل وکذا لا یحل لو شارکہ کلب الکافر ومن لم
یسم ومن لم یقصد واما السہم فیدخل فیہ السیف والرمح والمعراض
ذو خرق فہو کل ما یقتلہ حدہا اذا سمی لم یرسل وکان مسلماً وجرحہ ولو
قتل فیہ حدید معترضاً حل ولو قتل الکلب والسہم فرخاً لم یحل ولو رماہ
بسہم فتردی من جبل او وقع فی ماء فمات لم یحل ولو قد ہا بالسیف بنصفین
حل ان تحرکا او لم یتحرکا او تحرک احدہما حرکۃ ما حیوتہ مستقرۃ حل بعد التذکیۃ

بلکہ دوسرا شخص کہے تو حلال نہیں۔ اسی طرح اگر کافر کا کتا شکار کرنے میں شریک ہو جائے
یا اس شخص کا کتا جس نے بسم اللہ نہیں کہی ہے یا جس نے قصداً کتے کو نہیں چھوڑا ہے سے شریک
ہو کر شکار کرے تو کھانا حرام ہے اور سہم یعنی تیر میں تلوار، نیزہ اور تیر بے پیکان (بھی)
داخل ہیں بشرطیکہ تیر بے پیکان شکار کے جسم کو چاک کرے پس ہر ایسے جس حربے سے شکار
کرے حلال ہے بشرطیکہ بسم اللہ کہہ کے حربہ لگائے اور حربہ لگانیوالا مسلمان یا مسلمان کے حکم
میں ہو اگر ایسا ہتھیار جس میں لوہا ہو کسی شکار کو بیچ چوڑائی سے قتل کرے (نہ دھار) تب بھی حلال
ہے اگر کتے یا سہم سے جانور کا بچہ (جو بھاگ نہ سکتا ہو) قتل ہو تو حلال نہیں اگر کسی جانور کو تیر
مارے پھر وہ پہاڑ سے گر کے یا پانی میں ڈوب کے مرے تو حلال نہیں اگر کسی شکار کو تلوار سے
دو ٹکڑے کرے، اور دونوں حرکت کریں یا دونوں حرکت نہ کریں تو حلال ہے۔ اگر ایک
ٹکڑا ایسی حرکت کرے جیسے جانور حیات مستقرہ رکھتا ہے تو ذبح سے وہی ٹکڑا حلال
ہوگا اور جو ویسی حرکت نہ ہو تو دونوں ٹکڑے (بغیر ذبح) حلال ہیں۔ اگر کچھ دور سے
سے کوئی عضو کٹ جائے تو وہ عضو مردہ ہے اگر ایک شکار پر تیر مارے اور وہ تیر

خاصة والاحراز منه ولو وقعت الحبالة ببعضه فهو ميتة ولو رمى صيدا فاصاب
غيره حل ولو رمى لا لصيد فاصابه لم يحل وباقي آلات الصيد كالفهود و
الحبالة وغيرهما لا يحل ما لم يدرك ذكاته وهو مستقر حياته ويذكيه
الفصل الثاني في الذبحة ويشترط في الذابح الاسلام او حكمه ولو ذبح
الذمي او الناصب لم يحل الاكل ويحل لو ذبح المخالف وانما يكون بالحديد مع
القدرة ويجوز مع الضرورة بما يفري الاوداج ويجب قطع المرئ والودجين و
الحلقوم ويكفي في المنحر طعنه في وهدة اللبة ويشترط في الذبيحة استقبال القبلة و

دوسرے شکار کو قتل کرے تو حلال ہے۔ اگر ہوائی تیر چلائے اور وہ کسی شکار پر پڑے
تو حلال نہیں۔ دوسرے شکاری چیزوں سے مثل چیتے اور پھندے کے شکار حلال نہیں
ہاں ان سے شکار کرکے ذبح کریں بشرطیکہ حیات مستقر رکھتا ہو تو حلال ہے دوسری
فصل ذبح کے بیان میں ہے شرط ہے کہ ذبح کرنیوالا مسلمان ہو یا مسلمان کے حکم
میں ہو جیسے طفل ممیز مسلم اگر ذمی یا ناصبی ذبح کرے تو حلال نہیں، اگر مخالف ذبح
کرے حلال ہے ذبح لوہے سے چاہئے با امکان اور ضرورت کے وقت جو چیز گردن
کی رگوں کو قطع کرے اس سے ذبح جائز ہے۔ اور واجب ہے کہ چار چیزوں کو یعنی
گزرگاہ طعام کو اور دونوں طرف کی دو رگوں کو اور حلقوم کو قطع کرے۔ جس جانور کو
نحر کرتے ہیں اسکی گردن یا نیچے کی طرف جو گڑھا ہے اس میں نیزے وغیرہ سے مارنا کافی
ہے شرط ہے کہ ذبح کے وقت ذبیحہ کو رو بقبلہ کرے اور بسم اللہ کہہ کے ذبح کرے اگر ان میں
سے کسی کو عمداً ترک کرے تو حلال نہیں ہاں اگر بھولے سے رہ جائے تو مضائقہ نہیں۔ اونٹ کو نحر کرنا
ضروری ہے اور دوسرے جانوروں کو ذبح کرنا۔ اور ضروری ہے کہ ذبیحہ ذبح کے بعد

والتسمية ولو دخل به حرج عدم تحل ولكن نسيانها جازة شرط في الإبل نحره في غيره

وإن تحرك بعد التزكية حركة المذبوح وقد حركة الذنب وتطرف العين وتخرج الدم

المسفوح ولو فقدا لم يحل ويستحب في الغنم ربط قوائمها عند احدى رجليه وفي البقر

ربط قوائمه واطلاق ذنبه وربط اخفاف الابل اى لا بجر وما ارسال بجيرة ما يباع

في سوق المسلمين فهو ذكي حلال اذ لم يعلم حاله ولو تعذر الذبح او النحر كالمتردي

في بئر والمستعصي يجوز عقره بسيف وغيره مما يجرح اذا اخشى التلف وذكاة

السمك اخراجه من الماء حيا ولو مات في الماء بعد الاخراج يحل وكذا ذكاة الجراد اخذه

زندہ کی حرکت کرے کم سے کم یہ ہے کہ دم ہلائے یا آنکھ بند کرے یا خون مسفوح نکلے یعنی
دھار سے اگر ان میں سے کچھ نہ ہو تو حرام ہے اور سنت ہے کہ بکرے کے دونوں ہاتھ اور ایک
پاؤں باندھے اور گائے کے چاروں ہاتھ پاؤں باندھے اور دم چھوڑ دے اونٹ کی اگلے
پاؤں کا ایک زانو باندھے ورنہ کرکے ذبح کرے یا چھوڑ دے جو چیز ذبیحہ مسلمانوں کے
بازار میں بکتی ہے حلال ہے بشرطیکہ اس کا حال معلوم نہ ہو اگر ذبح یا نحر نہ ہو سکے جیسے کوئی
جانور باؤلی میں گر جائے یا سرکش ہو ذبح نہ کرنے دے یا بسبب زیادتی زور وغیرہ کے تو
جائز ہے کہ اسے تلوار یا دوسرے ایسے حربے سے جس سے زخم لگے مار ڈالے بشرطیکہ تلف
ہونے کا خوف ہو مچھلی کا تذکیہ یہ ہے کہ اسے پانی سے زندہ نکالے اگر مچھلی گر نکالنے کے
بعد پانی میں مر جائے تو حرج نہیں۔ اسی طرح ٹڈی کا تذکیہ یہ ہے کہ اسے زندہ گرفتار کریں
ان دونوں چیزوں میں مسلمان ہونا اور بسم اللہ کہنا شرط نہیں اور ٹڈی کا بچہ جو اڑ نہیں
سکتا حرام ہے اگر ٹڈیاں گرفتار کرنے سے پہلے نیستان میں جل جائیں تو حرام نہیں۔
ہر جانور کے پیٹ میں بچہ جو پورا بن چکا ہو اس کی ماں کے ذبح کرنے سے حلال ہوتا ہے

خرج ولا تشترط فيه الاسلام ولا التسمية ... حرام وهو حذف في الحجة فيبين اجزه
فحرام وذكاة الجنين ذكاة امه مع تمام الخلقة ولو خرج حيا لم يحل بدون التذكية **الفصل**
الثالث في الاطعمة والاشربة وفيه مباحث الاول في حيوان البحر ولا يؤكل منه
الا سمك ذو فلس ويحرم الطافي والجلال منه حتى يطعم علفا طاهرا يوما وليلة والجري و
السلحفاة والضفدع والسرطان ولا بأس بالكنعت والربيثا والطمر والطبراني والابلامي
والاربيان ويؤكل ما يوجد في جوف سمكة اذا كانت مباحة الا ما تقذفه الحية
الا ان يضطرب ولم ينسلخ والبيض تابع وعند الاشتباه يؤكل الخشن **الثاني في**

اگر پیٹ میں سے زندہ نکلے تو بغیر ذبح حلال نہیں ہوتا۔ **تیسری فصل** کھانے پینے کی چیزوں
کے بیان میں ہے اس میں کئی بحثیں ہیں۔ **بحث اول** دریائی جانوروں کے بیان میں ہے سوائے
فلس دار مچھلی کے سب دریائی جانور حرام ہیں۔ پانی میں مری ہوئی مچھلی اور جلال یعنی جو آدمی
کا گو کھاتی ہے حرام ہے ہاں اسے ایک رات دن پاک چارہ کھلائیں تو حلال ہو گی۔ دریائی
اور کچھوا اور مینڈک اور کیکڑا حرام ہے۔ کنعت اور ربیثا اور طمرا اور طبرانی، اور ابلامی اور
اربیان کہ یہ سب فلس دار مچھلیوں کے اقسام ہیں، حلال ہیں۔ اگر مچھلی کے پیٹ میں حلال مچھلی
نکلے تو حلال ہے اگر سانپ مچھلی کو اگل دے اور وہ مچھلی تڑپے اور اس کا پوست نہ اترا ہو
تو حلال ہے ورنہ حرام۔ انڈا مچھلی کا تابع ہے یعنی حلال مچھلی کا انڈا حلال ہے اور
حرام کا حرام، اگر مشتبہ ہو تو سخت انڈا کھائے۔ **دوسری بحث** چار پائے کے بیان
میں ہے۔ اہلی چار پایہ جیسے اونٹ اور گائے اور بھینس اور بکرا اور بھیڑ حلال ہے اور
جنگلی گائے اور بز کوہی اور گورخر اور ہرن اور گوزن حلال ہے۔ گھوڑا اور خچر اور
گدھا مکروہ ہے جو حلال جانور جلال ہو یعنی آدمی کا گو کھاتا ہو، حرام ہو جائیگا

دریائی جانور

چارپایہ

البهائم ویؤکل لحم الاهلیة وبقر الوحش وکبش الجبل والحمر منفردات ویحرم بر
ویکره الخیل والبغال والحمار ویحرم الجلال من ابل وهو ما یأکل عذرة الانسان
خاصة الا مع الاستبراء فتحبس الناقة علفا طاهرا اربعین یوما والبقرة عشرین
والشاة عشرة ولو شرب لبن خنزیرة ولو اشتد لحمه حرم هو ونسله ویحرم
کل ذی ناب کالاسد والثعلب ویحرم الارنب والضب والیربوع والحشرات والقمل
والبق والبراغیث **الثالث فی الطیور** ویحرم سبع کالبازی والرخمة وما کان
صفیفه اکثر من دفیفه وما لیس له قانصة ولا حوصلة ولا صیصیة ونحو من

پھر اسے استبراء حلال کرتا ہے اور استبراء یہ ہے کہ اونٹ کو چالیس دن پاک چارہ کھلائے
اور گائے بھینس کو بیس دن اور بکری کو دس دن۔ اگر کوئی جانور سور کا دودھ پیئے تو
مکروہ ہوگا۔ اگر سور کے دودھ سے اس کا گوشت سخت ہو تو وہ جانور اور اس کی نسل
حرام ہے۔ جو جانور مثل نشتر کے دانت رکھتے ہیں حرام ہیں جیسے شیر اور لومڑی (وغیرہ
اور خرگوش اور سوسمار (جسے دکن میں گھوڑ پھوڑ بولتے ہیں) اور جنگلی چوہے اور حشرات
الارض جیسے سانپ بچھو وغیرہ اور جوں اور مچھر اور کیک (یعنی پسو وغیرہ) یہ سب حرام
ہیں تیسری بحث طیور کے بیان میں ہے جو طیور درندہ جیسے باز کرگس اور جنگلی
صف زنی سے زیادہ ہے۔ اور جن کو نہ سنگدانہ ہے اور نہ پوٹا اور نہ خار وہ سب
حرام ہیں شب پرہ اور مور بھی حرام ہے۔ طائر حلال جلال ہو تو حرام ہو جائے گا جب
استبرا کیا جائے گا حلال ہوگا یعنی بطخ کو اور اس جانور کو جو جنگل میں بطخ کے برابر
ہو پانچ دن پاک چارا کھلائے اور مرغ کو تین دن۔ زنبور بھی حرام ہے اور حرام
جانور کا انڈا حرام ہے اگر انڈے مشتبہ ہوں تو جس کے دونوں طرف برابر ہوں وہ حرام

شیٔ محرم لاعیان النجسۃ کالعذرۃ وما ابین من الحی والطین عدا الیسیر من تربۃ
الحسین علیہ السلام للاستشفاء والسموم القاتلۃ الخامس فی المائع ویحرم
مسکر من خمر وغیرہ والعصیر اذا غلا والفقاع والدم والعلقۃ ولو فی بیضۃ
وهی نجسۃ وکل ما نجس من المائع وغیرہ وتلقی النجاسۃ وما یکتنفها من الجامد
کالسمن والعسل ویحل الباقی والدهن النجس بملاقاۃ النجاسۃ یجوز الاستصباح
به تحت السماء خاصۃ ویحرم الابوال کلها عدا بول الابل للاستشفاء ویحرم لبن
الحیوان المحرم ولو اشتبه اللحم الذی فی القدر فان انقبض فذکی والا فمیتۃ ولو

نجس چیزیں سب حرام ہیں مثل پاخانہ کے جو چیز زندہ جاندار سے کاٹ کر یا توڑ کر جدا کی گئی ہے
حرام ہے، مٹی بھی حرام ہے ہاں تھوڑی سی خاک تربت حسین علیہ السلام شفا کے واسطے
کھا سکتے ہیں اور تمام زہر کشندہ حرام ہیں پانچویں بحث بہنے والی چیزوں کے بیان
میں ہے۔ ہر نشے کی چیز خواہ شراب ہو یا اور کچھ (جیسے بھنگ تاڑی) اور شیرہ انگور
جب جوش کھائے اور فقاع اور خون اور علقہ یعنی خون بستہ ہر چند انڈے میں ہو
حرام ہے اور علقہ نجس بھی ہے۔ ہر شئے نجس خواہ تر ہو خواہ خشک حرام ہے جو چیز جمی
ہوئی ہو مثل گھی اور شہد کے اس پر نجاست گرے تو نجاست کو اور تھوڑا اس کے
طرف سے نکال ڈالے باقی حلال ہے۔ روغن نجس سے آسمان کے نیچے چراغ جلانا
جائز ہے۔ تمام پیشاب حرام ہیں ہاں اونٹ کا پیشاب دوا کے لئے پی سکتے ہیں۔
حرام جانوروں کا دودھ حرام ہے اگر گوشت مشتبہ ہو تو اسے آگ میں ڈالیں
اگر منقبض ہو یعنی سکڑ جائے تو ذبح کیا ہوا ہے ورنہ مردار ہے۔ حلال گوشت
حرام گوشت میں مل کر مشتبہ ہو جائے تو دونوں حرام ہیں یہاں چند مسائل

والطاؤس والجلال من محلل حتى يستبرأ فيحل وشبهها بجثمة يا او بجثة
بثلاثة وارنب يتوالد بوغبر البحر وما اتفق جرفاه في مشتبه ويكره غراب
وخطاف والهدهد والصرد والصوام والشقراق والفاختة والقبرة الرابع
في الجامد ويحرم ميتة واجزاءها عدا صوف وما كان طاهرا في حيوته وشعره
ووبره وريشه وقرنه وعظمه وظلفه وبيض اذا اكتسى جلد الفوقي والانفحة و
يحرم من الذبيحة القضيب والانثيان والفرث والدم والمرارة والمشيمة والفرج
والطحال والنخاع والغدد وذات الاشاجع وخرزة الدماغ والحدق ويكره الكلى والاذن

ہے، اور مرغ نسخ (یعنی چھوٹا) اور ابابیل اور ہدہد اور لٹورا اور صوام (کہ وہ ایک ہی
گردن کا طیر ہے اکثر کھجور کے درخت پر رہتا ہے) اور شقراق یعنی سبز کب اور فاختہ اور
چکاوک یہ سب مکروہ ہیں۔ چوتھی بحث خشک اشیا کے بیان میں ہے۔ مرا ہوا
جانور اور اس کے اجزا حرام ہیں جو جانور زندگی میں پاک ہو اس کے تمام قسم کے
بال اور سینگ، اور ہڈی و کھر حرام ہیں۔ حلال جانور کے مر جانے کے بعد اس کے
پیٹ سے انڈا نکلے (اور اس کا پوست سخت ہو تو حلال ہے، ورنہ حرام) اور پنیر مایہ
بھی حلال ہے۔ ذبیحہ میں سے یہ چیزیں حرام ہیں۔ ذکر۔ خصیہ۔ تلی۔ سرگین۔ خون
مثانہ۔ پتہ۔ بچہ دان۔ فرج۔ دو زرد پٹھے، جو گردن سے دم تک ہوتے ہیں، اور حرام
مغز (کہ پیٹھ سے جڑا ہوا ہے) اور غدود (وہ چربی جو گوشت کے بیچ میں پیدا
ہوتی ہیں) اور خرزۂ دماغ (کہ وہ سر کے مغز میں ایک چنے کے برابر زرد چیز
ہے) اور سیاہی چشم یہ سب چیزیں حرام ہیں، گردہ اور دل کے دونوں کان مکروہ ہیں

منزجرة وستة اجتنب مسائل الأولى يجوز للانسان ان يأكل من بيت من تضمنته
الآية من غير اذن مع عدم العلم بالكراهة الثانية اذا انقلبت الخمر خلاً طهرت بعلاج
كان او بغيره ثم تمازجه نجسة الثالثة لا يحرم شيء من الربوبات وان شم
منها رائحة المسكر الرابعة العصير اذا غلا من قبل نفسه او بالنار حرم حتى
يذهب ثلثاه او ينقلب خلاً الخامسة يجوز للمضطر تناول المحرم بقدر
ما يمسك رمقه الا الباغي وهو الخارج على الامام والعادي وهو قاطع الطريق
السادسة يستحب غسل اليدين قبل الطعام والتسمية والاكل باليمنى و

ہیں پہلا مسئلہ ان لوگوں کے گھروں میں جن کو آیہ شریفہ شامل ہے بغیر اجازت کے کوئی
چیز کھانا جائز ہے (یعنی اولاد و ازواج اور باپ دادا۔ اور مائیں اور بھائی اور بہنیں
اور چچا (پھوپھیاں) اور ماموں اور خالائیں اور غلام و کنیز و سچے دوست) بشرطیکہ
ان کی ناراضگی کا یقین نہ ہو۔ دوسرا مسئلہ اگر شراب سرکہ ہو جائے تو
پاک اور حلال ہے خواہ کسی تدبیر سے ہو یا بغیر اس کے بشرطیکہ نجاست خارجی
اس میں نہ ملی ہو تیسرا مسئلہ جوش کھائے ہوئے شربت حرام نہیں ہر چند ان
میں مسکر کی بو آتی ہو چوتھا مسئلہ جب شیرۂ انگور جوش کھائے خواہ خود بخود
یا آگ سے تو حرام ہے اور جب تک اس کا دو ثلث جل جائے یا بالکل سرکہ
ہو جائے تو حلال اور پاک ہے پانچواں مسئلہ جس پر اس قدر فاقے
گزریں کہ اسے مرنے کا خوف ہو تو بقدر سد رمق حرام چیز کھا سکتا ہے سوائے باغی
کے یعنی جو امام عادل پر خروج کرے اور سوائے رہزن کے چھٹا مسئلہ کھانے
سے پہلے دونوں ہاتھ دھونا اور بسم اللہ کہنا اور داہنے ہاتھ سے کھانا اور کھانے

غسل الید بعد الاکل والحمد والاستلقاء وجعل الرجل الیمنی علی الیسری ویحرم
الاکل علی مائدة المسکر وفرط الاکل المتضمن للضرر **کتاب المیراث**
وفیه فصول **الفصل الاول فی اسبابه** وهی شیئان نسب وسبب فالنسب
مراتب ثلث **الاولی** الابوان والاولاد فللاب منفرداً المال وللام وحدها الثلث
والباقی رد علیها ولو اجتمعا فللام السدس والباقی للاب ولو کان معهما زوج
او زوجة فله نصیبه وللام الثلث والباقی للاب وللابن المال وکذا الابنین
فما زاد بالسویة ولو انفردت البنت فلها النصف والباقی رد علیها وللبنتین

کے بعد ہاتھ دھونا اور حمد خدا بجا لانا اور چت لیٹنا اور داہنا پاؤں بائیں پاؤں پر
رکھنا سنت ہے جس خوان پر نشے کی چیز ہو اس پر کھانا حرام ہے اور اس قدر کھانا
جو ضرر کرے حرام ہے۔ **کتاب المیراث** اس میں کئی فصلیں ہیں۔ **پہلی فصل اسباب**
میراث کے بیان میں ہے۔ میراث کے دو اسباب ہیں ایک نسب اور دوسرا سبب۔ نسب
کے تین مرتبے ہیں مرتبہ اول ماں باپ اور اولاد ہیں۔ پس اگر فقط باپ موجود ہو تو
سالم میراث لیگا۔ فقط ماں ہو تو تیسرا حصہ اس کو حصے میں ملے گا۔ اور باقی اسکو ردّاً
ملیگا۔ اگر ماں باپ دونوں موجود ہوں تو ماں کو تیسرا حصہ ملے گا باقی باپ لے گا
اگر ماں باپ کے ساتھ شوہر یا زوجہ ہو تو اس کو اس کا حصہ ملیگا اور ماں کو اصل
مال کا ثلث اور باقی باپ لے گا۔ بیٹا تمام متروکہ لیگا۔ اسی طرح اگر دو بیٹے یا
زیادہ ہوں برابر تقسیم کریں۔ اگر فقط بیٹی ہو تو آدھا مال اسے حصے میں ملیگا باقی ردّ
اگر دو بیٹیاں یا زیادہ ہوں تو دو ثلث انہیں حصے میں ملیں گے اور باقی انہیں پر
ردّ کیا جائیگا۔ اگر بیٹے اور بیٹیاں جمع ہوں تو ہر بیٹے کو دو بیٹیوں کے حصے کے

فما زاد شئ و بقی رد علیهم ولو اجتمع مذکور و اناث من الاولاد فللذکر
مثل حظ الانثیین ولکل واحد من الابوین مع مذکور السدس و یبقی للاولاد
وان کان معهم اناث فالباقی بینهم للذکر مثل حظ الانثیین ولکل واحد من
الابوین منفرد مع ابنة الربع بالتسمیة والرد والباقی للبنت کذا ومع لبنتین
فمازاد فخمس لهما مع بنت خمسان تسمیة ورداً والباقی لها ومع بنتین
فمازاد ثلث وان شرکهم زوج او زوجة دخل النقص علی البنت والبنات
مسائل الاولی ذا خلف المیت مع الابوین اخا و اختین او اربع اخوات

برابر دیں۔ اگر ماں باپ اور بیٹے موجود ہوں تو والدین میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ دیا
باقی بیٹے ہیں۔ اگر ان کے ساتھ بیٹیاں بھی ہوں تو والدین کا حصہ نکالنے کے بعد ہر بیٹے
کو دو بیٹیوں کے حصے کے برابر دیں۔ اگر ماں یا باپ اور بیٹی موجود ہو تو ماں کو یا باپ
کو چوتھائی دیں حصہ اور رد ملا کر۔ باقی بیٹی لے حصہ اور رد ملا کر۔ اگر ماں یا باپ اور
دو لڑکیاں یا زیادہ ہوں تو ماں یا باپ کے لئے پانچواں حصہ ہے اگر ماں یا باپ دونوں
ہوں اور ایک بیٹی ہو تو ان دونوں کو دو خمس دیں حصہ اور رد ملا کر۔ اور باقی بیٹی کے
اگر ماں باپ اور دو بیٹیاں یا زیادہ ہوں تو ماں باپ کو ایک ثلث دیں (یعنی
ہر ایک کو ایک سدس) اگر ان کے ساتھ شوہر یا زوجہ بھی ہو تو بیٹی یا بیٹیوں کو نقصان
پہونچے گا۔ یہاں مسائل ہیں پہلا مسئلہ اگر میت ماں باپ کو چھوڑے اور ان کے
ساتھ ایک بھائی اور دو بہنیں یا چار بہنیں یا دو بھائی چھوڑے تو اگرچہ
باوجود ماں باپ کے بھائی بہن وارث نہ ہوں گے مگر یہ سدس سے زیادہ میں
ماں کے حاجب ہوں گے یعنی اس صورت میں چھٹے حصے سے زیادہ ماں کو نہ ملیگا بلکہ

واخوين حجبوا الام عما زاد على السدس بشرطين يكونا مسلمين غير قاتلين
ولا رقيق منفصلين غير حمل ويكونوا من الابوين ومن الاب ويكون الاب
موجوداً فان فقد احد هذه فلا حجب واذا اجتمعت الشرائط فان لم يكن
معهما اولاد فللام السدس خاصة والباقي للاب وان كان معهما بنت فلكل
من الابوين السدس وللبنت النصف والباقي يرد على الاب والبنت ارباعاً
الثانية اولاد الاولاد يقومون مقام الاولاد عند عدمهم ويأخذ كل فريق
منهم نصيب من يتقرب به فلاولاد البنت مع اولاد الابن الثلث للذكر مثل حظ

بھائی بہن، مسلمان ہوں اور میت کے قاتل نہ ہوں، اور کسی کے مملوک نہ ہوں اور خارج
میں موجود ہوں یعنی حمل نہ ہوں اور پدری و مادری (یعنی حقیقی) ہوں یا فقط پدری (یعنی
علاتی) ہوں۔ اور باپ بھی موجود ہو۔ اگر ان میں سے ایک شرط بھی مفقود ہوگی تو وہ
حاجب نہ ہوں گے۔ جب یہ شرطیں موجود ہوں اور میت کی اولاد نہ ہو تو ماں کو چھٹا حصہ
ملیگا باقی باپ لیگا۔ اگر ان کے ساتھ ایک لڑکی بھی ہو تو ماں اور باپ ہر ایک کو چھٹا حصہ
ملیگا۔ اور آدھا لڑکی کو۔ باقی کے چار حصے کرکے باپ اور بیٹی پر رد کریں اس طرح سے
کہ باپ کو ایک حصہ اور بیٹی کو تین حصے۔ دوسرا مسئلہ میت کی اولاد نہ ہو تو اولاد
کی اولاد ان کی جگہ قائم ہوگی اور ہر فریق جس کی وساطت سے ہے اس کا حصہ لیگا پس اگر بیٹا اور
بیٹی دونوں کی اولاد ہو تو بیٹی کی اولاد کو ایک ثلث ملیگا (جن میں سے) ہر لڑکے کو دو لڑکیوں
کے برابر۔ اور بیٹے کی اولاد کو باقی کے دو ثلث ملیں گے جن میں ہر لڑکے کو دو
لڑکیوں کے برابر ملے گا اور جیسے دور والے کو اقرب منع کرتا ہے اولاد کی اولاد
میت کے ماں باپ کے ساتھ شریک ہو کر مثل بیٹے ماں باپ کے حصہ لے گی اور جیسے بیٹی

فيما لسدس والباقي يرد عليهما وجمعه مذكور ذات فللذكر مثل حظ الانثيين
وللواحد من الام ذكرا او انثى السدس والباقي رد عليه وللاثنين فصاعدا الثلث
والباقي يرد عليهم الذكر والانثى سواء ويقوم المتقرب بالاب خاصة مقام من
يتقرب بالابوين من غير مشاركة وحيث حكمه ولو اجتمع الاخوة من الابوين مع
الاخوة من كل واحد منهما كان لمن يتقرب بالام السدس ان كان واحدا
والثلث ان كان اكثر بينهم بالسوية وان كانوا ذكورا واناثا ومن يتقرب
بالابوين الباقي واحدا كان او اكثر للذكر مثل حظ الانثيين ويسقط الاخوة من

اگر حقیقی بھائی بہن نہ ہوں تو ان کے مقام پر فقط پدری بھائی بہن قائم ہونگے بغیر مشارکت کے
حقیقی بھی ہوں اور علاتی بھی تو علاتی کو کچھ حصہ نہیں ملیگا۔ پدری بھائی بہن کا حکم مثل حقیقی
بھائی بہن کے ہے بشرطیکہ حقیقی موجود نہ ہوں) اگر حقیقی بھائی بہن کے ساتھ مادری
بھائی بہن اور پدری بھائی بہن جمع ہوں پس اگر مادری ایک ہو تو اسے چھٹا حصہ دیں گے
اور ہوں تو ثلث دیں کہ آپس میں برابر تقسیم کریں اگرچہ مرد و عورت جمع ہوں باقی تمام مال
حقیقی بھائی بہن کو ملیگا خواہ ایک ہو یا زیادہ ہر مرد کو دو عورتوں کے برابر اور پدری بھائی
بہن کو کچھ نہیں ملیگا اگر حقیقی کوئی نہ ہو، فقط مادری بھائی بہن اور پدری بھائی بہن جمع ہوں تو
ماں کی طرف والا چھٹا حصہ لے اور زیادہ ہوں تو ثلث لیکر برابر تقسیم کریں، باقی باپ
کی طرف والے لیں ہر مرد دو عورتوں کے برابر لیگا اگر پدری فقط بہنیں ہوں تو پھر مادری
بھائی بہن پر باقی مال ارباعاً یا اخماساً رد ہوگا یعنی اگر مادری بھائی بہنوں کے ساتھ
پدری ایک بہن ہو تو حصے تقسیم ہونے کے بعد باقی کے چار حصے ایک حصہ مادری بھائی بہن کو
اور تین حصے پدری بہن پر رد کریں اگر پدری دو بہنیں یا زیادہ ہوں تو باقی کے پانچ حصے

الزوج والزوجة دخل النقص على المتقرب بالاب والاقرب منه لا الابعد و وجه الاخوة
والاجداد كان يجب كالاخ و بعده كالاخت والاجداد دون من يقسمون الاخوة و ولد
الاخوة والاخوات يقومون مقام ابائهم عند عدمهم في مقاسمة الاجداد وكل واحد
منهم يرث نصيب من يتقرب به ويقسمون بالسوية ان كانوا لام وان كانوا لاب
فللذكر ضعف الانثى المرتبة الثالثة الاعمام والاخوال والعمات وامثالهم يرثون مع فقد الاولاد
فالعم وحده يأخذ الكل وكذا العمة وحدها فان اجتمعوا فللذكر مثل حظ الانثيين
وان تفرقوا فلمن تقرب منهم بالام السدس ان كان واحدا عليه الثلث بالسوية والباقي لمن يتقرب

تو چھٹا حصہ آپس میں تقسیم کریں اگر پدری یا حقیقی بھائی بہن کی اولاد ہے تو ان میں مرد کو دو
حصے عورت کو ایک حصہ ملیگا۔ مرتبہ سوم میں چچا پھوپھی ماموں اور خالہ ہیں۔ اگر مرتبہ اول و
دوم میں سے کوئی نہ ہو تو چچا تمام مال لیگا۔ اسی طرح اکیلی چچی۔ اور اسی طرح پھوپھی پھوپھیاں تمام
مال لیں گی اگر چچا پھوپھی دونوں موجود ہوں تو مرد کے دو حصے عورت کا ایک حصہ ہے۔ اگر
چچا پھوپھی باپ کے بھائی بہن حقیقی بھی ہوں اور پدری یعنی سوتیلے بھی ہوں، اور مادری
بھی تو مادری چچا پھوپھی یعنی اخیافی اگر ایک ہے تو چھٹا حصہ لے۔ اگر زیادہ ہوں تو ثلث ملکر
آپس میں برابر تقسیم کریں۔ باقی مال حقیقی چچا پھوپھی کو ملیگا خواہ ایک ہو یا زیادہ ہوں مرد کو
دو حصے عورت کو ایک حصہ اور سوتیلے چچا پھوپھی کو کچھ نہیں۔ اگر حقیقی چچا پھوپھی نہ ہوں تو سوتیلے
چچا پھوپھی ان کے مقام پر قائم ہونگے اور حقیقی کا حکم ان پر جاری ہوگا۔ اگر فقط ماموں ہو تو تمام
مال لے خواہ ایک ہو یا کئی ہوں اسی طرح خالہ کا حکم ہے۔ اگر حقیقی ماموں خالہ جمع
ہوں تو برابر تقسیم کریں اگر متفرق ماموں خالہ ہوں یعنی ان سے حقیقی بھائی بہن اور سوتیلے
بھائی بہن اور مادری یعنی اخیافی بھائی بہن ہوں تو اخیافی ماموں خالہ اگر ایک ہے تو

بالابوین وحدا وکرثینا کضعف الانثی وسقط المتقرب بالاب ولو فقد المتقرب
بهما ذو المتقرب بالاب مقامه وحکمه حکمه ۔ ویحوز المنفرد المال وکذا ان کانت
فمن ذوی الخئولة والخؤولات وان اجتمعوا استووا ولو تفرقوا فللمتقرب
بالام السدس ان کان واحدا والثلث ان کان اکثر سویة والباقی للمتقرب بالابوین
واحدا کان او اکثر بالسویة وسقط المتقرب بالاب ولو فقد المتقرب بهما
قام المتقرب بالاب مقامه کما مر ولو اجتمع الاخوال والاعمام فللاخوال الثلث
ان کان واحد ذکرا وانثی والباقی للاعمام وان کان واحدا ذکرا او انثی فان

چھٹا حصہ اور زیادہ ہوں تو تیسرا حصہ لیکر برابر تقسیم کرلیں اور باقی حقیقی ماموں خالہ کو
ملیگا ایک ہو یا زیادہ بالسویہ۔ اور سوتیلے ماموں خالہ کو کچھ نہیں ہاں حقیقی ماموں خالہ نہ ہوں
تو یہ انکی جگہ پر قائم ہوں گے۔ اور ان کا حکم انپر جاری ہوگا۔ اگر ماموں خالہ اور چچا پھوپھی
جمع ہوں تو ماموں خالہ کو ثلث ملیگا ہر چند ایک ماموں یا ایک خالہ ہو اور باقی چچا پھوپھی کو
ہر چند ایک ہی چچا یا ایک ہی پھوپھی ہو۔ اگر چچا پھوپھی کے ساتھ متفرق ماموں خالہ ہوں تو انکا
اخیافی بھائی یا بہن ثلث کا چھٹا حصہ لیں اگر ایک ہو۔ اور زیادہ ہوں تو ثلث کا ثلث لیکر
برابر تقسیم کرلیں اور ثلث میں سے جو باقی ہے وہ حقیقی خالہ یا ماموں کا ہے اور سوتیلے ماموں
خالہ محروم ہیں اور حاصل یہ ہے بعد تقسیم ثلث جو باقی ہے چچا پھوپھی ہیں اگر وہ بھی متفرق
ہیں تو باپ کا اخیافی بھائی یا بہن اگر ایک ہو تو باقی میں کا چھٹا حصہ لے ورنہ تیسرا حصہ اور
باقی حقیقی چچا پھپھی لیں۔ سوتیلے چچا پھوپھی محروم ہیں۔ اگر ان کے ساتھ شوہر یا زوجہ ہو تو
اس کو اسکا اعلیٰ حصہ ملیگا۔ اور اخیافی کو ثلث اور حقیقی کو یا حقیقی نہ ہو تو سوتیلے کو باقی
(مطلب یہ ہے کہ زوجہ یا شوہر کی شرکت سے حقیقی چچا پھوپھی یا حقیقی ماموں خالہ کو نقصان

تفرق الاخوال فللمتقرب بالام سدس ان کان وحدا و ثلثہ ان کان اکثر بالسویۃ والباقی لمن یتقرب بالابوین وسقط المتقرب بالاب وللاعمام الباقی فان تفرقوا فللمتقرب بالام سدسہ ان کان واحدًا او الا فالثلث والباقی للمتقرب بہما وسقط المتقرب بالاب وللزوج او الزوجۃ نصیبہ الاعلی وللمتقرب بالام ثلث الاصل والباقی للمتقرب بہما او بالاب ویقوم اولاد العمومۃ والعمات والخؤولۃ مقام ابائہم مع تعددہم ویأخذ کل منہم نصیب من یتقرب بہ واحدا کان او اکثر و الاقرب یمنع الابعد الا فی صورۃ واحدۃ وہی ابن عم من الابوین مع العم من الاب

ہوگا اور خیافی اپنا حصہ برابر لیں گے، اگر چچا پھوپھی اور ماموں خالہ نہ ہوں تو انکی اولاد انکی جگہ پر ہوگی اور ہر ایک اپنے باپ کا یا اپنی ماں کا حصہ لیگا ایک ہو یا زیادہ ہوں اور قریب بعید کو منع کرتا ہے (جیسے چچا کے ہوتے چچازاد بھائی وارث نہیں ہوتا) مگر ایک صورت میں یعنی باپ کے ایک حقیقی بھائی کا بیٹا ہے اور باپ کا ایک سوتیلا بھائی ہے تو باپ کے حقیقی بھائی کا بیٹا کہ میت کا (میت کا) چچیرا بھائی ہوتا ہے) تمام مال لیگا۔ جب (میت کے) چچا پھوپھی اور ماموں خالہ نہ ہوں تو باپ کے چچا پھوپھی اور ماموں خالہ انکی جگہ پر قائم ہوں گے اور اقرب بعید کو منع کریگا۔ چچا پھوپھی ماموں خالہ کی اولاد ہر چند نیچے کے کئی درجوں کی ہو۔ باپ کے چچا پھوپھی اور ماموں خالہ کو منع کرے گی۔ اگر ایک وارث میں میراث کے دو سبب ہوں تو دونوں طرف سے میراث لیگا۔ جیسے باپ کے سوتیلے بھائی کا بیٹا کہ وہ ماں کے مادری بھائی کا بیٹا ہو (مثلاً زید اور عمرو سوتیلے بھائی ہیں اور زید کی ایک مادری بہن ہے کہ وہ عمرو سے منسوب ہے اور اس کے ایک بیٹا ہے اس صورت میں زید عمرو کے بیٹے کا سوتیلا چچا اور اخیافی ماموں ہے اور زید کا بیٹا عمرو کے بیٹے کا چچازاد بھائی بھی ہے اور ماموں زاد بھائی بھی ہے) یا شوہر

فان مات ابن عم خاصة وعمومة الاب وخؤولته وعمومة الام وخؤولتها يقومون مقام
العمومة والعمات والخؤولة والخالات مع فقدهم والاقرب يمنع الابعد واولاد عمومة
وخؤولة وان نزلوا يمنعون عمومة الاب وخؤولته وعمومة الام وخؤولتها ولو جمع
وارث سببان مشتركان ورث بهما كان عم لاب هو ابن خال لام او زوج
هو ابن عم او ابن خال. ويمنع حاجبهما الآخر ويرث من قبل مالو كابن عم
لاب هو اخ لام الفصل الثاني في ميراث بالسبب وهو اثنان الزوجية
والولاء فللزوج مع عدم الولد النصف ومعه وان نزل الربع وللزوجة مع عدم

ز وہ چچا کا بیٹا یا ماموں کا بیٹا ہو۔ اگر ایک سبب دوسرے سبب کا حاجب ہو تو سبب
حاجب کی طرف سے میراث لیگا۔ جیسے سوتیلے چچا کا بیٹا کہ وہ اخیافی بھائی بھی ہو مثلاً
زید اور عمرو دو سوتیلے بھائی ہیں، زید نے ایک عورت سے نکاح کیا اس سے ایک بیٹا
پیدا ہوا پھر زید نے اسے طلاق دی اور عمرو نے اس سے نکاح کیا اس سے بھی ایک بیٹا
پیدا ہوا پس عمرو کے بیٹے کا زید کا بیٹا مادری بھائی بھی ہے اور سوتیلا چچازاد بھائی بھی ہے)
دوسری فصل میراث سببی کے بیان میں ہے وہ دو ہیں ایک زوجیت دوسرے
ولاء پس شوہر کے لئے آدھا مال ہے بشرطیکہ عورت کی اولاد نہ ہو اگر اولاد ہو گو نیچے
کے کئی درجوں کی ہو جیسے اولاد کی اولاد تو شوہر کو چوتھا حصہ ملیگا بیوی کا حصہ
چوتھائی ہے بشرطیکہ شوہر کے اولاد یا اولاد کی اولاد نہ ہو اگر ہو تو آٹھواں حصہ
ملیگا۔ اگر شوہر کے سوا اور کوئی وارث نہ ہو تو باقی مال شوہر کو رد کیا جائیگا۔ اور صورت
عدم ورثہ زوجہ پر رد ہونے میں اختلاف ہے (مذہب مشہور یہ ہے کہ زوجہ پر رد
نہ کیا جائے گا۔ اگر کئی بیبیاں ہوں تو اسی چوتھائی یا آٹھویں حصہ میں شریک ہونگی۔

او ولد ابن الربع ومع وجوده الثمن ولو فقد غيرهما رد على الزوج وفي الزوجة قولان
ويتشارك ما زاد على الواحدة في الثمن او الربع ويرث كل منهما من صاحبه مع
الدخول وعدمه ومع الطلاق الرجعي ويرث الزوج من جميع التركة وكذا المرأة اذا كان
لها ولد منه ولو فقد ورثت الا من العقارات والارضين ويقوم الابنية والالات نخل و
الا شجر وترث من القيمة ولو تزوج المريض ودخل ورثت والا فلا مهر ولا ميراث
واما الولاء فاقسامه ثلثة الاول ولاء العتق ويرث المعتق عتيقه مع التبرع
وعدم التبرء من الجريرة بعد فقد النسب ويشارك الزوج والزوجة ولو كان المنعم متعدداً

شوہر اور زوجہ خواہ دخول ہوا ہو یا نہ ہوا ہو ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔ طلاق
رجعی میں بھی یہ دونوں وارث ہونگے۔ شوہر تمام متروکہ سے حصہ لیگا اسی طرح زوجہ بشرطیکہ میت کیلئے
اسکے بطن سے فرزند ہو خواہ لڑکا ہو یا لڑکی، اگر کوئی فرزند نہ ہو تو زوجہ کو زمین سے کچھ حصہ نہیں ملیگا
اور خانہ اور سب چیزیں اور درختوں کی قیمت کرکے قیمت سے اسکا حصہ دیا جائیگا۔ اگر مرد بیمار نکاح
کرے اور دخول بھی ہو تو زوجہ میراث لیگی اگر دخول نہ ہو تو نہ مہر ہے نہ میراث ولاء کی تین قسمیں ہیں
پہلی قسم ولاء آزادی ہے آزاد کرنیوالا غلام و کنیز آزاد کا وارث ہوگا بشرطیکہ تبرعاً آزاد کرے
اور اسکی ضمانت جریرہ سے بری نہ ہو اور اسکا کوئی وارث نہ ہو صاحب ولاء آزادی شوہر یا زوجہ کے
ساتھ شریک ہو کر میراث لیگا۔ اگر آزاد کرنیوالے متعدد ہوں تو سب شریک ہوں گے اگر آزاد کرنیوالا
نہ ہو یعنی پہلے ہی مر چکا ہو تو حق سے قریب تر یہ بات ہے کہ اسکی ولایت آزاد کرنیوالے کے بیٹے
اور اولاد ذکور کیطرف منتقل ہوگی۔ یہ بھی نہ ہوں تو اس کے عصبے کیطرف منتقل ہوگی (ماں باپ کے
اقرباء کو عصبہ کہتے ہیں مگر یہاں عصبہ سے مراد فقط باپ کے اقرباء ہیں)۔ اگر آزاد کرنیوالی عورت ہو
اور وہ پہلے مر چکی ہو تو اس کے عصبے کی طرف ولایت منتقل ہوگی نہ اولاد کیطرف ماں کے قرابتدا

تشارکوا وبعدہم فالأقرب تنتقل الولاء الی الابوین لا الاولاد الذکور فان فقد فلعصبة
ولو کان لهم مرة تنتقل الی عصبته دون اولاده ولا یرث الولاء من یتقرب بالام
ولا یصح بیعه ولا هبته ولا اشتراطه فی البیع وجر الولاء صحیح فیه ثبت المعتقة بعد
تعتق من مملوک حر فولدته لمولاها فاذا عتق الاب انجر ولاؤه الی معتق الاب
فان فقد فللابوین والولد الذکور فان فقد فعصبته فان فقد فالمولی مولی الاب
فان فقد فمولی مولی الاب فان فقد فمولی عصبة مولی فان فقد فضامن
جریرة فان فقد فللامام ولا یرجع الی مولی الام ولو امة اعتقت بنتین ثم ثبت عتق بعد موت

کو وراثت نہ پہنچیگی۔ وراثت کی بیع اور اس کا ہبہ اور بیع میں اس کی شرط کرنی صحیح نہیں
وراثت کا پھرنا صحیح ہے جیسے کوئی کنیز آزاد ہونیکے بعد کسی کے غلام سے حاملہ ہو اور بچہ آزاد ہو تو
اس بچہ کی ولاءت بھی اسکی ماں کے آزاد کرنیوالوں کو ہوگی بشرطیکہ بچہ کا اور کوئی وارث نہو، اگر اسکا باپ آزاد کیا جا
تو اس بچہ کی وراثت باپ کے آزاد کرنیوالے کیطرف پلٹ جائیگی۔ اگر وہ مرچکا ہو تو اسکے ماں باپ اور
اولاد ذکور کیطرف اور وہ بھی نہوں تو اسکے عصبے کیطرف اور وہ بھی نہوں تو اس لڑکے کے باپ کے
مولا کے مولا کیطرف، اور وہ بھی نہو تو مولا کے مولا کے مولا کیطرف اگر وہ بھی نہو تو عصبہ مولا کے مولا
کیطرف، اور وہ بھی نہو تو ضامن جریرہ کیطرف اور وہ بھی نہو تو امام کیطرف منتقل ہوگی، مگر ماں کے
مولا کیطرف نہ پلٹیگی۔ اگر آزاد کرنیوالا دو بیٹے چھوڑ کے مرے پھر ایک بیٹا مرنیکے بعد غلام
آزاد مر جائے تو دوسرا بیٹا جو زندہ ہے بیٹے برادر متوفی کے وارثوں کے ساتھ ولاء میں شریک ہوگا۔
دوسری قسم ولاء ضامن جریرہ ہے، جریرہ یعنی جرم، اگر کوئی شخص کسی سے عہد
کرے کہ تیرے جرائم کا میں ضامن اور ذمہ دار ہوں اور تیری ولاء مجھے ہونی چاہیے
اس صورت میں اس کا یہ وارث ہوگا بشرطیکہ اس کا کوئی وارث نسبی اور سببی نہو شوہر

احدٰھما شارک الحی ورثة المیت الأنثی فی ولاء تضمن الجریرة من یوالی انسان یضمن جریرته و یکون
ولاؤه له یرث مع فقد کل مناسب و مسابب بشرط ... و هو اولی من الامام و لا
یتعدی الضامن و لا یضمن الا سائبة کالمعتق واجباً و من لا وارث له سواه الثالث
ولاء الامامة اذا فقد کل مناسب و مسابب انتقل میراث الی الامام یصنع به ما یشاء
و کان علی علیه السلام یضعه فی فقراء بلده و ضعفاء جیرانه، و مع غیبته یقسم فی
الفقراء الفصل الثالث فی موانع الارث و هی ثلاثة کفر و قتل و رق اما
الکفر فلا یرث الکافر من المسلم و ان قرب فلا یمنع من یتقرب به فلو کان للمسلم

بیوی ہو تو وہ اس کے ساتھ شریک ہوں گے اور اس کا درجہ میراث میں امام سے پہلے ہے ضامن
جریرہ تعدی نہ کرے (یعنی جو شرط ہوئی ہے اس پر قائم رہے تجاوز نہ کرے) ضامن جریرہ
وہی شخص مقرر کر سکتا ہے جس پر کسی کی ولا نہ ہو جیسے وہ غلام جو وجوباً آزاد ہو (جیسے کہ
کفارے میں) یا وہ شخص جس کا کوئی وارث نہ ہو۔ تیسری قسم ولاء امام ہے اگر کوئی شخص
وارث نسبی و سببی نہ رکھتا ہو تو اسکی میراث امام لیگا امام کو اختیار رہے کہ اس کو جس کام
میں چاہے صرف کرے۔ حضرت امیر علیہ السلام فقرائے شہر اور ضعفائے ہمسایہ پر تقسیم
فرماتے تھے۔ غیبت امام میں وہ میراث (مجتہد کے حکم سے) فقیروں پر تقسیم کی جائے گی
تیسری فصل موانع ارث کے بیان میں ہے وہ تین امر ہیں کفر و قتل و رقیت
کافر مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا ہر چند نزدیک کا قرابتدار ہو اور جو اس کی طرف سے
قرابت رکھنے والے کا حاجب بھی نہیں ہو سکتا جیسے ایک مسلمان (مر جائے) اس کا
ایک فرزند کافر ہو اور اس کافر کا ایک بیٹا مسلمان ہو تو یہ مسلمان یعنی پوتا دادا کا وارث
ہوگا اور بیٹا بسبب کفر کے محروم ہوگا، اگر کوئی وارث مسلمان نہ ہو تو اس کی میراث

ولد کافر ورثہ ابن عمہ المسلم دون الجد ولو فقد المسلم کان میراثہ للامام والمسلم یرث
الکافر ویمنع مشارکۃ الکافر فلو کان للکافر ولد کافر وابن عم مسلم فمیراثہ لابن
عمہ ولو اسلم الکافر قبل القسمۃ شارک ان کان مساویا واختص بجمیعہ ان کان
اولی سواء کان المیت مسلماً او کافراً ولو کان الوارث واحداً واسلم الکافر لم یرث
والمسلمون یتوارثون وان اختلفوا فی الآراء والکفار یتوارثون وان اختلفوا فی الملل
والمرتد عن فطرۃ یقتل فی الحال وتعتد امرأتہ من حین الارتداد عدۃ الوفاۃ
ویقسم میراثہ ولا یسقط ھذہ الاحکام بالتوبۃ والمرتد عن غیر فطرۃ یستتاب فان تاب و

امام ہوگا۔ مسلمان کافر کا وارث ہوگا اور (دوسرے وارث) کافر کی شرکت کا حاجب ہوگا
جیسے ایک کافر کا بیٹا کافر ہو اور ایک چچا زاد بھائی مسلمان ہو تو اس کافر کی میراث اس
چچا زاد بھائی کو جو مسلمان ہے ملے گا اور بیٹا محروم ہوگا، اگر کوئی وارث کافر میراث
تقسیم ہونے سے پہلے مسلمان ہو جائے تو اور ورثہ کے ساتھ شریک ہوگا بشرطیکہ
(وارث) ان کا مساوی ہو اگر ان سے اول درجہ کا ہو تو کل مال لے گا خواہ میت
مسلمان ہو یا کافر۔ اگر کسی کا ایک وارث مسلمان ہو پھر ایک کافر جو میت کا قرابتدار
ہو مسلمان ہو جائے تو وارث نہ ہوگا۔ سب مسلمان (بشرط قرابت وبلحاظ مراتب)
آپس میں وارث ہوں گے ہر چند ان کے مذہب مختلف ہوں اسی طرح (کفار)
آپس میں وارث ہوں گے اگرچہ ان کی ملتیں مختلف ہوں مرتد فطری فوراً قتل کیا جائے
(جو شخص مسلمان سے پیدا ہوکر کافر ہو جائے اسے مرتد فطری کہتے ہیں) اور اس کی
زوجہ اس کے ارتداد کے وقت سے عدۂ وفات میں بیٹھے گی، عدۂ وفات گزرنے کے بعد
دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے۔ اور اس کی میراث تقسیم ہو جائے گی اگر مرتد فطری توبہ کی

والقتل ويقضى من الدية ديونه ووصاياه وان كانت لعمد وليس للذي بان
منهم من قصاص الثالث الرق وهو مانع في الطرفين ولو اجتمع احد منهم مملوك
فالمال للحر وان بعد ولو عتق قبل القسمة شارك مع المساواة واختص مع الاولوية
ولو كان وارث واحد او اعتق ثم يرث وهو لم يكن وارث لا مملوك اجبر مولاه على اخذ
قيمته من التركة واعتق واخذ الباقي ولو قصرت التركة ثم يعتق - وميراث المملوك
مولاه وان قلنا انه يملك والمدبر وام الولد ومكاتب مشروط والمطلق اذا لم يتحرر منه
شيء كالقن **الفصل الرابع في مخارج السهام** النصف من اثنين والثلث

بخشدے بلکہ خون بہا لے یا قتل کرے - خون بہا سے قرض اور وصیتیں ادا کی جائیں اور قتل عمد ہو
تو نہیں پہونچتا قصاص کو منع کریں۔ تیسرا امر مملوکیت ہے دو طرفین میں میراث کا مانع ہے
اگر آزاد و مملوک کسی کے قرابتدار ہوں تو آزاد میراث لیگا گو دور کا قرابتدار ہو اور غلام یا
کنیز محروم ہوگا اگر میراث کی تقسیم سے پہلے آزاد ہو جائے تو دیگر ورثہ کے ساتھ شریک ہوگا بشرطیکہ
ان کا مساوی ہو اگر ان سے اولی ہو تو خاص وہی وارث ہوگا - اگر کسی کا وارث ایک ہی ہو
پھر ایک غلام بھی رجو میت کا قرابتدار ہے) آزاد کیا جائے تو وارث نہ ہوگا اگر سوائے مملوک
کسی کا دوسرا وارث نہ ہو تو اس کا آقا مجبور کیا جائیگا کہ ترکہ سے اسکی قیمت لے اور آزاد کرے
اور وہ غلام آزاد ہو کر باقی ترکہ لیگا اگر ترکہ قیمت سے کم ہو تو آزاد کرایا جائیگا مملوک کی میراث
اس کا آقا لیگا گو ہم قائل ہوں کہ مملوک کسی شے کا مالک ہو سکتا ہے۔ اور مدبر اور ام ولد اور مکاتب
مشروط اور مکاتب مطلق جو کچھ آزاد نہ ہوا مثل قن کے ہے رقن وہ مملوک ہے جو ملکیت میں کامل
ہو مثل مدبر و مکاتب) چوتھی **فصل حصوں کے مخارج کے بیان میں ہے** - آدھے کا مخرج
دو ہے - ایک تہائی اور دو تہائیوں کا مخرج تین ہے - چوتھائی کا مخرج چار اور چھٹے

والثلثان من ثلثة والربع من اربعة والسدس من ستة والثمن من ثمانية ولو كان
في الفريضة ربع وسدس فمن اثني عشر والثمن والسدس من اربعة وعشرين و
قد تنكسر الفريضة فيضرب عدد من انكسر عليه في الاصل الفريضة ان لم يكن بين
نصيبهم وعددهم وفق مثل ابوين وخمس بنات والاخريات او وفق من عدد كابوين
وست بنات تضرب ثلثة وفق عدد ومع النصيب ولو قصرت الفريضة بدخول الزوج
او الزوجة دخل النقص على البنت والبنات والاخت او الاخوات لابوين وللاب
ولو زادت الفريضة ردت على غير الزوج والزوجة وارثهم مع الاخوة وذو السببين اولى

حصے کا مخرج چھ اور آٹھویں حصے کا مخرج آٹھ ہے اگر فریضے میں چوتھائی اور چھٹا حصہ ہو تو اس کا
مخرج بارہ ہے اور آٹھویں اور چھٹے حصے کا مخرج چوبیس ہے۔ کبھی فریضے میں کسر آتی ہے پس جس پر
کسر آئے اس کے عدد کو اصل فریضے میں ضرب دیں بشرطیکہ ان کے حصے اور ان کے عدد میں توافق
کی نسبت ہو مثل ماں باپ اور پانچ بیٹیوں کے یعنی ایک میت کے ماں باپ اور پانچ بیٹیاں
موجود ہیں ان کا فریضہ چھ ہے کیونکہ ہر ایک کو ۱/۶ اور باپ ہر ایک چھٹا حصہ دیں گے اس کا مخرج
چھ ہے جب چھ میں سے دو سدس ماں باپ کے گئے تو چار باقی رہے یہ چار پانچ بیٹیوں کے حصے
کے ہیں اور یہ چار ہیں کہ لڑکیوں کا حصہ ہے اور پانچ ہیں کہ لڑکیوں کا عدد ہے تباین کی
کی نسبت ہے پس پانچ کو چھ میں کہ اصل فریضہ ہے ضرب دیں حاصل ضرب تیس ہوں گے یہی سب کا
فریضہ ہوگا یعنی تیس میں سے دو سدس کہ پانچ پانچ ہوتے ہیں ماں باپ کو دیا باقی بیس رہے
وہ پانچ بیٹیوں پر برابر تقسیم کریں اور جس پر کسر آتی ہے ان کے عدد میں اور ان کے حصے میں توافق
کی نسبت ہو تو ان کے عدد کے وفق کو اصل فریضے میں ضرب دیں مثل ماں باپ اور چھ لڑکیوں کے
کہ ان کا فریضہ چھ ہے اس میں سے دو حصے ماں باپ کے گئے باقی چار رہے چار ہیں اور چھ ہیں

کہ یہ لڑکیوں کا عدد ہے توافق بالنصف کی نسبت ہے پس ان کا وفق کہ تین ہے اصل فریضہ میں کہ چھ
ہے ضرب دیں حاصل ضرب اٹھارہ ہوں گے، مثلاً کو اصل فریضہ قرار دیں دو اس میں سے دو سدس کہ
چھ ہوتے ہیں ماں باپ کے حصے میں، باقی بارہ چھ لڑکیوں کے، اگر شوہر یا زوجہ داخل ہونے کے
سبب فریضہ یعنی اصل مال کم ہو جاتے تو بیٹی یا بیٹیوں پر یا بہن یا بہنوں پر کمی آئیگی خواہ یہ
حقیقی ہوں یا سوتیلے، اگر اصل مال زائد ہے تو وہ بغیر شوہر اور زوجہ کے ورثہ میں کی بشرطیکہ
ماں کے ساتھ اخیافی بہن بھی ہوں اور ورثہ پر رد کیا جائیگا۔ جو شخص وارث ہونے کے دو سبب
رکھتا ہے وہ صاحب سبب واحد سے رد کے واسطے اولیٰ ہے، مناسخات) اگر بعض ورثاء میراث
کی تقسیم سے پہلے مر جائیں اور دوسرے ورثہ پیدا ہوں یا مستحق بدل جائے، اور تقسیم میں کسر واقع ہو
تو وفق فریضہ ثانیہ کو فریضہ اولیٰ میں ضرب دیں اور تقسیم کریں اگر وفق نہ ہو تو فریضہ ثانیہ کو فریضہ
اولیٰ میں ضرب دیں (مترجم) مناسب جانتا ہے کہ اس مقام پر ان دونوں مسئلوں کی مثالیں
لکھے اور اسکے بعد تماثل، تداخل، توافق، تباین کی مختصر شرح کرے۔ زید فوت ہوا اس کا ایک
باپ اور ماں اور ایک بیٹا ہے مسمی عمر ان کا فریضہ چھ ہے ان میں سے ماں کا حصہ ایک اور باپ
کا ایک اور فرزند کے چار پھر فرزند یعنی عمر کا انتقال ہوا اور اس نے چھ لڑکیوں کو چھوڑا اب
چار ہیں کہ عمر کا حصہ ہے اور چھ ہیں کہ فریضہ ثانیہ ہے توافق بالنصف کی نسبت ہے پس
وفق فریضہ ثانیہ یعنی چھ کے نصف کو کہ وہ تین ہے اصل فریضہ اولیٰ میں یعنی چھ میں ضرب
دیں اٹھارہ ہوں گے پس اٹھارہ کو سب پر تقسیم کریں اس طرح سے کہ مورث اعلیٰ کی ماں کو تین
اور باپ کو تین اب بارہ باقی رہے کہ وہ حصہ اس کے فرزند عمر کا ہے عمر کی چھ لڑکیوں پر
بارہ کو برابر تقسیم کر دیں ہر ایک لڑکی کو دو۔ اگر زید مرے اور ماں باپ اور ایک بیٹا
چھوڑے پھر بیٹا مرے اور پانچ لڑکیاں چھوڑے تو چار کے عدد ہیں کہ زید کے بیٹے

بالرد من السبب او احد او مات بعض الورثة قبل القسمة وتغاير الوارث او الاستحقاق فاضربها او وفقها من الفريضة الثانية في الفريضة الاولى فان لم يكن وفق فاضرب نفس الثانية في الاولى

الفصل الخامس في ميراث ولد الملاعنة والزنا والمفقود

ولد الملاعنة ترثه امه ومن يتقرب بها وولده وزوجته او زوجها وهو يرثهم ولا توارث بينه وبين الاب ومن يتقرب به ولو ترك اخوة من الابوين مع اخوة من الام تساووا في ميراثه وولد الزنا لا يرثه الزاني ولا الزانية ولا من يتقرب بهما وهو لا يرثهم وانما يرثه ولده وزوجته او زوجها وهو يرثهم

کا مال ہے اور فریضہ ثانیہ یعنی پانچ میں تباین کی نسبت ہے پس پانچ کو اصل فریضے یعنی چھ میں ضرب دیں تیس ہوں گے وہ سب پر تقسیم کریں. نسبتوں کے یہ نام اول تماثل یعنی دو عددوں کا برابر ہونا جیسے تین اور تین دوسرا تداخل یعنی ایسے دو عدد ہوں کہ اگر چھوٹے عدد کو بڑے عدد میں ایک مرتبہ یا کئی مرتبہ داخل کریں تو وہ بڑے عدد کو فنا کر دے جیسے دو اور چار یا پانچ اور دس تیسرا توافق یعنی دو عدد ایسے ہوں کہ ان دونوں کو کوئی تیسرا عدد ایک کے علاوہ فنا کر دے جیسے چار اور چھ کہ ان دونوں کو دو کا عدد فنا کرتا ہے یا چھ اور نو کہ ان دونوں کو تین کا عدد فنا کرتا ہے. یہ فنا کرنے والا عدد جس کسر کا مخرج ہے اس کسر کو وفق کہتے ہیں جیسے پہلی مثال میں دو نصف کا مخرج ہے پس چار اور چھ میں توافق بنصف کی نسبت ہے اور دوسری مثال میں فنا کرنے والا عدد تین ہے اور وہ ثلث کا مخرج ہے پس چھ اور نو میں توافق بثلث کی نسبت ہے. اور کبھی فقہا تداخل پر بھی توافق کا عمل کرتے ہیں چوتھا تباین یعنی جن عددوں میں مذکورہ نسبتیں نہ پائی جائیں جیسے دو اور تین یا دو اور پانچ یا تین اور پانچ علیٰ ہذا القیاس فقط۔

پانچویں فصل ولد ملاعنہ اور ولد زنا اور حمل اور گم شدہ کی میراث کے بیان میں ہے فرزند ملاعنہ کی میراث اس کی ماں اور ماں کے اقربا کو اور اس کی اولاد اور شوہر یا

زوجہ کو ملیگی اور فرزند ملاعنہ ان دونوں کا وارث ہوگا مگر باپ اور باپ کے اقربا کا وارث نہیں ہوتا اور نہ یہ لوگ اسکے وارث ہوں گے۔ فرزند ملاعنہ کے حقیقی بھائی بہن اور مادری بھائی بہن اسکی میراث پانے میں برابر ہیں فرزند زنا کا وارث نہ زانی یعنی باپ ہوتا ہے نہ اس اور نہ اسکے اقربا۔ اور نہ فرزند زنا ان کا وارث ہوگا ہاں فرزند زنا کی اولاد اور اسکی زوجہ یا شوہر وارث ہونگے اور وہ ان کا وارث ہوگا۔ فرزند زنا کی اولاد اور زوجہ یا شوہر کوئی نہ ہو تو امام وارث ہے۔ اگر کوئی شخص مرجائے اور اسکی زوجہ حمل سے ہو اور بچہ زندہ پیدا ہو تو باپ کا وارث ہوگا نہیں تو نہیں اور وضع حمل تک دو لڑکوں کا حصہ احتیاطاً اٹھا رکھیں اس صورت میں اصحاب فرائض اپنے دو حصوں میں سے چھوٹا حصہ پائیں گے۔ حمل کا حق بہا ماں باپ اور ان کے اقربا کیلئے یا فقط باپ کے اقربا کیلئے ہے یعنی یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے شخص گمشدہ کا مال اتنی مدت گزرنے کے بعد کہ جتنی میں آدمی عموماً زندہ نہیں رہتا تقسیم کیا جائیگا چھٹی فصل خنثی کی میراث کے بیان میں ہے خنثی وہ شخص ہے جسکے پیشاب کے دو عضو ہوں ایک مثل مرد کے اور ایک مثل عورت کے پس جس عضو سے پہلے پیشاب آنا شروع ہوا اسکے موافق حکم کیا جائیگا اگر دونوں عضو سے برابر پیشاب شروع ہو تو جس عضو سے آخر میں پیشاب موقوف ہوا اسپر حکم ہوگا۔ اگر یہ بھی برابر ہو تو ایسے شخص کو آدھا حصہ مرد کا دیں اور آدھا عورت کا۔ جیسے کوئی شخص دو فرزند چھوڑے ایک مرد ایک خنثی تو ان کو ایک بار دو لڑکے فرض کریں اور پھر ایک لڑکا اور ایک لڑکی اور ایک فریضہ کو دوسرے فریضہ میں ضرب دیں پھر حاصل ضرب کو مخرج نصف میں یعنی دو میں ضرب دیں یعنی پہلے دو لڑکوں کا فریضہ دو ہے پھر ایک لڑکا اور ایک لڑکی کا فریضہ تین دو کو تین میں ضرب دینے سے چھ ہوئے پھر چھ کو مخرج نصف یعنی دو میں ضرب دینے سے) بارہ ہونگے بارہ میں سے پانچ خنثی کو دیں اور سات مرد کو۔ اگر خنثی کے ہمراہ لڑکی ہو تو پانچ لڑکی کو ملیگی اور سات خنثی۔ اگر ایک لڑکا ہو اور ایک لڑکی اور ایک خنثی تو

ومع عدمهم الامام والحمل ان سقط حياً ورث والا فلا ويوقف له قبل ولادة
نصيب ذكرين احتياطاً وبعض اصحاب الفرائض اقل النصيبين وذية اجنبين لابويه و
من يتقرب بهما وبالاب والمفقود يقسم امواله بعد مضي مدة لا يمكن ان
يعيش مثله اليها غالباً الفصل السادس في ميراث الخنثى وهو من له
فرجان باي هما سبق البول منه حكم له ولو تساويا حكم لما تأخر في الفصل فان
تساويا اعطي نصف سهم رجل ونصف سهم امرأة فلو خلف ولدين ذكراً و
خنثى فرضتهما ذكرين ثم ذكراً وانثى وضربت احد الفريضتين في الاخرى ثم المجتمع

فریضہ چالیس سے ہوگا جس میں سے لڑکا اٹھائیس لیگا اور خنثی تیرہ اور لڑکی تو اگر کسی شخص میں عورت اور مرد
دونوں کی علامتیں ہوں تو قرعہ سے میراث دیں جس شخص کے دو سر یا دو بدن ایک کمر پر ہوں
تو جب وہ سو جائے تو اسے آواز دیں، گر ایک مرتبہ دونوں جاگیں تو وہ ایک ہی شخص ہے) ورنہ
دو ہیں ساتویں فصل ان لوگوں کی میراث کے بیان میں ہے جو ساتھ ہی ڈوب کے مریں یا دیوار
کے تلے دب کے مریں اور وہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوں اور انہیں سے کسی کا پہلے مرنا
معلوم ہوا اور یہ حکم رحم کی بیان ہوگا) بجز ان دو گروہ کے دوسری قسم پر جاری ہونا مشکل ہے
پس جب شرطیں پائی جائیں تو ہر ایک انہیں سے دوسرے کا نہیں مال سے وارث ٹھیرایا جائے
نہ اس مال سے جو اسے اسکی میراث میں ملا ہے اور جو کم میراث لیتا ہے اسے میراث دینے میں
مقدم کریں مثلاً ایک باپ اور بیٹا دونوں غرق ہوئے پہلے موت بیٹے کی فرض کریں اور باپ کا
رچھٹا حصہ اسکے مال سے نکالیں پھر باپ کی موت فرض کرکے باپ کے اصل مال کو بیٹے
کا حصہ جدا کریں مگر اس رچھٹے حصے سے کہ باپ کو ملا تھا اس بیٹے کو کچھ نہ ملے گا پھر ہر ایک کا
حصہ اسکے وارثوں کو دیں۔ اگر دو کسی ساتھ ہی ڈوب جائیں اور ایک صاحب مال ہو تو دوسرے

في مخرج اسضعف فيكون اثنى عشر للخنثى خمسة وللذكر سبعة ولو كان معه انثى كان
لها خمسة وللخنثى سبعة ولو اجتمعا معه فالفريضة من اربعين ولو فقد الفرجان
ورثا بالقرعة ومن له راسان او بدنان على حقو واحد يصاح فان انتبها معا
فواحد والا فاثنان **الفصل السابع في ميراث الغرقى والمهدوم**
عليهم وهؤلاء يتوارثون ويشترط المقدم وفي ثبوت الحكم بغير الغرقى والمهدوم
اشكال ومع الشرائط يرث كل واحد من صاحبه لا مما ورث منه ويقدم الاضعف
في الارث فلو غرق اب وابن فرض موت الابن اولا واخذ الاب نصيبه ثم يرث الابن

بھائی کے ورثہ پر وہ مال تقسیم ہوگا بشرطیکہ ان سے مقدم ورثہ یا مساوی موجود نہ ہوں، اگر کوئی
وارث نہ ہو تو اس کی میراث امام کی ہوگی۔ آٹھویں **فصل** میراث مجوس کے بیان میں ہے،
یہ لوگ نسب و سبب صحیح و فاسد سے باہم وارث ہوں گے اس مسئلہ میں اختلاف ہے جیسے اگر کوئی
مجوسی ماں کو چھوڑے اور وہ زوجہ بھی اسکی ہو تو وہ دونوں حصے لیگی مگر ایک قرابت دوسری قرابت
کی میراث کی مانع ہو تو ایک ہی حصہ ملیگا جیسے کسی مجوسی کی ایک بیٹی ہو اور اس کی نواسی بھی وہی ہو
تو وہ فقط بیٹی کا حصہ لے گی۔ **کتاب القضاء والشہادات والحدود** اس میں
کئی فصلیں ہیں پہلی **فصل** صفات قاضی کے بیان میں ہے ضروری ہے کہ قاضی مرد
بالغ و عاقل اور مؤمن اور عادل اور عالم یعنی مجتہد اور ولد حلال ہو اور اسکی یاد اچھی ہو
اور علماء کا فتویٰ اسے کافی نہیں یعنی خود مستنبط مسائل کرے، اور اس کو امام کی اجازت
ہو۔ زمانہ غیبت میں اگر کوئی مجتہد جامع الشرائط ہو تو اسکے احکام کو جاری کرنا واجب ہے اور
سنت ہے کہ شہر میں قاضی کے آنے کا اعلان کیا جائے۔ اور قاضی وسط شہر میں ساکن ہو
اور وقت تحقیقات مقدمات رو بقبلہ بیٹھے۔ اور قاضی معزول سے دفتر اور اسناد اور

نصیبہ من ترکۃ الآخر لا مما ورثہ وینتقل نصیب کل واحد منہما الی وارثہ ولو کان
لاحد الآخرین ان انتقل مالہ الی وارثہ الآخر ولو لم یکن وارث کان للامام الفصل
الثالث فی میراث المجوس ہولاء یرثون بالنسب والسبب صحیحہما وفاسدہما علی
خلاف فلو ترک اماً ہی زوجۃ فلہا نصیبہما ولو کان احدہما مانعاً ورث بہ خاصۃ کبنت ہی بنت
بنت فانہا ترث نصیب بنت **کتاب القضاء والشہادات والحدود** وفیہ
فصول **الفصل الاول فی صفات القاضی** ولا بد ان یکون مکلفاً مؤمناً عدلاً عالماً
ذکراً حراً ضابطاً ولا یکفیہ فتوی العلماء ولا بد من اذن الامام وینفذ قضاء

اعانتیں وصول کرے، قیدیوں کی تفصیل پوچھے قید ہونے کی وجہ دریافت کرے گواہی لیتے
وقت گواہوں کو علیحدہ کرکے پوچھے بشرطیکہ گواہ متہم ہوں۔ اور علماء سے مشورہ کرے، اور
جس وقت کہ غصے، اور بھوک اور پیاس اور غم اور خوشی کے سبب سے دل مطمئن نہ ہو اس وقت
حکم کرنا مکروہ ہے اور بوقت قضاوت دربان رکھنا، اور ایک گروہ کو گواہی کے لیے مقرر کرنا
اور غریم سے اپنا حق چھوڑنے کے لیے شفاعت کرنا بھی مکروہ ہے امام اپنے علم کے موافق
حکم کریگا غیر امام (یعنی قاضی جو مجتہد ہے وہ) بھی اپنے علم سے آدمیوں کے حقوق میں حکم کرے
جب علم نہ ہو تو گواہی کے موافق حکم کرے بشرطیکہ گواہوں کی عدالت سے واقف ہو یا انکی
عدالت کا ثبوت پہونچے مطلق عدالت کا ثبوت کافی ہے (یعنی اسکے تفصیل کی ضرورت نہیں)
بخلاف جرح کے (یعنی ثبوت فسق میں تفصیل ضروری ہے جیسے گواہ کہیں کہ ہم نے اسے شراب پیتے دیکھا
ہے) اگر عدالت و فسق دونوں کا ثبوت برابر ہو تو فسق کا ثبوت مقدم ہے رشوت لینا حرام ہے
اگر کسی نے رشوت لی ہو تو واجب ہے کہ واپس کردے ہرچند حق کے موافق حکم کیا ہو، اگر مدعی اپنے خصم
(یعنی مدعی علیہ) کو طلب کرنیکی درخواست کرے تو قاضی سے طلب کرے ہاں چھپنے والی عورت اور

وعلیہ ان یسوّی بین الخصمین فی الکلام والسلام والمکان فی سفر والانصاف والعدل فی الحکم
ویجوز ان یکون المسلم فی صدر او علی عنزہ والکافر ثمّ او خفض ولا یلقن خصمہ ولا یبادر
احدھما بالدعوی قدمہ فیہا ولو ادعیا فیسمع من الذی عن یمین خصمہ فان
اقر خصمہ الزمہ ان کان کاملا مختارا وان امتنع حبسہ ثم لم یخاصمہ وطلب المدعی اثبات حقہ
اثبتہ مع معرفتہ باسمہ ونسبہ او مع معرفتہ بعینہ وحلیتہ ولو ادعی الاعسار و ثبت
نظرہ الحاکم وان لم یثبت لزم بالبینۃ اذا عرف لہ مال او کان صدر الدعوی مالا والاقبل قولہ
مع الیمین فان جحد طلب البینۃ من المدعی فان احضرھا حکم لہ الا توجھت لہ الیمین فی انفسہا

کسی خاص مال کا ہو ورنہ محتاج ہونے کی قسم کھائے تو اسکا قول مقبول ہوگا۔ اگر مدعی علیہ مدعی کے
دعوی کا انکار کرے تو قاضی مدعی سے گواہ طلب کرے اگر وہ گواہوں کو حاضر کرے تو گواہی کے
مطابق حکم کرے اگر گواہ نہ ہوں تو مدعی کو حق ہے کہ مدعی علیہ سے اسکے انکار پر قسم لے پس اگر
مدعی قسم چاہے تو قاضی مدعی علیہ کو قسم دلائیگا۔ بغیر درخواست مدعی کے منکر سے قسم نہیں لے سکتا
اگر مدعی علیہ قسم کھائے یا قاضی بغیر درخواست مدعی قسم دے تو اسکا اعتبار نہیں بلکہ مدعی کی درخواست
پر دوبارہ قسم لیجائے اگر مدعی علیہ قسم سے انکار کرے تو مدعی پر قسم پلٹیگی اس صورت میں مدعی قسم
کھائے تو اس کا حق ثابت ہو جائیگا۔ اگر مدعی بھی قسم سے انکار کرے تو اس کا دعوی باطل ہوگا
اگر مدعی علیہ قسم کھائے تو مدعی کو تقاص جائز نہیں یعنی پھر جو مال مدعی علیہ کا مدعی کے پاس
آئے تو اپنے دین میں دبا لینا جائز نہیں اور پھر مدعی کا بینہ بھی مسموع نہ ہوگا۔ ہاں اگر مدعی علیہ
پھر اپنے تئیں جھٹلائے تو تقاص اور مطالبہ جائز ہے۔ اگر قرضدار میت ہو تو ضروری ہے کہ
مدعی بینہ بھی پیش کرے اور تقویت کے لئے بقائے دین کی قسم بھی کھائے۔ اگر مدعی علیہ دعوے
کے جواب میں کسی عارضے کے سبب سے سکوت کرے تو اس کی زبان یا اشارہ سمجھنے والے کی

حلف المنكر ولا يجوز خلافه حتى يلتمس المدعي فان تبرع او حلفه الحاكم لم يعتد بها و
عيدت مع التماس المدعي فان نكل ردت على المدعي فان حلف ثبت حقه وان نكل
بطلت دعواه واذا حلف المنكر لم يكن للمدعي المقاصة ولا تسمع بينة بعد اليمين الا ان يكذب
نفسه ولو كان على ميت احتاج المدعي مع البينة الى يمين على البقاء استظهارا ولو سكت
المنكر لآفة توصل الى معرفة اقراره او انكاره او الى مترجم ولا يكفي المترجم الواحد وان
كان عنادا حبس حتى يجيب **الفصل الثالث في الاستحلاف** ولا يجوز بغير اسماء
الله تعالى ولو كان حالفا للذمي بما يدين به او وجده رادعا ويستحب وعظه التخويف ويغلظ بـ

ضرورت ہوگی اور چاہیے کہ وہ دو عادل ہوں اگر سکوت عناد سے ہو تو قید کیا جائے یہاں تک
کہ جواب دے **تیسری فصل حلف کے بیان میں** سوا بغیر نام ہائے خدا تعالیٰ کے قسم جائز نہیں
اگر ذمی کے مذہب میں کوئی چیز زیادہ عزت کی ہو تو اسے اس چیز کی قسم دے سکتے ہیں مستحب
ہے کہ اسے نصیحت کرے اور ڈرائے اور اگر دین پاؤ دینار کی قیمت کے برابر یا زیادہ ہو تو قول
اور مقام اور وقت سے قسم میں سختی کرے قول سے سختی جیسے قسم خدائے غالب و قاہر وغیرہ اور
مقام جیسے مسجد میں قسم دے اور وقت جیسے روز جمعہ وغیرہ اس طرح قسم کھانا کافی ہے کہ قسم بخدا
میرے ذمے میں فلاں شخص کا فلاں دین نہیں۔ گونگے کی قسم اشارے سے ہوگی۔ قسم بغیر مجلس
قضا وقت کے با امکان اور کہیں نہ دے جائے قسم یقین پر چاہیے ہاں نفی فعل غیر میں نفی قسم کھائے
کہ میں نہیں جانتا۔ اگر مدعی علیہ دعویٰ کرے کہ میں مدعی کا دین ادا کر چکا ہوں یا اس نے بری
کر دیا ہے تو اس صورت میں مدعی علیہ مدعی ہو جائیگا۔ حدود میں قسم نہیں ہے اور ورثہ عدم علم میں
ورثہ مال غیر کو ثابت کرتے ہیں۔ اگر ایک گواہ عادل جیسے گواہی دے پھر مدعی قسم کھائے
تو ایک شہادت اور ایک قسم سے فقط مال اور دین میں دعویٰ ثابت ہوگا۔ ہلال اور طلاق

نصب بقصعه فما زاد بالقول في المكان والزمان ويكفي والله ماله قبلي كذا. ويمين الاخرس بالاشارة ولا يحلف الا في مجلس مع الملكة واليمين على القصد الا في نفي فعل الغير فانها على نفي علم ولو ادعى المنكر الابراء او الايفاء انقلب مدعيا ولا يمين في حد ولا مع عدم التهمة ولا يثبت الا بغيره وتقبل الشهادة مع اليمين اذا بدأ بالشهادة من عدل في الاموال والديون لا في الهلال والطلاق والقصاص اذا شهدا بالحكم على فلان عند الآخر نفذ الحاكم الثاني ولم ينافِ الشرع. الفصل الرابع في المدعي ولا بد ان يكون مكلفا مدعيا لنفسه او لمن له الولاية عليه يصح تملكه له انتزاع العين في الدين وان

اور وہ امر جس میں قصاص ہوتا ہے ایک عادل کی گواہی و قسم سے ثابت نہیں ہوتا۔ اگر کسی حاکم کے پاس دو عادل گواہی دیں کہ پہلے حاکم نے ایسا حکم کیا تھا تو حاکم ثانی کو ضرور ہے کہ اس حکم کو جاری کر دے بشرطیکہ وہ حکم خلاف شرع نہ ہو۔ چوتھی فصل مدعی کے بیان میں۔ ضرور ہے کہ مدعی بالغ و عاقل ہو اور اپنی ذات کیلئے یا اس شخص کیلئے جس کا یہ ولی ہے دعویٰ کرے اور دعویٰ اس چیز کیلئے کرے جس کی ملکیت صحیح ہو۔ مدعی کو جائز ہے کہ جس شئے کا دعویٰ ہو وہ شئے کسی طرح سے مدعیٰ علیہ سے لے لے بشرطیکہ وہ شئی بعینہ موجود ہو اور فتنہ کا خوف نہ ہو۔ اگر قرض ہو اور مدعیٰ علیہ کو انکار ہو اور مدعی کے پاس بینہ نہ ہو اس صورت میں بھی جس طرح ممکن ہو اپنا قرض وصول کر سکتا ہے اگر اقرار ہو مگر وہ نہیں دیتا ہو تو بھی یہی حکم ہے۔ اگر کوئی ایسے مال پر دعویٰ کرے کہ وہ کسی کے قبضہ میں نہ ہو تو مدعی کی خواہش کے موافق حکم کیا جائے بشرطیکہ دوسرا دعویدار نہ ہو۔ اگر مدعیٰ علیہ غائب ہو تو بعد ثبوت بینہ اس پر بھی فیصلہ کر دیا جائے گا اور ادائے دین میں اس کا مال فروخت کر کے مدعی سے کفیل لے لیں گے تاکہ شخص غائب حاضر ہو کر عذر مقبول پیش کرے تو مدعی سے مال مسترد کیا جائے۔ اگر دو آدمی ایسے مال پر دعویٰ کریں کہ وہ دونوں کے قبضہ میں ہو

مع امکان وجود وعدم بینة ومع عدم البذل ولو ادعی مالاً بید احد علیه قضی له به مع عدم
المنازع ویحکم علی الغائب مع البینة ویباع ماله فی الدین ولا یدفع الا بکفیل ولو تنازعا
فی یدهما فلهما بالسویة ولکل حلاف صاحبه ولو کان فی ید احدهما فللمتشبث
الیمین ولو کان فی ید ثالث فهو لمن صدقه وللآخر حلافه فان صدقهما تساویا ولکل
حلاف صاحبه وان کذبهما اقر فی یده ولو تداعی الزوجان متاع البیت قیل للرجل ما یصلح
له وللمرأة ما یصلح لها وبینهما وقال فی المبسوط اذا لم تکن بینة ویدهما علیه فهو لهما ولو
تعارضت البینتان قضی للخارج وان شهد بینة المتشبث بالسبب او شهدتا بالسبب

تو دونوں پر برابر تقسیم کیا جائے اور ہر ایک کو یہ پہنچتا ہے کہ دوسرے سے قسم لے۔ اگر ایک کے
قبضہ میں ہو تو وہ مال قسم کھانے سے قابض کو ملیگا اگر شخص ثالث کے قبضہ میں ہو تو جس شخص کی تصدیق
کرے اسکو ملیگا۔ اور دوسرا شخص اس سے قسم لے سکتا ہے اگر تیسرا شخص دونوں کی تصدیق کرے
تو دونوں پر برابر تقسیم کیا جائے اور ہر ایک دوسرے سے قسم لے سکتا ہے۔ اگر دونوں کی تکذیب
کرے تو وہ مال اسکے قبضہ میں رہیگا۔ اگر شوہر و زوجہ اپنے گھر کے مال پر دعوے کریں تو بعض علما نے
کہا ہے کہ جو مال مرد کے قابل ہو وہ مرد کو دیں اور عورت کے قابل عورت کو۔ اور جو دونوں کے قابل
ہو وہ دونوں پر تقسیم کریں اور کتاب مبسوط میں شیخ ابو جعفر طوسیؒ نے لکھا ہے کہ اگر گواہ نہ
ہوں اور دونوں کا قبضہ اس پر ہو تو وہ دونوں کو برابر تقسیم کر دیں۔ اگر دونوں کے گواہ معارض
ہوں تو وہ مال جسکا اس پر قبضہ نہ ہو اسے دلایا جائے۔ ہاں اگر قابض کے گواہ سبب ملکیت
بیان کریں جیسے کہیں کہ شوہر نے زوجہ سے مول لیا ہے تو وہ مال قابض کو ملے گا اگر دونوں
کے گواہ سبب بیان کریں تو جس کا قبضہ نہ ہو اسے عطا کریں اگر دونوں کے قبضے میں ہو تو
ہر ایک کے قبضہ کا مال دوسرے کو ملے گا یعنی دونوں پر برابر تقسیم کیا جائے اگر وہ مال تیسرے شخص کے

فلذي اليد ولو تشبثا قضي به لكل منهما بما في يد صاحبه فيكون بينهما بالسوية ولو كان في يد ثالث قضي للأعدل فالأكثر عدداً فإن تساويا أقرع فيحلف من يخرج بالقرعة فإن نكل حلف الآخر فإن امتنعا قسم بينهما **الفصل الخامس في صفات الشاهد** وهي ستة البلوغ وكمال العقل والإيمان والعدالة وانتفاء التهمة وطهارة المولد وتقبل شهادة الصبيان في الجراح مع بلوغ العشر وعدم التفرق وعدم الاجتماع على الحرام وتقبل شهادة أهل الذمة في الوصية مع عدم المسلمين ولا تقبل شهادة الفاسق إلا مع التوبة ولا شهادة الشريك لشريكه فيما هو شريك فيه ولا الوصي فيما له الولاية ولا الوكيل ولا القاذف

قبضے میں ہو تو جس کے گواہ عادل تر ہوں اسکو دیا جائے اگر عدالت میں برابر ہوں تو جسکے گواہ
تعداد میں زیادہ ہوں اسکی طرف فیصلہ کیا جائے اگر تعداد میں بھی برابر ہوں تو قرعہ ڈالا جائے
جسکے نام پر قرعہ نکلے اس سے قسم لیکر اسکی طرف فیصلہ کیا جائے اگر وہ قسم سے انکار کرے تو دوسرے سے قسم لیں
وہ بھی انکار کرے تو دونوں پر برابر تقسیم کریں **پانچویں فصل** گواہ کے صفات کے بیان میں ہے وہ چھ ہیں بالغ و عاقل
مومن عادل ہونا اور تہمت سے پاک ہو حلال زادہ ہونا بچوں کی گواہی زخم کے مقدمہ میں مقبول ہے بشرطیکہ دس برس کے ہوں
اور باہمیں اختلاف نہ ہو اور ارتکاب واردات پر اور فعل حرام کیلئے جمع نہ ہوئے ہوں وصیت کے مقدمہ میں ذمی کی گواہی مقبول ہے بشرطیکہ مسلمان
گواہ موجود نہ ہو بغیر توبہ فاسق کی گواہی مقبول نہیں اور شریک کی گواہی بھی شریک کیلئے اس مقدمہ میں جسمیں وہ شریک ہے
اور نہ وصی کی گواہی جسکے مقدمہ میں اور وکیل کی وکالت میں مقبول نہیں اور نہ قاذف کی گواہی اور نہ دشمن کی دشمن کے
خلاف میں اور نہ فرزند کی باپ کے خلاف میں مقبول ہے ہاں باپ کی گواہی فرزند کے خلاف میں صحیح ہے اسی
طرح ان دونوں میں سے ہر ایک کی گواہی دوسرے کے فائدے کے لئے مسموع ہے اسی طرح شوہر و زوجہ کا حکم ہے
غلام و کنیز کی گواہی آقا کے خلاف میں صحیح نہیں اور غیر کے مقدمہ میں دو قول ہیں اگر یہ آزاد ہو جائیں تو انکی گواہی مقبول
ہوگی خواہ آقا کی موافقت میں ہو یا مخالفت میں۔ اگر کوئی بچپنے میں یا حالت کفر یا فسق میں کسی امر کا گواہ بنے

ولا العبد ولا شهادة الولد على ولده ويجوز عكسه وتقبل شهادة كل منهم عليه وكذا الزوجان
ولا تقبل شهادة المولى على مولاه وفي غيره قولان واعتق قبلت له وعليه ولو شهد
من تحملها مع المانع بعد زواله قبلت ولا تقبل شهادة متبرع ولا شهادة النساء
في الهلال وطلاق واحدة وتقبل مع الرجال في الحدود والاموال وتقبل شهادة
بانفرادهن في بكارة وعيوب النساء بباطنه وشهادة القابلة في حق ميراث
مستهل وامرأة واحدة في حق وصية **الفصل السادس** في بقية مسائل
شهادات **الاولى** لا يحل لشاهد ان يشهد الا مع علم ولا يكفي رؤية خط

اور بالغ ہونے یا مسلمان ہونے کے بعد گواہی دے تو مقبول ہے۔ اگر کوئی بغیر سبب خود بخود گواہی دے
تو مقبول نہیں اسی طرح عورتوں کی گواہی رویت ہلال اور طلاق اور حدود میں صحیح نہیں ہاں مردوں کے ساتھ
ہو کر حقوق اور اموال میں مقبول ہے اور فقط عورتوں کی گواہی عورت کے بکارت اور اسکے باطنی عیوب میں
مقبول ہے اور دائی کی گواہی اس بچہ کے حق میراث میں جو زندہ ہو کر مر جائے اور ایک عورت کی گواہی حق وصیت
میں مسموع ہے۔ **چھٹی فصل** گواہی کے باقی مسائل کے بیان میں پہلا مسئلہ بغیر علم کے گواہی دینا جائز نہیں
اور کسی کے خط کو دیکھ کر بغیر یاد کے گواہی دینا جائز نہیں ہر چند دوسرا شخص اس پر گواہی دے ملکیت کی
گواہی میں تصرف کرتے ہوئے دیکھنا کافی ہے۔ ملکیت اور وقف اور وراثت سننے سے ثابت ہوتی ہے
اقرار پر گواہی دے سکتا ہے گو بوقت اقرار گواہی سے منع کیا جائے دوسرا مسئلہ باوجود علم گواہی کا چھپانا
جائز نہیں بشرطیکہ ایسے ضرر کا خوف ہو جس کا مستحق نہیں ہے۔ اگر دو کسی امر پر گواہ ہوں تو گواہی ادا کرنا
تو ادا واجب کفائی ہے جس شخص کو نہ پہچانے اسکے حق میں گواہی نہیں دے سکتا مگر ہاں جب ثقہ گواہ اسکے
ذریعہ سے معرفت حاصل ہو تو ہو سکتا ہے۔ گواہی کیلئے عورت کے منہ پر نظر کرنا تیسرا مسئلہ
گواہی کی گواہی قرض وغیرہ حقوق میں مقبول ہے حدود میں مقبول نہیں یعنی دو عادل گواہی دیں

عدم التذكر وان اقام غيره ويكفي في شهادة بمرض مثبت هذه متصرفا فيه ويثبت
بالسماع النسب وملك المطلق والوقف والزوجية ولو سمع لا فرشهدا ان قيل له لا
تشهد **الثانية** لا يجوز للشاهد كتمان شهادة مع اسم وصف ونظر غير مستحق
ولو دعي للتحمل وجب للكفاية ولا يشهد على من لا يعرف الا بمعرفة شيئين يجوز به
انتظار وجه حرة الشهادة **الثالثة** تقبل الشهادة على الشهادة في الديون والاموال
والحقوق لا في الحدود ولا يكفي فيها شيء من وشهدين على كل واحد من
الاصلين فيثبت وتقبل مع تعذر حضور شاهد الاصل ولو انكر الاصل ردت شهادة

کہ ہم نے فلاں دو گواہوں سے فلاں گواہی سنی ہے بس دونوں اصل گواہوں سے کم از کم دو اور ہر ایک سے
سننے کی دو عادل گواہی دیں تو مقبول ہے۔ گواہی کی گواہی جب مقبول ہوگی کہ اصل گواہوں کا حاضر ہونا
متعذر ہو۔ گواہی کی گواہی سننے کے بعد اصل گواہ انکار کریں تو وہ گواہی رد کر دی جائیگی بشرطیکہ اسکے
موافق حکم نہ ہو چکا ہو۔ تیسری گواہی ایک مقدمہ میں ہرگز مسموع نہ ہوگی چوتھا مسئلہ حکم ہونے
سے پہلے اگر گواہ اپنی گواہی سے پھر جائیں تو وہ گواہی باطل ہوگی اگر حکم کے بعد پلٹیں تو حکم ساقط نہ
ہوگا۔ بلکہ گواہوں سے تاوان لیا جائیگا جو مدعی علیہ کا نقصان ہوا ہے۔ اگر گواہوں کا مکرنا ثابت
ہو تو اصل مال واپس لیا جائے اگر اصل مال تلف ہو گیا ہو یا اس کا واپس ہونا متعذر ہو تو گواہ اس کے ضامن
ہیں اگر قتل کے گواہ قصاص کے بعد کہیں کہ ہم سے گواہی میں خطا ہوئی تو مقتول علیہ کا
خون بہا ان سے لیا جائیگا اور اگر وہ کہیں کہ ہم نے عمدا گواہی دی تھی تو ولی مقتول کو جائز ہے کہ ا
سکے عوض میں سب کو یا بعض کو قتل کرے اور بعض سے ان کے ذمہ کا خون بہا لیکر جن کو قتل کرتا ہے
انہیں دے کچھ کم پڑے تو اپنے پاس سے شریک کرے۔ مثلاً تین آدمیوں نے گواہی دی کہ زید نے
عمر کو قتل کیا پھر حاکم نے زید کو قصاص میں قتل کیا۔ اسکے بعد گواہوں نے کہا کہ ہم نے عمدا

مع عدم الحکم واستیفاء الدیة الثالثة فی شیٔ اصلاً ۱۲ الرابعة اذا رجع الشاهدان قبل الحکم
مثل ان کان بعد ما یقتص الحاکم فرد ولو ثبت تزویرهما استیفت نعم ان قتلت بعد ما لا استیفا الدیة فترد الدیة
او قال ما هو زور او شک بعد القصاص خطأ او غیر مؤاخذ قد تعمدنا فتقتص منهم او من بعضهم ویرد علی
البعض ما وجب علیهم فان قتص شیٔ ثمه ولی و وقال بعضهم ذلک رد علیه الولی ما یفضل
جنایته و قتص کل من تعمد و خذ منه ما قرب نصیبه من الدیة ان قال خطأت ولو شهدا
بسرقة فقطعت ید مشهود علیه ثم قالا وهمنا والسارق غیره غرما دیة یده لا یقبل قولهما
علی الثانی الخامسة یجب شهرة شاهد الزور وتعزیره بما یراه الامام ۱۲ الفصل

جھوٹی گواہی تھی تو پھر زید کے وارث کو جائز ہے کہ زید کے عوض میں سب گواہوں کو قتل کرے
اور ان سب کا خون بہا جو منع خون بہائے زید انہیں دے جیسے زید کا خون بہا ایک ہزار
دینار ہے ہر گواہ کے ذمہ ایک ثلث اور تینوں گواہوں کا خون بہا تین ہزار پس انہیں سے
ایک ہزار منع کر کے باقی دو ہزار دینار تینوں گواہوں کو دے اور انہیں قتل کرے، اگر
ایک گواہ کو قتل کرنا چاہتا ہے تو دوسرے دو گواہوں سے ایک ہزار دینار
کا ایک ایک ثلث جملہ دو ثلث لے کر جس کو قتل کرنا ہے اسے دے، اگر بعض گواہ کہے کہ
ہم نے جھوٹی گواہی دی تو ایک کا خون بہا حصہ خون بہائے مقتول بقصاص کے منع
کرنے کے بجائے قتل کر سکتا ہے بشرطیکہ عمداً جھوٹ بولنے کا اقرار کرے۔ اور اگر کہے کہ سہواً
ہوا تھا تو اسکے حصہ کے موافق خون بہا لیا جائیگا۔ اگر دو شخص چوری کی گواہی دیں اور چور کا
ہاتھ کاٹا جائے پھر گواہ کہیں کہ ہمیں دھوکہ ہوا چور دوسرا شخص تھا تو ہاتھ کا خون بہا دونو
سے لیں اور دوسرے شخص کی نسبت انکی گواہی مقبول نہیں ہے پانچواں مسئلہ گواہ زور کی
شہرت کرنی واجب ہے اور اس کی تنبیہ کے لئے امام کی رائے کے موافق سزا بھی ضرور ہے

السابع في حد الزنا وهو يثبت بايلاج فرجه في فرج امرأة حتى تغيب الحشفة قبلاً او دبراً
من غير عقد ولا شبهة عقد ولا ملك بشرط البلوغ والعقل والعلم بالتحريم والاختيار ولو توهم
التحريم وعقد على المحرم ثبت الحد ولو تشبهت الاجنبية عليه حدت دونه ولو ادعى الزوجية
او ما يصلح شبهة سقط الحد ولو تزوج المعتدة عالماً حد مع الدخول وكذا المرأة ولو ادعى
احدهما الجهالة المحتملة قبل ويحد الاعمى مع انتفاء الشبهة المحتملة ان ادعاها ويثبت
بالاقرار من اهله اربع مرات او شهادة اربعة رجال عدول او ثلاثة وامرأتين ولو
شهد رجلان واربع نسوة ثبت الحد دون الرجم ولا يقبل رجل واحد مع النساء وان كثرن ولو شهد اقل من

ساتویں فصل حد زنا کے بیان میں ہے اگر کوئی مرد کسی عورت سے بغیر عقد یا شبہ عقد کے اور بغیر
ملک کے جماع کرے کہ ختنہ گاہ تک قبل میں یا دبر میں دخول ہو تو زنا ثابت ہے بشرطیکہ مرد بالغ
و عاقل ہو۔ اور حرمت کو جانتا ہو اور اختیار سے جماع کرے۔ اگر حرمت کو جانتے ہوئے کسی محرم عورت
سے عقد کرے جب بھی حد ثابت ہے۔ اگر اجنبی عورت اپنے کو کسی کی زوجہ کے مشابہ بنائے
اور مرد اپنی زوجہ سمجھ کر جماع کرے تو فقط عورت پر حد واجب ہے۔ اگر مرد زوجیت کا دعوی کرے
یا ایسا امر بیان کرے جس سے زوجیت کا شبہ ہو تو اس سے حد ساقط ہے۔ اگر کسی عورت کو
جو عدہ کسی کے ساتھ میں ہو جان کر نکاح کرے اور دخول ہو تو اس پر حد واجب ہے اسی طرح عورت پر
اور دونوں میں کوئی اپنی ایسی بے علمی ظاہر کرے جس کا احتمال ہو تو اس کا عذر مقبول ہے اندھے
پر بھی حد جاری ہوگی بشرطیکہ شبہ محتملہ نہ ہو۔ اگر زانی چار مرتبہ اقرار کرے یا چار مرد عادل
گواہی دیں یا تین مرد اور دو عورتیں گواہی دیں تو زنا ثابت ہوگا۔ اگر دو مرد اور چار عورتیں
گواہی دیں تو دُرّے مارنا ثابت ہوگا۔ نہ سنگسار کرنا۔ ایک مرد کی گواہی کئی عورتوں کے
ساتھ مقبول نہیں گو عورتیں بہت ہوں۔ اگر چار سے کم گواہی دیں تو گواہوں پر حد قذ

اربع حد و بعربة ويشترط في الشهادة تفقه من كل وجه ومشاهدة اعياناً كالميل في
المكحلة ولو شهدوا بالمضاجعة او المعانقة والتقبيل والتفخيذ ثبت التعزير ولو اقر بما يوجب الرجم ثم
انكر سقط ولو كان الحد لم يسقط ولو اقر ثم تاب تخير الامام ولو تاب بعد البينة تحتمت الاقامة
ولو كان قبلها سقط الحد ويقتل الزاني بامه او باحدى المحرمات نسباً او رضاعاً و بامرأة الاب و بالمسلمة
ان كان ذمياً وبمن يكرهها على نفسها محصناً كان او غير محصن عبداً وحراً مسلماً وكافراً. اما الزاني
بغير المحرمات نسباً ورضاعاً فان كان محصناً وهو الذي له فرج مملوك بالعقد الدائم او الملك يغدو
به ويروح ويكون قد اجلد مائة جلدة ثم رجم ان زنى ببالغة عاقلة وان كان بصغيرة او مجنونة جلد

یعنی قذف ثابت ہے اور شرط ہے کہ گواہوں کا بیان ہر طرح سے متفق ہو اور یہ کہ گواہوں نے
جیسے سرمہ دانی میں سلائی ہو اس طرح دیکھیں۔ اگر ایک بستر پر سونے یا گلے ملنے یا بوسہ لینے یا
ذکر کو عورت کی رانوں پر لگانے کی گواہی دیں تو مرد اور عورت پر تعزیر ثابت ہوگی اگر کوئی رجم ہونے
کے فعل کا اقرار کرکے پھر انکار کرے تو رجم ساقط ہوگا۔ اگر حد مارنے کے فعل کا اقرار کرکے انکار کرے
تو حد ساقط نہیں۔ اگر زنا کا اقرار کرکے توبہ کرے تو امام کو اختیار ہے چاہے سزا دے یا چھوڑ دے،
اگر گواہی گزرنے کے بعد توبہ کرے تو اقامت حد ضروری ہوگا اگر گواہی اور اقرار سے پہلے امام کے نزدیک
توبہ کرے تو حد ساقط ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی ماں سے یا کسی ایک ایسی عورت سے جو نسباً یا
رضاعاً حرام ہو یا باپ کی عورت سے زنا کرے یا ذمی مسلمان عورت سے زنا کرے یا
کوئی کسی سے زنا بالجبر کرے محصن ہو یا غیر محصن غلام ہو یا آزاد مسلمان ہو یا کافر
ان سب صورتوں میں زانی قتل کیا جائے گا۔ اگر کوئی شخص زن محرم نسبی و رضاعی کے سوا
کسی اور عورت سے زنا کرے پس اگر وہ محصن ہو یعنی اس کے پاس زن منکوحہ دائمی یا مملوکہ موجود
ہو کہ صبح و شام میں جب چاہے اس کے پاس جا سکے اور عاقل ہو اور زن بالغہ عاقلہ سے زنا کرے تو

خمة وكذا المرأة المحصنة ترجم بعد جلد واحصانها كاحصان الرجل ولو راجع المختلع لم ترجم
حتى يطأ وكذا العبد اذا عتق والمكاتب اذا تحرر ولو زنت المحصنة بصغير حدت ولو كان بمجنون
رجمت وان كان غير محصن جلد مائة سوط وحلق رأسه وغرب عن بلده سنة ولا تغرب المرأة
والمملوك يجلد ولا تغريب فان زنى بعد الحد ثانية تكرر الحد وان لم يحد كفى حد واحد فان زنى
ثالثة بعد الحدين قتل وقيل في الرابعة وكذا المرأة واما المملوك فيجلد خمسين محصنا كان
او غير وكذا المملوكة ويقتل في الثامنة او التاسعة مع تكرار الحد في كل مرة **مسائل**
الاولى لا يسقط الحاكم اقامة الحد على اهل الذمة او ينقل الى اهل ملته ليقيموا عليه **الثانية** لا يقام

اسے پہلے سو دُرّے ماریں پھر سنگسار کریں، اگر زن نابالغ یا دیوانے سے زنا کرے تو فقط
سو دُرّے ماریں، اسی طرح زن محصنہ دُرّے ماریں گے بعد سنگسار کی جائیگی عورت کا احصان مثل احصان
مرد کے ہے طلاق خلع دینے والا مختلعہ سے رجوع کرے (اور پھر کسی عورت سے زنا کرے) تو اسے سنگسار نہ
کریں جبتک کہ مختلعہ سے وطی نہ کرے یعنی فقط منہ سے زبانی رجوع کرتے ہیں وہ صاحب زوجہ کہلا نہ سکیگا
جو احصان میں شرط ہے بلکہ وطی بھی ضروری ہے، اسی طرح غلام و مکاتب آزاد ہونیکے بعد زنائے محصنہ کریں تو سو دُرّے
کھانیکے بعد سنگسار کئے جائیں گے، اگر زن محصنہ نابالغ لڑکے سے زنا کرے تو فقط سو کوڑے کھائیگی اگر دیوانے
سے زنا کیا ہے تو سنگسار کیجائیگی۔ اگر زانی غیر محصن ہو تو اسے فقط سو دُرّے ماریں اور سر مونڈ کر ایک
سال کیلئے شہر سے باہر نکالدیں ہاں عورت اور مملوک پر سر مونڈنے اور شہر بدر کرنے کا حکم جاری
نہیں ہے۔ اگر زانی حد مارنیکے بعد پھر زنا کرے تو پھر حد ماریں اگر پہلے حد جاری نہ ہو اور زنا کرے ہو
تو ایک ہی حد ماریں۔ دو مرتبہ حد جاری ہونیکے بعد پھر زنا کرے تو قتل کیا جائیگا بعض علما نے
کہا ہے کہ چوتھی مرتبہ قتل کریں اسی طرح عورت کا حکم ہے اگر غلام زنا کرے تو پچاس درے ماریں
خواہ محصن ہو یا غیر محصن۔ کنیز کا بھی یہی حکم ہے۔ غلام و کنیز آٹھویں یا نویں مرتبہ قتل کئے

الحبس حامل حتى تضع وتستغني ولدها المريض الا المستحق ضمنة وترجت لو اقتضت المصلحة
قتل تحت المريض غرب بضعف فيه مائة شمراخ فقط ولا يقام في شدة حر وبرد ولا في ارض العدو
ولا على ملتجئ الى حرم ويضيق عليه في مطعم ومشرب حتى يخرج فيقام عليه بخلاف زنى في
حرم حد فيه الثالثة لو اجتمع جلد ورجم بدئ بجلد ثم رجم اي حقويه لمرأة
ويحفر لها فان فرت وقد ثبت بالبينة تبعت لا بالاقرار ثم يبدأ الامام اصابة الحجارة
شهود بالرجم وفي الاقرار الامام الرابعة يجرد للجلد ويضرب اشد الضرب يتقى وجهه
وفرجه وتضرب المرأة جالسة وقد ربطت عليها ثيابها الخامسة من تزوج بامة على

جائز ہے بشرطیکہ ہر زنا کے بعد حد جاری ہو یہاں کئی مسائل ہیں۔ پہلا مسئلہ حاکم کو اختیار ہے کہ
ذمی کو خود حد مارے یا اسکی قوم کے پاس بھیج دے تا وہ حد جاری کریں دوسرا مسئلہ حاملہ پر جبتک
کہ وضع حمل نہ ہو اور بچہ دودھ پینا ترک نہ کرے حد جاری نہ ہوگی بیمار و مستحق نہ کوڑا صحت تک
نہ ماریں ہاں اگر سنگسار ہونے کے مستحق ہوں تو سنگسار کریں اگر بیمار کو حد مارنے کی کوئی مصلحت ہو
تو سو دروں کو ایک جگہ باندھ کر ایک دفعہ ماریں گرمی اور سردی کی شدت میں اور دشمن کی زمین پر
اور حرم میں حد جاری نہ کریں ہاں حرم میں پناہ لیجانیوالے پر آب و طعام بند کر دیں تا وہ باہر آئے
پھر حد جاری کریں اگر حرم میں زنا کرے تو وہیں حد ماریں۔ تیسرا مسئلہ درے مارنا اور سنگسار
کرنا دونوں ضرور ہوں تو پہلے درے ماریں پھر سنگسار کریں۔ سنگسار کرتے وقت مرد کو زمین
میں کمر تک دفن کریں اور عورت کو سینے تک۔ اگر انمیں سے کوئی ایک بھاگ جائے اور رجم کا
ثبوت گواہوں سے ہو تو پھر گرفتار کر کے سنگسار کریں۔ اگر مجرم کے اقرار سے
ثبوت ہوا ہو تو گرفتار نہ کریں بشرطیکہ کچھ پتھر اس پر پڑے ہوں۔ سنگسار کرنے
میں گواہ ابتدا کریں اور اقرار سے ثبوت ہوا ہو تو امام ابتدا کرے چوتھا مسئلہ مرد کو

حرة مسلمة فوطئها قبل الاذن كان عليه ثمن حد الزاني ومن زنى في زمان شريف او مكان شريف
ضرب زيادة على الحد الفصل الثامن في اللواطة والسحق والقيادة وتثبت اللواطة
بما يثبت به الزنا ثم ان وقب قتل او رجم او القي من شاهق او احرق ولاءه احرق او قتل
بغيره وان كان صغيرا او مجنونا ادب المجنون والصغير قتل الذي وقتل العاقل وبالغ
العيد اكرهه مولاه قتب والا قتل وولاه الذمي بمسلم قتل وان لم يوقب جلد
مفعول مع الايقاب ثم يوقب جلد مائة حرا كان او عبدا فاعلا ومفعولا ولو تكرر الحد
قتل في الرابعة ويعزر الاجنبيان مجتمعين في ازار واحد مجردين من ثلثين الى تسعة وتسعين

کوڑے مارتے وقت برہنہ کریں اور ضرب بہت سخت ماریں منھ اور شرم گاہ پر نہ ماریں
عورت کو بٹھا کر ماریں اور اس کے کپڑے اس پر لپیٹ دیں پانچواں مسئلہ اگر کوئی شخص
مسلمان آزاد عورت کو اپنے نکاح میں رکھ کر اسکی بے اجازت کنیز سے نکاح کرے اور اجازت سے قبل اس سے جماع کرے
تو زنا کی حد کا آٹھواں حصہ اس کو مارنا واجب ہے اگر متبرک ایام میں (مثل رمضان
وغیرہ کے) یا متبرک مکان (جیسے مسجد وغیرہ) میں زنا کرے تو حد معین سے زیادہ ماریں
آٹھویں فصل لواطہ اور سحق اور قیادہ کے حدود میں ہے (مرد سے مرد کے برا
فعل کرنے کو لواطہ کہتے ہیں اور عورت سے عورت کے برے فعل کو سحق اور کٹناپے کو
قیادہ) جن امور سے زنا ثابت ہوتا ہے انہیں سے لواطہ بھی ثابت ہوتا ہے پس اگر
دخول کرے تو تلوار وغیرہ سے اسے قتل کریں یا سنگسار کریں یا بلندی پر سے
گرا دیں یا جلا دیں امام کو اختیار ہے کہ اسے جلا دے یا کسی اور طرح سے قتل کرے گو اسنے
بچے یا دیوانے سے لواطہ کیا ہو۔ اگر دیوانہ یا بچہ کسی عاقل سے لواطہ کرے تو دیوانے کو
یا بچے کو تعزیر دیں اور اس عاقل کو قتل کریں۔ اگر غلام دعویٰ کرے کہ آقا نے جبر

ويتكرر التعزير حتى في الثالثة ويعزر من قبل غلاما بشهوة ويثبت السحق بما يثبت به
الزنا ويجب فيجلد مائة الفاعلة والمفعولة والحرة والامة سواء ولو تكرر الحد قتلت
في الرابعة ويسقط الحد بالتوبة قبل البينة كاللواط ولا يسقط بعدها وتعزر المجتمعان تحت
ازار واحد مجردتين ولو تكرر التعزير مرتين حدتا يجلد القواد خمسة وسبعين جلدة
ويحلق رأسه ويشهر وينفى حرا كان او عبدا مسلما كان او كافرا ولا جز على المرأة ولا نفي
ويثبت بشاهدين ولا قرارين **الفصل التاسع في حد القذف** من قال من
مكلفين بلغ او حر مسلما محصنا يا زاني ويا لائط او يا منكوحا في دبره و

سے لواطہ کیا ہے تو عذر اسکا مقبول ہوگا ورنہ قتل کیا جائیگا۔ اگر ذمی مسلمان سے لواطہ
کرے تو قتل کیا جائے گو دخول نہ ہو مفعول کو بھی بشرط دخول قتل کریں اگر دخول نہ ہو تو سو سو کوڑے
ماریں خواہ آزاد ہو یا غلام فاعل ہو یا مفعول اگر تین مرتبہ حد جاری ہو چکی ہو تو چوتھے مرتبہ
میں قتل کریں، اگر دو شخص ایک چادر میں برہنہ ملیں تو انہیں تیس کوڑوں سے ننانوے کوڑے تک ماریں
یعنی اس تعداد میں حاکم شرع کو اختیار ہے اگر کسی لڑکے کا شہوت سے بوسہ لے تو اسے بھی تعزیر دیں، تعزیر
مکرر واقع ہو چکی ہو تو تیسرے مرتبہ حد ماریں، زنا جس سے ثابت ہوتا ہے سحق بھی اسی سے
ثابت ہوتا ہے اسمیں دونوں عورتوں کو سو سو کوڑے مارنا چاہئیں اور اس میں آزاد اور کنیز برابر
ہیں حد جاری ہو چکے تو چوتھے مرتبہ قتل کریں گواہی گذرنے سے پہلے توبہ کریں تو مثل لواطے کے
اس میں بھی حد ساقط ہے گواہی کے بعد ساقط نہیں ہوتی اگر برہنہ دو عورتیں ایک چادر میں ہوں
تو انہیں تعزیر دیں دو مرتبہ تعزیر ہو چکے تو تیسری مرتبہ حد ماریں اگر کٹنا مرد ہو تو اسے پچھتر
کوڑے مار کے سر مونڈ کے شہر بدر کر دیں خواہ آزاد ہو یا غلام مسلمان ہو یا کافر اگر کٹنی عورت
ہو تو فقط پچھتر کوڑے ماریں سر مونڈنا اور شہر بدر کرنا اس سے ساقط ہے کٹنا یا

والتكفيف حدّ ثم بين حدّة ضرب على ظهره وكتفه ويتّقي وجهه وفرجه بعد الافاقة ويعزّر كان
عبداً او كافراً متظاهراً ولو تكرر الحد ثلاثاً قتل في الرابعة ومن شرب الخمر مستحلاً فهو مرتد ويجب
مستحق غيره ولو باع الخمر مستحلاً استتيب فان تاب والا قتل ويعزّر بايع غيره ولو تاب
قبل قيام البينة سقط الحد لا يسقط بعدها ولو اقرّ ثم تاب تخيّر الامام ويثبت بشهادة عدلين
او الاقرار مرتين من اهله ومن شرب المسكر حدّ شربه او باع محرّم سقط الحد ومن ستحل ما
اجمع على تحريمه كالميتة قتل وولو سوء بحرمه عزّر ولا يؤدبه المقتول بالحد التعزير ويثبت
فسق الشهود فلدية في بيت المال الفصل الحادي عشر في حد السرقة

پوری حد جاری کرا سکتے ہیں۔ اگر حد قذف کسی پر تین مرتبہ جاری ہو چکے تو چوتھی مرتبہ قتل کریں
اگر دو شخص آپس میں ایک دوسرے کو زنا سے منسوب کریں تو دونوں کو تعزیر دیجائے، اگر کوئی شخص
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا کسی امام علیہ السلام کو یا جناب سیدہ علیہا سلام کو برا
کہے تو اس کا قتل واجب ہے اور ہر سننے والے کو جائز ہے کہ اسے قتل کرے بشرطیکہ اپنی
جان کا خوف نہ ہو، اسی طرح اس شخص کا قتل واجب ہے جو نبوت کا دعوی کرے، اگر کوئی شخص جو
ظاہراً مسلمان ہو اور کہے کہ میں نہیں جانتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے تھے یا جھوٹے (معاذ اللہ)
تو وہ بھی قتل کیا جائیگا۔ اگر مسلمان جادوگر ہو تو اسے قتل کریں اگر کافر ہو تو اسے تعزیر دیں

دسویں فصل نشے کی حد کے بیان میں ہے جو شخص نشے کی چیز کھائے یا پئے یا بوزہ پئے یا
شیرۂ انگور جوش کھانے کے بعد اور دو ثلث کم ہونے سے پہلے کھائے بشرطیکہ مجبور نہ ہو اور حرمت
کو جانتا ہو اور بالغ و عاقل ہو تو اسے نشہ اترنے کے بعد برہنہ کر کے اسی کوڑے پشت
اور کاندھے پر ماریں۔ منہ اور شرمگاہ کو بچائیں خواہ وہ آزاد ہو یا غلام۔ اگر کافر علانیہ
اس کا استعمال کرے تو اسے بھی حد ماریں اگر کسی پر تین مرتبہ نشے کی حد جاری ہو چکے تو چوتھی

فی قطع سارق، تکلیف وانتفاء الشبہۃ وہتک الحرز وہو المستور بقفل وغلق ودفن
وخرج منہ بنفسہ وقیمتہ ربع دینار ذہبا خالصا مضروبا بسکۃ المعاملۃ بنفسہ
بنا ومع شرائطہ یقطع اصبعہ الاربع من ید الیمنی فان عاد قطعت رجلہ الیسری
من مفصل قدم ویترک لہ العقب فان عاد ثالثا اخلد فی سجن فان سرق بہ قتل و
تکرر سرقتہ من غیر حجۃ کان احمقا لو سرق الصغر والمجنون عزرا ولا یقطع احد بسرقۃ مال
نسیبہ یقطع الاجیر زوج وزوجۃ والضیف مع احرازہ دونہم ویقتل دائما من
السارق ولا یقطع سارق من المواضع المتروبۃ کالحمامات والمساجد الا من الجیب الحکم

مرتد قتل کریں، شراب کو حلال جان کر پئے تو مرتد ہے اور بغیر شراب اور کسی نشے کی چیز کو حلال
جانے تو اسے حد ماریں اگر کوئی شراب کا بیچنا حلال جان کر فروخت کرے تو پہلے اسے توبہ
کرنے کے لئے کہیں اگر توبہ کرے بہتر ہے ورنہ قتل کریں بغیر شراب اور نشے کی چیز بیچنے والے
کو تعزیر دیں نشے کی چیز کا پینے والا گواہی گزرنے سے پہلے توبہ کرے تو حد ساقط ہے گواہی کے بعد
توبہ کرے تو ساقط نہیں، اگر خود اقرار کرے اور پھر توبہ کرے تو امام کو اختیار ہے، یہ جرم دو گواہ
عادل سے ثابت ہوتا ہے یا خود دو مرتبہ اقرار کرے بشرطیکہ بالغ و عاقل ہو اگر کسی نشے کی شے
کو بے علمی سے پئے یا اسکی حرمت کو نہ جانتا ہو تو حد ساقط ہے اگر کوئی شخص کسی ایسے نشے کو حلال
جانے جسکی حرمت پر تمام اہل اسلام میں اتفاق ہو مثل مردار کے تو اسے قتل کریں اگر ایسے حرام سمجھ کر
کھائے تو اسے تعزیر دیں، اگر حد مارنے سے یا تعزیر دینے سے کوئی مرجائے تو اسکا خون بہا نہیں ہے
یعنی کچھ جرمانہ نہیں اگر گواہوں کا فسق ظاہر ہو تو بیت المال سے خون بہا دیا جائے گیارہویں
فصل چوری کی حد کے بیان میں ہے چور کا ہاتھ کاٹنے میں شرط ہے کہ وہ بالغ و عاقل ہو
اور اسے اپنے مال کا شبہ نہ ہو حفاظت کے مقام سے چرائے جیسے کوئی چیز قفل میں ہو یا کسی اور شے میں

لغافرين ولو كانا باطنين قطع ويقطع سارق الكفن ويأثم الصغير لحرز ولو نبش ولم يأخذ
عزر فان تكرر وفات السلطان جاز قتله ويثبت بشهادة عدلين او الاقرار مرتين من اهل
ويكفي في غرمه المال مرة وشهادة واحد مع اليمين ولو تاب قبل البينة سقط الحد لا بعدها ولو تاب
بعد الاقرار تخير الامام مسائل الاولى لو سرق اثنان نصابا فالاقوى سقوط الحد حتى
يبلغ نصيب كل واحد منهما النصاب الثانية قطع السارق موقوف على المرافعة
فلو لم يرفعه المسروق منه لم يقطع وان ولو وهبه او عفى عن القطع سقط ان كان قبل
المرافعة والا فلا الثالثة لو اخرج النصاب دفعة وجب القطع وكذا لو اخرج مرارا

بند ہو یا دفن ہو اور نصاب (یعنی قدر معین شرعی) کے موافق چرائے وہ مقدار یہ ہے جو پاؤ دینار طلائے
خالص کی قیمت کا ہو جس پر سکہ رائج ہو اپنی ذات سے چھپ کر چرائے جب یہ شرطیں پائی جائیں تو
اس کے داہنے ہاتھ کی چار انگلیاں کاٹ ڈالیں اگر پھر چرائے تو بایاں پاؤں ایڑی کے پاس کاٹیں اور
ایڑی چھوڑ دیں اگر پھر چرائے تو ہمیشہ کیلئے قید کر دیں اگر پھر چرائے قتل کریں اگر کئی مرتبہ چرائے اور
حد جاری نہ ہو تو ایک ہی حد کافی ہے اگر بچہ یا دیوانہ چوری کرے تو تعزیر کر دیں، اگر غلام آقا کا مال چرائے
تو اس کا ہاتھ نہ کاٹیں اگر نوکر اور شوہر اور زوجہ اور مہمان چرائیں تو ان کا بھی ہاتھ کاٹا جائیگا
بشرطیکہ اس مال کی حفاظت ان سے نہ کی گئی ہو۔ چوری کا مال چور سے واپس لیا جائے گا
کسی چیز کو ایسی جگہ سے چرائے جو مقام لوگوں کے جمع ہونے کا ہو مثل حمام و مسجد کے تو ہاتھ
نہ کاٹا جائیگا اسی طرح اگر کھلے ہوئے جیب اور آستین سے چرائے۔ ہاں اگر جیب اور آستین
پوشیدہ ہوں تو ہاتھ کاٹیں۔ کفن چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا آزاد بچے کو چرا کر بیچنے والے کا ہاتھ بھی
کاٹیں، اگر کوئی کسی کی قبر کھولے مگر کفن نہ لے تو تعزیر دیں۔ اگر کئی مرتبہ قبریں کھولے اور بیچ
میں بادشاہ (حق) مرجائے تو اسے قتل کریں (تاکہ بادشاہ کی قبر کو نہ کھولے) وہ چوری

علی لا فی الرابعة بل یحبس ولو سرق ابو من ابنه وبذا ام تقطع وبو سرق وید قطع الیمنی
یقطع یمین وان کان احدی یدیه او شلاء او مقطوعة وان لم یکن یساره او لم یکن
یمین قطعت یساره وفی یقطع رجله الیسری **الفصل الثانی عشر فی**
حد المحارب وغیره کل من جرد السلاح للاخافة فی بر، وبحر لیلاً ونهاراً
تخیر الامام بین قتل وصلبه وقطع ونفی نفوبقیه ولو تاب قبل القدرة علیه
سقط الحد دون حقوق الناس ولو تاب بعدها لم یسقط واذا نفی کتب الی کل
بلد بالمنع من معاملته ومواکلته ومجالسته الی ان یتوب فصل ضرب ید فقم

جس میں ہاتھ کاٹا جاتا ہے دو عادلوں کی گواہی سے یا دو مرتبہ کے اقرار سے ثابت ہوتی ہے
اگر چور ایک مرتبہ اقرار کرے یا ایک عادل گواہی دے اور مدعی قسم کھائے تو چور سے مال لیا جائیگا
ہاتھ نہ کاٹیں۔ شہادت پیش ہونے سے پہلے اگر چور توبہ کرے تو حد ساقط ہے۔ شہادت کے بعد
ساقط نہیں۔ اگر اقرار کے بعد توبہ کرے تو امام کو اختیار ہے اس میں کئی مسائل کا بیان ہے
پہلا مسئلہ اگر دو آدمی ایک نصاب کو چرائیں تو فتوے یہ ہے کہ دونوں سے حد ساقط ہے
جبتک کہ دونوں کا حصہ نصاب کو نہ پہونچے دوسرا مسئلہ چور کا ہاتھ کاٹنا
صاحب مال کے مرافعہ پر موقوف ہے اگر وہ مرافعہ نہ کرے تو امام ہاتھ نہ کاٹیں گے۔ اگر صاحب
مال چور کو مال مسروقہ بخشدے یا قطع دست کو معاف کرے تو حد ساقط ہے بشرطیکہ مرافعہ
یعنی رجوع بدعوی سے پہلے معاف کرے ورنہ ساقط نہیں تیسرا مسئلہ اگر ایک نصاب
کو ایک دفعہ میں چرائے تو قطع دست اجماعاً واجب ہے اگر کئی دفعہ چرا لے اور ایک نصاب
پورا ہو تو بھی یہی حکم ہے علی الاقوی چوتھا مسئلہ باپ بیٹے کا مال چرائے تو ہاتھ نہ کاٹا
جائے بیٹا چرائے تو کاٹیں۔ پانچواں مسئلہ دونا ہاتھ کاٹنا چاہئے گو ایک ہاتھ یا دونوں ہاتھ

مع غيبة نسائه فان قتل فهدر ومن كابر امرأة على فرجها وعلا فاقتلها دفع ذا
قتلاه فهدر ومن دخل دار قوم فزجروه فلم ينزجر ضمن بتلفه او تلف بعض
اعضائه ويعزر مختلس والمتسبب والمحتال بشهادة الزور وغيرها والمنجم بما يريد و
غيره ويستفاد منه فاخذه حسب تأول الاولى ذا وطي البالغ العاقل بهيمة
عزر ثم ان كان ماكولة اللحم حرم لحمها ولحم نسلها وتذبح وتحرق ويغرم قيمتها
لصاحبها ولو اشتبهت قسم القطيع نصفين ثم اقرع ثم قسم المخرج بالقرعة وهكذا
الى ان يقع على واحدة - ولو كانت غير ماكولة اللحم اخرجت من بلد وبيعت في غيره و

شل ہوں یا اسے بایاں ہاتھ ہو اگر دہنا ہاتھ ہو تو بایاں ہاتھ کاٹیں۔ بعض نے کہا ہے کہ اس
صورت میں بایاں پاؤں کاٹیں۔ بارہویں **فصل حد محارب** وغیرہ کے بیان میں ہے جس کو قطاع
الطریق۔ جو شخص مسلمانوں کو ڈرانے کے لئے ہتھیار کھینچے خواہ صحرا میں ہو یا دریا میں رات کو
یا دن کو۔ امام کو اختیار ہے کہ اسے قتل کرے یا دار پر کھینچے یا مختلف ہاتھ پاؤں کاٹے یا جلا
وطن کرے۔ اگر محارب گرفتار ہونے سے پہلے توبہ کرے تو حد ساقط ہے مگر آدمیوں کے
حقوق اس سے ساقط نہ ہوں گے اگر گرفتاری کے بعد توبہ کرے تو حد ساقط نہیں جب
اس کو شہر سے نکال دے تو ہر شہر میں حکم جاری کرے کہ کوئی شخص اس سے معاملہ نہ کرے اور
نہ کوئی اس کے ساتھ کھائے نہ پاس بٹھائے یہاں تک کہ وہ توبہ کرے۔ چور بھی محارب ہے۔
اگر وہ سلامتی پر غلبہ رکھے یعنی نقض امن کرے تو اسکا دفع کرنا واجب ہے اس صورت میں
وہ قتل ہو جائے تو اس کا خون ہدر ہے یعنی کچھ جرم نہیں۔ اگر کوئی کسی عورت یا لڑکے سے
جبراً زنا یا لواطہ کرنا چاہے تو ان دونوں پر اسکا دفع کرنا واجب ہے اس صورت میں
وہ قتل ہو جائے تو کچھ جرم نہیں۔ اگر کوئی ایک قوم کے گھر میں گھس جائے اور وہ لوگ سے

يغرم ثمنها لصاحبها ان لم يكن له ويتصدق بها في اخرى وتثبت بشهادة عدلين
او الاقرار مرتين ويتكرر التعزير ويقتل في الرابعة الثانية من زنى بميتة فهو
كمن زنى بحية في الحد واعتبار الاحصان وتغلظ هنا العقوبة ولو كانت الميتة
زوجته عزر ويثبت بشهادة اربعة وحكم اللائط بالميت حكم اللائط بالحي و
تغلظ عقوبته الثالثة من استمنى بيده عزر ويثبت بشهادة عدلين او
الاقرار مرة الرابعة للانسان ان يدفع عن نفسه وحريمه وماله ما
استطاع ويجب اعتماد الاسهل فان لم يندفع به تخطى الى الاصعب ومن اطلع على دار قوم

منع کریں اور وہ نہ سنے اس پر وہ لوگ اسے مار ڈالیں یا اس کے اعضاء کو تلف کریں
تو کچھ جرم نہیں۔ اور مختلس (یعنی وہ شخص جو کسی کا مال غیر مقام حفاظت سے چرالے) اور
مستلب (یعنی جو کسی کا مال علانیہ چرا کے بھاگے) اور حیلہ باز جو جھوٹی گواہی دے یا کسی
اور طرح سے حیلہ کر کے کسی کا مال کھالے اور جو کسی کو بھنگ پلا کر بے عقل کر دے یہ سب لوگ
تعزیر دیئے جائیں اور جو مال انہوں نے لیا ہے واپس لیا جائے۔ یہاں کئی مسئلوں کا
بیان ہے پہلا مسئلہ کوئی بالغ و عاقل کسی جانور سے وطی کرے تو اسے تعزیر دیں
اگر وہ جانور حلال گوشت ہو تو اس کا اور اس کی نسل کا گوشت حرام ہو جائیگا اسے
ذبح کر کے جلا دیں، اور اس کی قیمت واطی سے لیکر مالک کو دیں اگر وہ جانور تمام جانوروں
میں مل کر مشتبہ ہو جائے تو تمام جانوروں کے دو حصے برابر کر کے قرعہ ڈالیں جس حصہ میں
قرعہ آئے پھر اسکے دو حصے کر کے اور قرعہ ڈالیں اسی طرح (عمل کرتے جائیں) یہاں تک کہ
ایک جانور پر قرعہ آئے (اس) سے ذبح کر کے جلا دیں، اگر وہ جانور حرام گوشت ہو اسے دوسرے
شہر میں لیجا کر بیچ ڈالیں اور وطی کرنے والا اسکی قیمت مالک کو دے بشرطیکہ وہ جانور واطی کا مال نہ ہو

فزجروه فلم ینزجر فزجره بحصاة او عود ففقئت عینه فهو هدر **کتاب القصاص**

والدیات وفیه فصول **الاول فی القتل** اما عمداً وهو ان یقصد بفعل الی

القتل کمن یقصد قتل انسان بفعل صالح به ولو تادیباً، ویقصد ای فعل

یقتل غالباً وان لم یقصد القتل واما شبه عمداً هو ان یکون عامداً

فی فعله مخطئاً فی قصده کمن یضرب للتادیب فیموت واما خطاء محض بان

یکون مخطیاً فی الفعل والقصد معاً کمن یرمی طائراً فیصیب انساناً وکذا قسام

الجراح - ویثبت القصاص بالاقرار مرة من البالغ العاقل فی نفس

اور اس جانور کے فروخت سے جو قیمت آئے وہ ایک نوں کے بنا پر تصدق کی جائے یہ جرم
عادلین کی گواہی سے یا دو مرتبہ کے اقرار کرنے سے ثابت ہوگا - اگر تین مرتبہ تعزیر ہو چکی ہو تو
چوتھی مرتبہ قتل کریں دوسرا مسئلہ جو مردے سے زنا کیے وہ حد جاری ہونے میں داخل
نہیں ہو سکتا ہے جو زندہ سے زنا کرے مگر یہاں سزا میں سختی کی جائے گی اگر میت اسی کی زوجہ
ہو تو تعزیر دیجائے - یہ جرم چار عادلوں کی گواہی سے ثابت ہوگا - جو مردے سے واطہ کرے
وہ زندہ سے واطہ کرنے والے کے برابر ہے مگر اسکی سزا میں سختی کیجائے - تیسرا مسئلہ جو اپنے
ہاتھ سے ایسا فعل کرے جس سے انزال ہو تو اسے تعزیر دیں اس کا ثبوت دو گواہ عادل کے
یا ایک مرتبہ اقرار کرنے سے ہوگا چوتھا مسئلہ ہر آدمی پر اپنی جان اور مکان و مال سے
جس طرح ہو سکے دفع ضرور واجب ہے، پہلے سہل طریقہ سے دفع کرے اگر اس سے دفع نہ ہو تو
سختی کرے، اگر کوئی ایک قوم کے گھر میں نظر کرے اور وہ لوگ اسے منع کریں اور وہ نہ مانے
پھر وہ لوگ پتھر یا لکڑی سے ماریں اس پر بھی وہ نہ مانے پھر وہ لوگ اسے زخمی کریں
تو کچھ جرم نہیں، اس کا خون ہدر ہے - **کتاب القصاص** ودیت میں کئی فصلیں

المقصود مكافئة سواء كان مباشراً كالذبح والخنق أو تسبيباً كالرمي بالسهم و
الحجر وضرب مثقل بعصاً بحيث لا يحتمله مثله و الالقاء الى الاسد
فيفترسه وكذا لو جرحه فسرت جنايته فمات ويتخير في قصاص الطرف ودية
في قصاص النفس ديتها ولو جرحه ثم قتله فان فرق اقتص فيهما والا فبالنفس
ولو كره غيره على القتل فالقصاص من القاتل وكذا لو امره ويحبس الامر ويسجن ان
كان عبد الآمر ولو امسكه واحد وقتله آخر ونظر ثالث قتل القاتل وخلد الممسك
السجن وسملت عين الناظر الفصل الثاني في شرائط القصاص وهي خمسة

(ب) پہلی فصل قتل کے بیان میں ہے۔ اس کی کئی قسمیں ہیں۔ اول قتل عمد یعنی ایسا فعل سے قتل کا
ارادہ کیا جائے جیسے کوئی ایسے فعل سے جو قتل کیلئے موضوع ہے کسی آدمی کے قتل کا ارادہ کرے گو اس
فعل سے بطور نادر قتل ہوتا ہو یا ارادے سے ایسا فعل کرے جس سے اکثر آدمی قتل ہوتا ہو۔ گو
قتل کا ارادہ نہ ہو۔ دوسرے شبہ عمد یعنی ایسا فعل عمداً کرے (جس سے آدمی اکثر قتل نہیں ہوتا
اور قصد میں خطا ہو یعنی قتل کا قصد نہ ہو اور کوئی قتل ہو جائے) جیسے کسی کو تادیب کیلئے (مثلاً طمانچہ)
مارے اور وہ مر جائے۔ تیسرے قتل خطا یعنی فعل اور قصد دونوں میں غلطی واقع ہو جیسے کسی پرندہ
پر تیر لگائے اور وہ کسی آدمی پر پڑے اور وہ قتل ہو۔ اسی طرح زخم کے اقسام ہیں۔ قتل عمد میں
قصاص ثابت ہے بشرطیکہ قاتل بالغ و عاقل ہو اور مقتول کی جان معصوم ہو یعنی اس کا قتل کسی سبب
و وجہ سے نہ ہو) اور اسلام و آزادی میں قاتل کے برابر ہو خواہ قاتل اپنے ہاتھ سے قتل کرے مثل ذبح کرنے
یا گلا گھونٹنے کے یا کوئی سامان قتل کا کرے جیسے تیر لگائے یا پتھر مارے یا لٹھ سے اس قدر مارے جس
سے اسکے برابر کا آدمی زندہ نہیں رہتا یا شیر کے منہ پر ڈالدے اور شیر اس کو پھاڑ ڈالے
اگر کسی کو زخمی کرے اور اس زخم کی سرایت سے وہ مر جائے تو یہی حکم ہے۔ اطراف انسان

الاول الحرية اذا كان القاتل حرا ولا يقتص من الحر للعبد ولا المكاتب و
لا ام الولد ولا المدبر بل تلزم قيمته يوم القتل ولا تتجاوز دية الحر ولا في
الامة دية الحرة ولا دية عبد الذمي دية مولاه ولا دية امته دية الذمية
ويقتل الحر بالحرة مع رد نصف الدية والحرة بمثلها وبالحر ولا يؤخذ منها
الفضل وكذا في قصاص الجروح والاطراف ما لم يبلغ ثلث دية الحر فتنتصف
دية المرأة ويقتص لها من الرجل مع رد الفضل منها والا فلا ويقتل العبد بالعبد
وبالامة والامة بمثلها وبالعبد ولو قتل العبد حرا كان ولي الدم مخيرا بين قتله واسترقاقه

(یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ کا قصاص اور اسکا خون بہا جان کے قصاص اور خون بہا میں داخل ہے
اگر کوئی کسی کو زخمی کرے پھر قتل کرے پس اگر زخمی کرنے میں اور قتل میں فرق ہوا ہو تو قصاص بھی
اسی طرح ہوگا (یعنی قاتل کو پہلے زخمی کریں پھر قتل کریں) اگر فرق نہ ہو تو فقط جان کا قصاص ہے
اگر کوئی کسی کو کسی کے قتل پر مجبور کرے تو قاتل سے قصاص ہے اگر کوئی حکم کرے تو بھی یہی حال ہے اور
حکم کرنیوالے (یا مجبور کرنیوالے) کو دائم الحبس کریں ہر چند قاتل کے حکم سے قتل کرے اگر کوئی
کسی کو پکڑے رہے اور دوسرا اسے قتل کرے اور تیسرا اسے دیکھتا رہے تو قاتل کو قتل کریں اور پکڑنیوالے
کو دائم الحبس اور دیکھنے والے کی آنکھیں نکال ڈالیں۔ **فصل قصاص کی شرطوں کے بیان**
میں سب سے پہلے شرط حریت ہے یعنی قاتل آزاد ہو یعنی غلام اور مکاتب اور ام ولد کے اور مدبر کے
عوض میں آزاد سے قصاص نہ ہوگا بلکہ خون بہا اسکی بھی قیمت کے برابر دیا جائیگا جو قیمت کہ
روز قتل کی ہو مگر مرد آزاد کے خون بہا سے متجاوز نہ کیا جائیگا اسی طرح کنیز کا خون بہا زن
آزاد کے خون بہا سے متجاوز نہ ہوگا اسی طرح غلام ذمی کا خون بہا مرد آزاد ذمی کے
خون بہا سے اور کنیز ذمیہ کا خون بہا زن آزاد ذمیہ کے خون بہا سے زیادہ نہ دیا جائیگا

او اجبر مولاه ولو جرح القن مجروحا او استرق ان استوعبت جنايته قيمته والا
فبنسبة ويباع ويؤخذ من ثمنه الارش ولمولاه ان يفديه بارش الجناية ولو قتل
مولاه قتل به ان شاء الولي ولو قتل عبد مثله عمدا قتل به ولو قتل خطأ
فللمولى فكه بقيمته او دفعه وله فضل قيمته عن قيمة المقتول ولا يضمن النقص
المكاتب المشروط والمطلق الذي لم يؤد شيئا كالقن وان كان قد ادى شيئا قتل
بالحر لا بالقن بل يسعى في نصيب الحرية ويباع او يسترق في نصيب الرقية ولو
قتل خطأ فعلى الامام في نصيب الحرية وللمولى الخيار بين فك الرقبة بالارش

مرد آزاد کو مرد آزاد کے عوض میں قتل کریں اور زن آزاد کے عوض میں آدھا خون بہا مرد آزاد
کو دیکر قتل کریں زن آزاد زن آزاد کے عوض میں اور مرد آزاد کے عوض میں قتل کی جائے گی
مگر قصاص کی حالت میں عورت سے کچھ نہ لیا جائیگا۔ اسی طرح زخمی کرنے اور ہاتھ پاؤں
وغیرہ کاٹنے کا حال ہے اور جب تک عورت کے اعضا کا خون بہا مرد کے خون بہا کی
تہائی کو نہ پہونچے تب تک دونوں کے اعضا کا خون بہا مساوی ہے جب اس کی تہائی
کو پہونچے تو وہاں سے عورت کے اعضا کا خون بہا مرد کے اعضا کے خون بہا سے نصف
ہو جائیگا اس صورت میں مرد سے عورت کا قصاص لیں اور مرد کے خون بہا کی زیادتی مرد
کو دی جائے مگر عورت سے مرد کا فقط قصاص لیں اور کچھ نہیں۔ غلام کو غلام کے اور کنیز
کے عوض میں قتل کریں اور کنیز کو کنیز اور غلام کے عوض میں۔ اگر غلام کسی آزاد کو قتل کرے
تو مقتول کے وارث کو اختیار ہے خواہ اسے قتل کرے یا اپنا غلام بنالے۔ اور اس غلام
کے آقا کو کچھ اختیار نہیں۔ اگر غلام کسی آزاد کو زخمی کرے تو زخمی کو اختیار ہے کہ خواہ
قصاص لے یا اسے اپنا غلام بنالے بشرطیکہ اس زخم کا خون بہا غلام کی قیمت کے برابر

او تسليم الرقبة وقتل حر حرين قتل بهما ولو كان القاتل عبداً على ملك فيه

اشتراك ومن حكم به بخلاف ثبوت ... الى الاسلام اذا كان نفس مسلم

فلا يقتل مسلم بكافر وان كان ذمياً بل يعزر ويغرم دية الذمي ويقتل الذمي بمثله

وبالذمية بعد رد فاضل ديته والذمية بمثلها وبالذمي وبالحر ويقتل الذمي

مسلماً عمداً ثم هو وماله الى اولياء المقتول ان شاؤا قتلوه وان شاؤا استرقوه

وقيل يسترق اولاده الصغار ايضاً ولو اسلم بعد القتل فكالمسلم ولو قتل خطأ

لزمه الدية في ماله فان لم يكن له مال فعلى الامام دون عاقلته الثالث

ہو۔ اگر کم ہو تو بہ نسبت قیمت کے غلام ہو گا۔ زیادہ قدم یا پاؤں قدم، یا غلام کو بیچکر اپنے زخم کا خون بہا وصول کرے۔ اس صورت میں اس کے آقا کو جائز ہے کہ زخم کا خون بہا اپنے پاس سے دیکر اپنے غلام کو چھڑا لے اگر غلام اپنے آقا کو قتل کرے تو مقتول کا وارث اسے قتل کر سکتا ہے۔ اگر غلام کسی غلام کو عمداً قتل کرے تو قصاص کیا جائے۔ اگر خطا سے قتل کرے تو قاتل کے آقا کو جائز ہے کہ اپنے غلام کی قیمت دیکر غلام کو چھڑا لے یا غلام کو سپرد کر دے اس صورت میں اگر غلام کی قیمت مقتول کی قیمت سے زیادہ ہو تو زیادتی واپس لے سکتا ہے کم ہو تو بھرتی دے جب نہیں مکاتب مشروط اور مکاتب مطلق جبتک کہ کچھ ادا نہ کرے مثل غلام کے ہے اگر کچھ ادا کرے تو آزاد کے عوض میں قتل ہو گا مگر غلام کے عوض میں قتل نہ ہو گا بلکہ جسقدر آزاد ہوا ہے اتنے ہی کی مزدوری کرکے خون بہا ادا کرے اور باقی میں فروخت کیا جائے یا مقتول کے آقا کا غلام بنایا جائے اگر خطا سے قتل کرے تو اسکے حصہ آزادی پر جتنا خون بہا ہے وہ امام ادا کریگا باقی میں آقا کو اختیار ہے کہ حصہ غلامی کی قیمت دیکر اسے چھڑائے یا سپرد کردے۔ اگر ایک آزاد دو آزادوں کو قتل کرے تو وہ دونوں کے عوض میں قتل ہو گا۔ اگر ایک غلام دو آزادوں کو علی التعاقب یعنی ایک بعد ایک کے قتل کرے

الثالث أن لا يكون القاتل أباً فلا يقتل الأب بالولد بل تؤخذ منه الدية ويعزر ويكفر ولو قتل الولد أباه قتل به وكذا الأم لو قتلت ولدها قتلت به الرابع العقل فلو قتل المجنون والصبي لم يقتلا بل أخذت الدية من عاقلتهما إن عمداً أو خطأً ولو قتل بالغ صبياً قتل به ولو قتل عاقل مجنوناً أخذت منه الدية إلا أن يقصد دفعه فيكون هدراً والأعمى كالمبصر على الأقوى الخامس أن يكون المقتول محقون الدم فلو قتل مرتداً أو من أباح الشرع قتله لم يقتل به الفصل

تو دونوں مقتولوں کا عوض ہمیں مشترک ہے بشرطیکہ اس کے بارے میں پہلے مقتول کیلئے حکم نہ ہو چکا ہو ورنہ دوسرے مقتول کیلئے ہوگا۔ مسکاد مدد سو وقت ہے کہ جب کسی مقتول کا وارث سے غلام بنانا چاہے۔ دوسری شرط اسلام ہے بشرطیکہ قاتل مسلمان ہو یعنی مسلمان کافر کے عوض میں قتل نہ ہوگا گو وہ کافر ذمی ہو بلکہ اسے تعزیر دیجائے اور وہ ذمی کا خون بہا دے۔ ذمی کو مرد ذمی اور زنِ ذمیہ کے عوض میں اسکا بقیہ خون بہا لے کے دیگر قتل کریں اور ذمیہ کو ذمیہ اور ذمی کے عوض میں قتل کریں اور اس سے کچھ نہیں۔ اگر ذمی مسلمان کو عمداً قتل کرے تو وہ اور اسکا مال ولی مقتول کے سپرد کیا جائے خواہ وہ قتل کریں یا غلام بنا لیں جنہوں نے کہا ہے کہ اس کے چھوٹے بچے بھی مملوک بنائے جائیں گے اور قتل کے بعد مسلمان ہو جائے تو اس پر مسلمان کا حکم جاری ہوگا اگر ذمی کسی مسلمان کو خطاءً قتل کرے تو عاقلہ اس کا خون بہا ادا کرے اگر نہ ہو تو اسکا مال ... فرمایا۔ تیسری شرط یہ ہے کہ قاتل مقتول کا باپ نہ ہو یعنی باپ فرزند کے عوض میں قتل نہ ہوگا بلکہ اس سے خون بہا لیں اور تعزیر دیں اور وہ کفارہ بھی ادا کرے اگر فرزند باپ کو قتل کرے تو وہ قصاص میں قتل ہوگا۔ اگر ماں بچے کو قتل کرے تو وہ بھی قتل ہوگی۔ چوتھی شرط عقل ہے یعنی دیوانہ یا بچہ کسی کو قتل کرے تو قصاص نہیں بلکہ ان کے عاقلہ سے خون بہا لیا جائے۔ عاقلہ کا ذکر آگے

الثالث في الاشتراك اذا اشترك جماعة في قتل حر مسلم كان للولي قتل الجميع بعد رد ما فضل عن
دية كل واحد عن جنايته عليه ولو قتل البعض يرد الآخرون قدر جنايتهم على المقتص منه ولو
فضل للمقتولين فضل قدمه يوفى ما فضل منهم كان وكذا البحث في الاطراف ولو قتلت
امرأتان رجلا فسابه والآخر ولو شاء قتلهما بعد رد ما فضل عن ديتهما ولو قتل بعض
ويرد الباقي قدر جنايتها ولو اشترك رجل وامرأة في قتل رجل فللولي قتلهما بعد رد نصف
على الرجل وله قتل الرجل ويرد المرأة دية جنايتها عليه وله قتل المرأة وأخذ نصف الدية من
الرجل ولو اشترك عبد وحر في قتل حر فللولي قتلهما بعد رد نصف الدية على الحر

ہے کیونکہ ان کا فعل عمدی بھی خطا ہے اگر کوئی بالغ کسی بچہ کو قتل کرے تو قصاص ہوگا اور
عاقل دیوانے کو قتل کرے تو اس سے خون بہا لیا جائیگا بشرطیکہ قاتل نے قصد دفع نہ کیا ہو ورنہ
دیوانے کا خون ہدر ہے (یعنی دیوانہ کسی پر حملہ کرے اور وہ دفع کے قصد سے بشرط ضرورت دیوانہ
کو مار ڈالے تو کچھ جرم نہیں) اندھا مثل بینا کے ہے علی الاقوی پانچویں شرط یہ ہے کہ مقتول
معصوم الدم ہو (یعنی اسکا قتل کسی سبب سے واجب یا جائز نہ ہو) جیسے کوئی مرتد کو قتل کرے یا کسی
شخص کو جسکا قتل شرعاً مباح ہو تو کچھ جرم نہیں (بشرطیکہ مرتد وغیرہ کا ثبوت پہونچ جائے۔
تیسری فصل اشتراک کے بیان میں ہے جب چند آدمی ملکر ایک مرد مسلمان آزاد کو قتل کریں
تو مقتول کے وارث کو جائز ہے کہ اسکے عوض میں سبکو قتل کرے بشرطیکہ ان سب کا خون بہا
خون بہائے مقتول سے وضع کرنیکے بعد نہیں پہونچائے (جیسے چار آدمیوں نے ایک آدمی کو قتل
کیا اس کا خون بہا ایک ہزار دینار ہے ہر ایک کے ذمے اڑھائی سو درہم ہر ایک قاتل کا خون بہا بھی
ایک ہزار دینار ہے پس ہر ایک کے خون بہا سے اڑھائی سو دینار وضع کرکے ساڑھے سات سو دینار ہر ایک کو
دیکر قتل کریں۔ مقتول کے وارث کو یہ بھی جائز ہے کہ انمیں سے جس کو قتل کرے اور بعض کو چھوڑ دے

من المرأة ولو كانت قيمته أكثر ردت المرأة عليه الفاضل فإن استوعب دية الحر

وإلا كان الفاضل لورثة المقتول **الفصل الرابع** في ما يثبت به القتل وهو

ثلثة **الأول** الإقرار ويكفي مرة من هذه ولو أقر بقتله عمداً فأقر آخر أنه هو

الذي قتله ورجع الأول سقط القصاص عنهما وكانت الدية على بيت المال و

لو أقر بقتله عمداً وأقر آخر أنه قتله خطأ كان للولي الأخذ بقول من شاء منهما

ولا سبيل له على الآخر **الثاني** البينة وهي عدلان ويثبت ما يوجب الدية

كالخطأ والهاشمة بشاهد وامرأتين أو بشاهد ويمين **الثالث** القسامة و

دیا خون بہا پہلے دے۔ اگر فقط آزاد کو قتل کرے تو غلام کا آقا دیا خون بہا آزاد کو دے یا

غلام کو اسے سپرد کرے اگر غلام کی قیمت نصف خون بہا سے زیادہ ہو تو زیادتی واپس۔ اگر فقط

غلام کو قتل کرے اور اسکی قیمت نصف خون بہا سے زیادہ ہو تو وہ آزاد جو قتل سے بچ گیا ہے

وہ زیادتی اس آقا کو دے اگر زیادتی دیے خون بہا کے برابر ہے تو بہتر ورنہ زیادتی مقتول

کے اولیا کو دے۔ اگر ایک غلام اور ایک عورت مل کر ایک مرد آزاد کو قتل کریں تو وارث مقتول دونو

کو قصاص میں قتل کر سکتا ہے۔ اگر غلام کی قیمت اسکے ذمے کے خون بہا سے زیادہ ہے تو زیادتی

غلام کے آقا کو پہونچائے اور جب وارث عورت کو قتل کرے اور غلام کو یا غلام بخشے تو

اسکی قیمت اسکے ذمہ کے خون بہا کے برابر ہے تو خیر اگر زیادہ ہو تو زیادتی اسکے آقا کو پہونچے

اگر فقط غلام کو قتل کرے اور اس کی قیمت نصف خون بہا کے برابر یا کم ہو تو وارث مقتول

عورت کے ذمہ کا نصف خون بہا عورت سے لے اگر قیمت نصف خون بہا سے زیادہ

ہو تو عورت غلام کے آقا کو وہ زیادتی دے پس اگر زیادتی بھی نصف خون بہا کے برابر ہو

تو خیر ورنہ جو بچ رہے وہ مقتول کے ورثہ کو دے۔ **چوتھی فصل** ان امور کے بیان میں ہے

فيثبت مع اللوث وهو امارة يغلب معها الظن بصدق المدعي كالشاهد الواحد
فللولي مع اثبات الدعوى بان يحلف هو وقومه خمسين يمينا ولو لم يكن
للمدعي قوم كررت عليه الايمان ولو لم يحلف حلف المنكر خمسين يمينا هو وقومه
ولو لم يكن له قوم كررت الخمسون عليه ولو نكل لزمه الدعوى والاعضاء توجبه
السنة كالنفس وتنقص في الحساب ولا يثبت اللوث بالفاسق او الواحد ولا الصبي
ولا الكافر ولو اخبر جماعة من الفساق او النساء مع الظن بانتفاء المواطاة ثبت
اللوث ولو كانوا كفارا او صبيانا لم يثبت اللوث الا ان يبلغوا حد التواتر ولو

جن سے قتل ثابت ہوتا ہے وہ تین امر ہیں۔ پہلا امر اقرار ہے اگر بالغ و عاقل ایک مرتبہ کسی کو قتل کرنیکا
اقرار کرے تو کافی ہے اگر ایک شخص اقرار کرے کہ میں نے عمداً قتل کیا ہے دوسرا کہے کہ میں نے قتل کیا
ہے پھر پہلا شخص اپنے اقرار سے پلٹ جائے تو دونوں سے قصاص ساقط ہے اور مقتول کا
خون بہا اس صورت میں بیت المال سے دیا جائیگا۔ اگر ایک شخص قتل عمد کا اقرار کرے دوسرا
کہے کہ میں نے خطا سے قتل کیا ہے تو ولی مقتول کو اختیار ہے کہ جسکی چاہے تصدیق کرے۔ مگر
جب ایک کی تصدیق کریگا تو دوسرے پر کچھ دعویٰ نہ چلے گا۔ دوسرا امر بینہ ہے یعنی
دو مرد عادل کی گواہی اور ایک مرد اور دو عورتوں سے یا ایک مرد اور ایک قسم سے وہ
جرم ثابت ہوگا جسمیں خون بہا واجب ہے جیسے قتل خطا یا ایسا زخم جس سے ہڈی کٹے
تیسرا امر قسامہ وہ ورثہ سے قائم ہوتا ہے۔ یعنی ایسی نشانیاں پائی جائیں جن سے مدعی
کی سچائی پر گمان غالب ہو جیسے ایک گواہ۔ ایسی صورت میں مدعی اپنے دعوے کا ثبوت
اس طرح کرے کہ وہ اور اسکی قوم کے لوگ پچاس قسمیں کھائیں۔ اگر پچاس آدمی قوم میں نہ ہوں
تو جس قدر ہوں مکرر قسمیں کھائیں تا پچاس قسمیں پوری ہوں۔ اگر بالکل قوم نہ ہو تو خود مدعی

وجد قتیلاً فی دار قوم او محلتهم او قریتهم کان لوثاً ولو وجد بین قریتین فهو الی
من هما اقرب فهو لوث ولو تساوت مسافتهما تساویا فی اللوث ولو وجد فی
فلاة وجهل حاله او فی عسکر او سوق فدیته علی بیت المال ومع انتفاء
اللوث یکون الدعوی کغیرها من الدعوی **الفصل الخامس فی کیفیة**
القصاص من قتل اعتداءً یوجب القصاص لا یثبت الدیة الا صلحاً وکذا الجراح ولا یقتص
الا بالسیف وشبهه ویقتصر علی ضرب العنق ولا یضمن سرایة القصاص مع عدم
التعدی ولو کان القصاص لجماعة وقف علی الاجتماع ولو طلب بعض الدیة

پچاس قسمیں کھائے۔ اگر مدعی قسمیں نہ کھائے تو ملزم (بھی برائت میں) اور اس کی قوم پچاس
قسمیں کھائے اگر قوم نہ ہو تو خود ملزم پچاس قسمیں کھائے گر قسم سے انکار کرے تو قتل ثابت
ہوگا۔ جن اعضاء کا پورا خون بہا واجب ہے ان کا حکم بھی مثل جان کے ہے اگر خون بہا کم ہو
تو اس کے حساب سے قسمیں بھی کم ہوں گی۔ اگر ایک فاسق یا بچے اور کافر گواہی دیں تو
لوث ثابت نہ ہوگا۔ اگر فاسقوں یا عورتوں کی ایک جماعت گواہی دے بشرطیکہ سازش کا
مظنہ نہ ہو تو لوث ثابت ہے، اگر بہت سے کافر یا بچے گواہی دیں تو لوث ثابت نہیں مگر جبکہ
کہ خبر حد تواتر کو پہونچے اور اس خبر کا یقین ہو جائیگا، اگر مقتول کی لاش ایک قوم کے
گھر میں یا ان کے محلے میں یا ان کے گاؤں میں ملے تو ان پر لوث ثابت ہے۔ اگر دو گاؤں کے
بیچ میں لاش ملے تو جس سے نزدیک ہو اس گاؤں والوں پر لوث ہے اگر دونوں سے
برابر ہو تو دونوں گاؤں والے لوث میں برابر ہیں، اگر کسی کی لاش صحرائے وسیع میں ملے
اور اس کا حال معلوم نہ ہو یا کسی لشکر یا بازار میں ملے تو بیت المال سے خون بہا دیا جائے
اور جب لوث نہ ہو تو یہ دعویٰ بھی مثل اور دعاوی کے ہوگا۔ پانچویں **فصل کیفیت قصاص**

ودفعه للقاتل كان ساقي القصاص بعد رد نصيب الآخرين على القاتل و
كذا لو عفى البعض ولو مات القاتل قبل القصاص أخذ الدية من تركته ولو
كان للمقتول مقطوعاً يده في قصاص وأخذ ديتها كان لولي القصاص بعد
رد دية يده لو قطعت عن غير جناية أو لم يأخذ ديتها فلا رد ويثبت القصاص
في الطرف بكل من ثبت له القصاص في النفس فيقتص للرجل من امرأة وللمرأة
من الرجل مع الرد فيما زاد على الثلث ويعتبر سلامة العضو فلا يقطع
الصحيحة بالأشل ويقطع الأشل بالصحيحة ان كان مما يجسم وتساوي المساحة

کے بیان میں ہے۔ قتل عمد میں قصاص واجب ہے اور خون بہا بغیر صلح ثابت نہیں ہوتا۔
اسی طرح زخموں کا حکم ہے بغیر شمشیر یا مثل شمشیر کے دوسری طرح قصاص جائز نہیں ور فقط
گردن مارنا چاہئے اگر عضو کے قصاص میں سرایت ہو تو قصاص کرنیوالا ضامن نہیں۔
بشرطیکہ تعدی نہ کی ہو اگر قصاص لینے کے کئی آدمی مستحق ہوں تو سب کے جمع ہوئے تک قصاص
موقوف رہیگا اگر ورثہ خون بہا طلب کریں اور قاتل ادا کرے تو دوسرے ورثہ کو
جائز ہے کہ جو خون بہا اپنے حصہ کا بعض ورثہ نے لیا ہے اپنے پاس سے قاتل کو پھیر دیں
اور قصاص لیں اگر بعض ورثہ معاف کریں تو بھی یہی حکم ہے۔ اگر قاتل قصاص سے پہلے مرجائے
تو اس کے ترکہ سے خون بہا لیا جائے۔ اگر کسی مقتول کا ہاتھ پہلے قصاص میں کٹ چکا ہو یا
کوئی اس کا ہاتھ کاٹ کر اسکا خون بہا دے چکا ہو تو ایسے مقتول کے وارث کو جائز ہے
کہ قاتل سے قصاص لے مگر پہلے ہاتھ کا خون بہا قاتل کو پہونچائے۔ اگر مقتول کا ہاتھ
قتل سے پہلے بغیر قصاص کے کاٹ گیا ہو یا اسکی دیت نہ لی ہو تو قاتل کو بھی کچھ نہ ملیگا
اعضا کا قصاص بھی اس شخص کے لئے ثابت ہوگا جس کیلئے جان کا قصاص ثابت ہے عورت

في الشجاج طولاً وعرضاً لا نزولاً بل يعتبر الاسم كالموضحة ويثبت القصاص فيما لا تعزير
فيه ولا قصاص فيما فيه تعزير كالمأمومة والجائفة وكسر العظام ولا يقتص لذمي من
المسلم ولا لعبد من حر ويقطع الانف الشام بفاقده والاذن الصحيحة بالصماء ولا يقطع
الذكر الصحيح بالعنين ولا تقلع عين الاعور الصحيحة بعين السليم قصاصاً وان عمي وينظر بسن
الصبي سنة فان عادت فلا ارش والا فالقصاص في الملتجي الى الحرم يضيق عليه في المطعم
والمشرب ليخرج ويقتص منه ولو جنى في الحرم اقتص منه فيه ولو قطع يد رجل واصبع آخر
اقتص للاول وكان للثاني الدية ولو قطع الاصبع اولا اقتص لصاحبها ثم صاحب اليد ورجع بدية

مرد کا نقل قصاص ہیں، دیت کچھ نہیں، اور عورت کا قصاص جب مرد سے ہیں تو نصف خون بہا مرد
کے عضو کا مرد کی دیت ثلث سے زیادہ میں (جیسا کہ پہلے بیان ہوا) عضو کے قصاص میں صحت
عضو کا اعتبار ہوگا یعنی عضو صحیح سوکھے ہوئے عضو کے عوض میں نہ کاٹا جائیگا ہاں خشک عضو
کو صحیح عضو کے عوض میں کاٹیں گے بشرطیکہ عضو خشک کاٹنے کے قابل ہو، زخم سر کے قصاص
میں طول و عرض برابر ہونا چاہئے نہ عمق بلکہ عمق میں مسمی کافی ہے مثل موضحہ کے (موضحہ ایسے
زخم کو کہتے ہیں جو ہڈی ظاہر کر دے) ایسے زخم میں قصاص ثابت ہے جس میں بلا خوف ہلاکت
کے تعزیر ہو اور جس زخم میں تعزیر ہے اس میں قصاص نہیں جیسے مامومہ اور جائفہ اور شکست
استخوان (مامومہ وہ زخم ہے کہ سر کے ایسے مقام پر واقع ہو جہاں دماغ کی تھیلی ہے اسے
ام الراس کہتے ہیں اور جائفہ وہ زخم ہے جو جوف میں پہونچے) کافر ذمی کے عضو کا قصاص
مسلمان سے نہ ہوگا اور نہ غلام کے عضو کا آزاد سے، وہ ناک جو قوت شامہ رکھتی ہے اس
ناک کے عوض میں جو نہیں سونگھ سکتی کاٹی جائیگی اسی طرح سننے والا کان بہرے کان کے عوض
میں کاٹا جائیگا۔ مرد کا ذکر نامرد کے ذکر کے عوض میں نہ کاٹا جائیگا۔ کانے کی جو آنکھ اچھی ہے

الاصبع الفصل السادس فی دیة النفس دیة الجسم فی عمد ثلثة من مسار

الابل او مائتا بقرة مسنة او مائتا حلة وهی ربع مائة ثوب من برود الیمن او

الف شاة والف دینار او عشرة الاف درهم وتتادی فی سنة واحدة من مال الجانی و

لایثبت الا برضی ودیة شبه العمد من الابل ثلث وثلثون بنت لبون و

ثلث وثلثون حقة واربع وثلثون ثنیة طروقة الفحل او ما ذکرنا من الجانی و

تتادی فی سنتین ودیة الخطأ من الابل عشرون بنت مخاض وعشرون ابن

لبون وثلثون بنت لبون وثلثون حقة او ما ذکرناه من باقی الاصناف وتؤخذ

اچھی آنکھ کے عوض میں نکالی جائیگی۔ ہر چند وہ اندھا ہو جائے۔ اگر کوئی بچے کا دانت اکھیڑ دے
تو ایک برس تک انتظار کریں گر دوسرا دانت اسکی جائے پر نہ نکل آئے تو مجرم سے ایک دانت
کا خون بہا لیا جائے ورنہ قصاص میں اس کا دانت بھی اکھیڑ دیا جائے۔ جو مجرم حرم میں
پناہ لے جائے اسکے کھانے پینے میں تنگی کریں تا حرم سے باہر آئے اور اس سے قصاص لیں اگر
کوئی حرم میں کسی کو زخمی یا قتل کرے تو وہیں قصاص ہوگا۔ اگر کوئی پہلے کسی کا ہاتھ کاٹ ڈالے
پھر کسی کی انگلیاں کاٹ ڈالے تو شخص اول کیطرف سے قصاص لیں اور دوسرا اپنی انگلیوں
کا خون بہا لے۔ اگر پہلے کسی کی انگلیاں کاٹے اور پھر کسی کا ہاتھ تو پہلے کے قصاص میں
انگلیاں کاٹی جائیں پھر دوسرا شخص قصاص بھی لے اور انگلیوں کا خون بہا بھی دے چھٹی
فصل جان کے خون بہا کے بیان میں ہے۔ قتل عمد میں مرد آزاد مسلمان کا خون بہا ایک
سو اونٹ ہیں جو پنج سالہ ہوں یا دو سو مسنہ گائیں یعنی ہر گائے اتنی بڑی ہو جیسے عرف
میں گائے کہیں یا دو سو یا حلہ یعنی برد یمانی کے چار سو کپڑے ہوں یا ایک ہزار بکرے یا ایک
ہزار دینار یا دس ہزار درہم۔ ایک برس کے اندر قاتل کے مال سے یہ خون بہا لیا جائیگا قتل

من العاقلة في ثلث سنين ودية المرأة النصف من ذلك ودية الذمي ثمان مائة
درهم والذمية اربع مائة درهم ودية العبد قيمته ما لم تتجاوز دية الحر فترد اليها
ودية الامة قيمتها فان تجاوزت دية الحرة ردت اليها ودية الاعضاء بنسبة قيمته
فكل ما في الحر كمال ديته في العبد كمال قيمته لكن ليس للمولى المطالبة بها الا بعد دفع العبد
الى الجاني وما فيه دونه فبحسابه ومن لا تقدير فيه ففيه الارش وجناية العبد
تتعلق برقبته لا بالمولى لكن له فكه بارش الجناية **الفصل الرابع** فيما يوجب ضمان
الدية وهو اثنان **الاول** المباشرة بان يقع التلف من غير قصد كالطبيب يعالج

ہیں اپنے رضامندی طرفین خون بہا ثابت نہیں ہوتا۔ شبہ عمد کے خون بہا میں اونٹ دینا چاہیے
تو وہ بھی سو ہیں مگر فرق اتنا ہے کہ ان میں تینتیس اونٹنیاں دو برس کامل کی ہوں اور تینتیس
اونٹنیاں پوری تین برس کی اور چونتیس اونٹنیاں پانچ برس کی حاملہ ہونی چاہئیں۔ شبہ
عمد میں باقی اقسام خون بہا مثل عمد کے ہیں۔ یہ دو برس کے اندر قاتل کے مال سے وصول کیا
جائیگا۔ قتل خطا کے خون بہا میں اونٹ دینا چاہیے تو بیس اونٹنیاں یک سالہ اور بیس اونٹ دو
برس کے اور تیس اونٹنیاں دو برس کی اور تیس اونٹنیاں کامل تین برس کی چاہئیں باقی
خون بہا کی وہی ہیں جو ذکر ہو چکیں۔ قتل خطا میں عاقلہ کے مال سے (جس کا ذکر آئندہ ہے)
تین برس میں خون بہا وصول کیا جائے عورت کا خون بہا مرد کے خون بہا کا آدھا ہے۔
مرد ذمی کا خون بہا آٹھ سو درہم ہیں اور ذمیہ کا چار سو درہم غلام کا خون بہا اسکی قیمت ہے
بشرطیکہ مرد آزاد کے خون بہا سے زیادہ نہ ہو ورنہ زیادتی ساقط ہوگی اور کنیز کا خون بہا اسکی
قیمت ہے بشرطیکہ زن آزاد کے خون بہا سے زیادہ نہ ہو اگر زیادہ ہو تو زن آزاد کے خون بہا
کے برابر لیا جائیگا۔ اعضائے مملوک کا خون بہا اس کی قیمت کی نسبت سے ہے جیسا آزاد

فیموت المریض بعلاجه ونحوه اذا انقلب علی غیره نائما ومن حمل علی رأسه متاعا فاصاب
غیره وکسر المتاع فانه یضمنها ولو وقع علی غیره من علو فمات ضمن دیته ولو اوقعه
غیره فالدیة علی الدافع ولو اشترک ثلثة فی هدم حائط فوقع علی احدهم فمات کان
علی الباقین ثلثا دیته ولو خرج غیره من منزله بلا ضمنه الا ان یقوم البینة بموته
او بقتل غیره له الثانی التسبیب کمن حفر بیرا فی غیر ملکه فوقع فیها انسان او
نصب سکینا وطرح المعاثر فی الطریق ولو کان ذلک فی ملکه لم یضمن ولو دخل
دار قوم باذنهم فعقره کلبهم ضمنوا جنایته ولو کان بغیر اذن فلا ضمان ومن رکب

کے جس عضو میں پورا خون بہا ہے غلام کے اس عضو میں پوری قیمت ہے مگر اس صورت
میں مالک زخمی غلام کو زخمی کرنیوالے کے سپرد کئے بغیر یہ خون بہا طلب نہیں کر سکتا آزاد کے
جس عضو میں خون بہا کم ہے اس کے حساب سے غلام کے عضو کیلئے غلام کی قیمت میں سے کم
ہوگا جس عضو میں خون بہا مقرر نہیں اسمیں ارش (یعنی جرمانہ حسب رائے حاکم شرع) ثابت
ہوگا۔ غلام کسی کو زخمی کرے تو اس کا خون بہا اسی سے متعلق ہے (یعنی زخمی اسے اپنا غلام
بنالیگا) آقا پر اسکا خون بہا نہیں ہاں آقا کو جائز ہے کہ زخم کا خون بہا خود دیکر اپنا غلام
چھڑالے۔ ساتویں فصل ان امور کے بیان میں ہے جن سے آدمی خون بہا کا ضامن ہوتا
وہ دو امر ہیں اول مباشرت یعنی خود ایسا کام کرے جس سے بغیر قصد کوئی تلف ہو جیسے طبیب
علاج کرے اور اس علاج کے سبب کوئی مر جائے یا کوئی سوتے میں کروٹ بدلے اور
کوئی شخص اسکے نیچے دب کے مر جائے یا کوئی چیز اپنے سر پر اٹھائے اور وہ کسی پر گرے اور وہ مر جائے
یا وہ چیز تلف ہو پس اسکا اٹھانیوالا ضامن ہے اگر کوئی بلندی پر سے کسی پر گرے اور وہ
مر جائے تو گرنیوالا خون بہا کا ضامن ہے اگر کوئی دوسرا گرائے تو گرانیوالا ضامن ہے اگر

دابة ضمن ما تجنيه بيدها وكذا لو قادها ولو وقف بها ضمن جنايتها بيديها ورجليها
وكذا لو ضربها غيره فالدية على ضاربه ومركبها ثمان سواء في الضمان وكان صاحبها
معها ضمن دون الراكب لو القت الراكب ضمن المالك ان كان بتنفيره والا فلا ولو اجتمع
المباشر والسبب كان الضمان على المباشر **الفصل الثامن في ديات الاعضاء** في شعر
الرأس الدية كاملة وكذا في اللحية اذا لم ينبت ولو نبت فلا ارش في شعر امرأة ديتها فان
نبت فهو هدر وفي الحاجبين خمسمائة دية وفي كل واحد النصف وفي الاهداب لا شئ
وكذا باقي الشعر وفي كل واحد من العينين نصف الدية وفي كل جفن ربع الدية

تین آدمی ایک پر گر پڑیں اور وہ تینوں میں سے کسی پر گرے اور وہ مر جائے تو باقی دو پر دو
ثلث خون بہا واجب ہے، اگر کسی کو اپنے گھر سے رات کو نکال دے تو اسکا ضامن ہے اگر
اسکا اپنی موت سے مرنا یا کسی آدمی کا اس کو قتل کرنا گواہوں سے ثابت کردے تو یہ شخص
بری ہو جائیگا، دوسرا امر سبب ہے جیسے کوئی غیر کی ملک میں کنواں کھودے اور اس میں گر کے
مر جائے یا چھری نصب کرے یا کوئی شے پھینکا ہوں رستے میں ڈالدے اور ان چیزوں
سے کوئی مر جائے، تو وہ شخص ضامن ہے اگر یہ کام اپنی ملک میں کرے تو ضامن نہیں اگر
کوئی کسی قوم کے گھر میں باجازت سے جائے، اور انکا کتا اسے پھاڑ ڈالے تو وہ قوم اس کے
زخم کے خون بہا کی ضامن ہو اگر بے اجازت جائے تو ضامن نہیں، اگر کوئی کسی جانور پر
سوار ہو کر چلائے، اور وہ جانور کسی کو ہاتھوں سے زخمی کرے تو سوار ضامن ہے اسی
طرح جانور کے کھینچنے والے کا حکم ہے اگر کسی جانور کو کھڑا کرے اور وہ جانور کسی کو اپنے
ہاتھ پاؤں سے زخمی کرے تو کھڑا کرنیوالا ضامن ہے اگر کوئی دوسرا شخص اس جانور
کو مارے اور وہ جانور ہاتھ پاؤں سے کسی کو زخمی کرے تو مارنے والا ضامن ہے، اگر

عین الاعور خطأ ففیها ... ان کان عوره خلقة او بسبب من قبل الله تعالی ف
فی نصف بصرها ... وفی الانف الدیة ... فی ... وکسره فقط او جبر علی غیر عیب
فمائة دینار وفی ... ثلث دیته وفی ... وهی ... الدیة وفی احد منخرین
نصف الدیة وفی کل اذن نصف الدیة تقسط علی اجزائها وفی ... وان ... فی کل
نصف الدیة وفی بعضها بحسابه ولو نقصت فان ... فیه دیته ولو استرختا فثلثا
الدیة وفی لسان الصحیح و لعقل الدیة ولو قطع بعضه اعتبر بحروف معجمه وهی
ثمانیة وعشرون حرفا فیقسط الدیة علیها فما نقص اخذ قسطه وفی لسان الاخرس ثلث

دو شخص سوار ہوں تو دونوں ضامن ہیں اگر اس جانور کا مالک ساتھ ہو تو مالک ضامن ہے نہ
سوار۔ اگر سوار کو جانور گرا دے تو مالک ضامن ہے بشرطیکہ مالک اس جانور کو ہنکا یا ہو ورنہ
ضامن نہیں اگر مباشرت، در سبب جمع ہوں تو مباشر ضامن ہے۔ آٹھویں فصل خون بہا
اعضاء کے بیان میں ہے سر کے بالوں یا ڈاڑھی کے بالوں کیلئے پورا خون بہا ہے بشرطیکہ پھر
بال نہ اگیں اگر اگیں تو ارش لازم ہے عورت کے سر کے بالوں میں عورت کا پورا خون بہا واجب
ہے بشرطیکہ پھر بال نہ اگیں، اگر اگیں تو مہر کے برابر دیت واجب ہے دونوں ابروؤں کا خون
بہا پانسو دینار ہیں ایک ابرو میں اس کا آدھا۔ پلک کے بالوں میں ارش ہے اسی طرح باقی
تمام بالوں کا حکم ہے۔ ہر ایک آنکھ کیلئے آدمی کا آدھا خون بہا لازم ہے اور ہر پلک میں ربع
کانے کی اچھی آنکھ کے لئے پورا خون بہا ہے بشرطیکہ پیدائش سے کانا ہو یا پیدائش کے بعد
خدا کی طرف سے آنکھ گئی ہو۔ کانے کی وہ آنکھ جو ضائع ہے کوئی نکال ڈالے تو ثلث خون بہا
دے۔ ناک کے لئے پورا خون بہا لازم ہے اسی طرح ناک کی نوک کے لئے۔ اس طرح اگر ناک
توڑ دے اور وہ بگڑ جائے۔ ہاں اگر پھر درست ہو اور کچھ عیب نہ رہے تو سو دینار واجب ہے

الدية وفي بعضه بحسابه مساحة ولو ادعى الصحيح ذهاب نطقه صدق مع القسامة

وفي الاسنان الدية وهي ثمانية وعشرون تقسم مقدمها في كل واحدة خمسون دينارا

وستة عشر مؤاخيرها في كل واحدة خمسة وعشرون دينارا في الزائدة منفردة ثلث دية الاصلية

ولا دية لها مع الانضمام وفي سوداء الاسنان ثلث ديتها وفي انصداعها من غير سقوط

ثلث ديتها وفي سن الصبي ينتظر بها فالارش ان نبتت والا فدية استقرت وفي بعض

ذلك كسر صار الانسان اصول بنية وكذا لو حتى شبيه بما يمنع عليه الا ردد ودوال

فالارش وفي تحيين لو انفرد عن الاسنان كالصبي وفاقد الاسنان وسع

اگر کسی کی ناک کو شل کر دے تو دو ثلث خون بہا ہے ناک کے دونوں سوراخوں میں جو پردہ ہے اسے کاٹ دے تو آدھا خون بہا دے اسی طرح ناک کے ہر پردہ کے کاٹنے میں آدھا خون بہا واجب ہے، ہر کان کیلئے آدھا خون بہا آدمی کا لازم ہے کان کے ہر جزو کیلئے کان کا خون بہا تقسیم کر کے اسکے حساب سے لے۔ کان کی لو کیلئے کان کے خون بہا کی تہائی لازم ہے لو کے چیرنے کا بھی یہی حکم ہے ہر لب کیلئے آدمی کا آدھا خون بہا لازم ہے اور بعض سب میں اسکے حساب سے دیا جائے اگر اوپر کا لب اکھڑ جائے تو شیخ ابو جعفر طوسی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے کہ ایک ثلث خون بہا لازم ہے اگر دونوں لب ڈھیلے ہو جائیں تو آدمی کے خون بہا کی دو تہائیاں لازم ہیں زبان صحیح اور زبان طفل کیلئے پورا خون بہا واجب ہے اگر زبان کا کوئی جزو کاٹ ڈالے تو اس کا اعتبار حروف معجم پر ہے وہ اٹھائیس حروف ہیں پس کل خون بہا اٹھائیس حرفوں پر تقسیم کیا جائے اور جتنے حروف نہ بولے جائیں اتنا خون بہا لیا جائے۔ گونگے کی زبان کیلئے ثلث خون بہا لازم ہے اور اس کے جزو کیلئے مساحت کے حساب سے خون بہا لیا جائے گر زخمی دعویٰ کرے کہ زخم کے سبب گویائی جاتی رہی ہے تو قسامہ سے اسکے دعوی کی تصدیق

الاسنان دیة وفی کل سن نصف عشر الدیة وحدها المقدمة وفی شلل الید ثلثا دیتها و
فی سلامتها ثلث صحیحة وکذا الرجل وفی کل اصبع من الیدین عشر الدیة و یقسط
علی ثلاث انامل وفی الابهام علی اثنین وفی ترقوة تلف الاصلیة وکذا السلامة وفی
شلل الثلثان وفی کسر ظفر عشرة دنانیر ان لم ینبت وان نبت اسود ولو نبت ابیض فخمسة
دنانیر وفی الظهر اذا کسر الدیة وکذا لو صیب فاحدودب وصار بحیث لا یقدر علی
القعود ولو صلح فثلث الدیة وفی ذهاب مشیه وجماعه فدیتان وفی النخاع الدیة وفی
کل واحد من ثدیی المرأة نصف دیتها وکذا فی حلمتیها ولو انقطع لبنها او تعذر نزوله

ہوگی (قسامہ کا بیان گزر چکا ہے) کل دانتوں کیلئے آدمی کا پورا خون بہا لازم ہے وہ اٹھائیس
ہیں (یہ تعداد بنا بر مشہور ہے ورنہ اکثر بتیس دانت ہوتے ہیں) انہیں سے بارہ آگے کے دانت ہیں جن
میں سے ہر ایک دانت کیلئے پچاس دینار واجب ہیں۔ اور موخرہ یعنی پیچھے کے سولہ دانت ہیں
ہر ایک کے لئے پچیس دینار لازم ہیں بشرطیکہ مرد کے دانت ہوں اگر کوئی علیحدہ دانت نکلا ہو
تو اصل دانت کا ثلث خون بہا واجب ہے اگر وہ اصل دانت سے ملا ہوا ہو تو قصاص اس کیلئے
نہیں۔ اگر کسی کا دانت کسی کی ضرب سے سیاہ ہو جائے یا پھٹ جائے اور نہ گرے تو ایک دانت کی
دو ثلث دیت لازم ہے اگر بچے کا دانت جو سخت نہ ہوا ہو کوئی توڑ ڈالے اور وہ پھر نکل آئے
تو ارش لازم ہے ورنہ ایک سخت دانت کا خون بہا دیا جائے۔ اگر کسی کی گردن توڑے اور وہ
کج گردن ہو جائے تو پورا خون بہا دے۔ اگر کسی کی گردن پر ایسا زخم لگائے جس سے وہ کوئی
چیز نگل نہ سکے جب بھی یہی حکم ہے اگر گردن پھر اچھی ہو جائے تو ارش لازم ہے اگر کسی
کی ٹھوڑی کے دونوں طرف کے مقام توڑ ڈالے تو ایک پورا خون بہا واجب ہے بشرطیکہ
وہ مقام دانتوں سے خالی ہو جیسے طفل یا وہ شخص جس کے منہ میں دانت نہ ہوں اگر دانتوں سا

فلا ارش وفی حلمة الرجل نصف الدیة عند الشیخ وثمنها عند ابن بابویه وفی الذکر الدیة و
کذا فی الحشفة وفی عنین ثلث الدیة وفی خصیتین الدیة وفی کل واحدة النصف
وفی ادرة الخصیتین اربع مائة دینار فان فحج فلم یقدر علی المشی فثمان مائة وفی کل من
شفری المرأة نصف دیتها وفی افضاء المرأة دیتها وتسقط عن الزوج مع بلوغها ولو کان
قبله ضمن الزوج مع المهر الدیة والانفاق علیها حتی یموت احدهما ولو لم یکن زوج و
کان مکرها فالمهر والدیة ومع المطاوعة الدیة ولو کانت مکرهة بکرا فلها ارش البکارة
ایضا وفی کل واحدة من الالیتین نصف الدیة وفی کل واحدة من الرجلین نصف

سمیت توڑے تو دو خون بہا دے ہر ہاتھ کیلئے آدمی کا آدھا خون بہا لازم ہے اسکی حد پہونچے تک
ہے ہاتھ کے شل کرنے میں ہاتھ کے خون بہا کے دو ثلث واجب ہیں ور خشک ہاتھ قطع کرلے ہیں تو
ہاتھ کا ثلث خون بہا لازم ہے اسی طرح درست زائد ہاتھ کیلئے۔ دونوں ہاتھوں کی ہر انگلی کیواسطے
آدمی کے خون بہا کا دسواں حصہ واجب ہے ہر انگلی کا خون بہا تین پوروں پر تقسیم ہوگا اور انگوٹھے
کا دو پوروں پر زائد انگلی کے لئے اچھی انگلی کا ثلث خون بہا لازم ہے اسی طرح انگشت شل کا حکم ہے
اگر کوئی اچھی انگلی کو شل کردے تو انگلی کے خون بہا کے دو ثلث دے ناخن کے اکھیڑنے میں دس
دینار واجب ہیں بشرطیکہ پھر دوبارہ ناخن نہ آئے یا سیاہ ناخن آئے۔ اگر سفید ناخن آئے تو پانچ
دینار واجب ہیں۔ پیٹھ کے توڑنے میں پورا خون بہا لازم ہے اگر کسی کی پیٹھ پر کوئی صدمہ پہونچے
جس سے وہ ٹیڑھا ہو جائے یا بیٹھ نہ سکے جب بھی یہی حکم ہے اگر پیٹھ درست ہو جائے تو ثلث
خون بہا دے اگر پیٹھ کے توڑنے سے چلنا اور جماع کرنا موقوف ہو جائے تو دو خون بہا لازم
ہیں اگر کوئی پیٹھ کے مہرے کا مغز جسے حرام مغز کہتے ہیں کاٹ ڈالے تو ایک پورا خون بہا دے
عورت کے ہر پستان کیواسطے عورت کا آدھا خون بہا لازم ہے اسی طرح ہر پستان کا حکم ہے اگر کسی

الدية وفي مفصل الساق ثلث الدية واصابعهما كاليدين وفي كل واحد من
الساقين والفخذين نصف الدية وفي كسر الضلع خمسة وعشرون دينارا ان كان مما
يخالط القلب وان كان مما يلي العضد ففيه عشرة وفي كسر العصعص اذا لم يملك الغائط
الدية وكذا في العجان اذا لم يملك البول والغائط وفي الترقوة اذا كسرت وجبرت على
غير عيب اربعون دينارا ومن داس بطن انسان حتى احدث داس بطنه او يفتدي
ذلك بثلث الدية ومن افتض بكرا باصبعه حتى خرق مثانتها فلم تملك بولها فعليه
ديتها ومثل مهر نسائها وفي كسر خصية من عضو خمس دية ذلك العضو فان صح على

ختم ہو جائے، دودھ بند ہو جائے یا دودھ کا نکلنا متعذر ہو تو ارش لازم ہے۔ مرد کے ہر پستان
کے لئے شیخ ابو جعفر طوسی کے نزدیک آدھا خون بہا لازم ہے اور ابن بابویہ کے نزدیک خون بہا کا
آٹھواں حصہ۔ عضو تناسل کیلئے پورا خون بہا لازم ہے اسی طرح حشفہ کا حکم ہے۔ نامرد کے
عضو تناسل کے واسطے ثلث خون بہا واجب ہے دونوں خصیوں کے لئے پورا خون بہا واجب
ہے۔ اور ایک کے لئے آدھا۔ اگر کوئی کسی کو ضرب پہنچائے جس سے فتق ہو جائے تو چار سو دینار
ہے۔ اگر وہ آدمی پاؤں کھلے رکھے اور چل نہ سکے تو آٹھ سو دینار واجب ہیں فرج کے دونوں
کناروں میں سے ہر ایک کے لئے عورت کا آدھا خون بہا لازم ہے سوراخ بول وحیض کو ایک کر دے
تو عورت کا پورا خون بہا دے اگر شوہر اپنی زوجہ بالغہ سے مقاربت کرے جس سے سوراخ بول
وحیض ایک ہو جائے تو خون بہا ساقط ہے۔ اگر زوجہ نابالغہ ہو تو مہر کے ساتھ خون بہا بھی واجب ہے
اور نفقہ بھی یہاں تک کہ دونوں میں سے ایک مر جائے اگر غیر شخص جبراً مقاربت کرے اور دونوں
سوراخ ایک ہو جائیں تو علاوہ سزائے زنا بالجبر کے مہر اور پورا خون بہا لازم ہے اگر عورت
راضی ہو تو فقط خون بہا دے جس عورت سے جبراً زنا کیا ہے اگر وہ باکرہ ہو تو ارش بکارت بھی

عيب فدية خمس دية كسره وفي موضحته ربع دية كسره وفي رضه ثلث دية ذلك
العضو فان برأ على غير عيب فاربعة اخماس دية رضه وفي فكه من العضو بحيث
يتعطل ثلثا دية العضو فان صلح على غير عيب فاربعة اخماس دية فكه. الفصل
الثالث في ديات المنافع في العقل الدية وفي شعره الارش لو توقع دوام ترجع اليه وفي سمع الاذنين الدية وفي سمع
احدهما النصف ولو نقص سمع احدهما قيس الى الاخرى واخذ بحساب التفاوت بين المسافتين
ولو نقص سمعهما قيس الى المساوي له في سنه وفي ضوء كل عين نصف الدية وفي نقصان ضوء احدهما
بحسابه وكذا في نقصان ضوئهما ويعتبر بالقياس الى عين مساويه في سنه وفي الشم

لازم ہے۔ ہر سرین کیواسطے آدھا خون بہا واجب ہے اور ہر پاؤں کے لئے آدھا، پنڈلی اور قدم
کا جوڑ پاؤں کی حد ہے۔ پاؤں کی انگلیاں مثل ہاتھوں کی انگلیوں کے ہیں، ہر پنڈلی اور
ہر ران کے لئے آدھا خون بہا لازم ہے پسلی کی ہر ہڈی توڑنے میں پچیس دینار واجب ہیں بشرطیکہ
وہ قلب سے ملی ہوں اگر بازوؤں کے نزدیک ہوں تو ہر استخوان کیلئے دس دینار ریڑھ کی
ہڈی توڑے تو پورا خون بہا دے بشرطیکہ پائخانہ رک نہ سکے اس مقام کے توڑنے کا یہی حکم
ہے جو ذکر و خصیوں کے بیچ میں ہے بشرطیکہ پائخانہ اور پیشاب رک سکے، اگر پسلی کی ہڈی
توڑے پھر وہ بغیر عیب کے درست ہو جائے تو چالیس دینار دے اگر کسی کے پیٹ پر اس قدر ضرب
مارے کہ حدث صادر ہو تو اس کے پیٹ پر بھی ضربیں ماریں یا ثلث خون بہا کے برابر
لیا جائے۔ اگر کوئی کسی عورت کا بکر انگلی سے دفع کرے یہاں تک کہ مثانہ پھٹ جائے اور پیشاب
نہ رک سکے تو اس پر ایک خون بہا اور مہر مثل واجب ہے ہر عضو کی ہڈی توڑتے ہیں۔ اس
عضو کے خون بہا کا پانچواں حصہ لازم ہے اگر بغیر عیب کے درست ہو جائے تو ہڈی توڑنے
کا جو خون بہا ہے اس کے پانچ حصے کر کے چار حصے دے ہڈی کے زخم میں ہڈی توڑنے کا

بدية و في قطع الانف و ذهاب الشم ديتان و في نقصانه الارش بما يراه الحاكم و في الذوق

دية و في نقصانه الارش و وجب معتبر عليه لا نزال حالة اجماع فالسن و في

سلس البول الدية و في الصوت الدية **الفصل العاشر في ديات الجراح الشجاج**

ثمانية الخارصة وهي التي تقشر الجلد و فيها بعير والدامية وهي التي تاخذ يسيرا في اللحم و

فيها بعيران والمتلاحمة وهي التي تاخذ في اللحم كثيرا و فيها ثلثة ابعرة والسمحاق وهي التي

تبقى لها الجلدة المغشية للعظم و فيها اربعة ابعرة والموضحة وهي التي توضح العظم و فيها

خمسة ابعرة والهاشمة وهي التي تهشم العظم و فيها عشرة ابعرة والمنقلة وهي التي تحو

جو خون بہا ہے، اس کا ربع واجب ہے اور ہڈی کے چٹخنے میں اس عضو کے خون بہا کی تہائی

واجب ہے اگر وہ پھر بغیر عیب کے درست ہو جائے تو اس تہائی کے پانچ حصوں میں سے چار

حصے دے۔ اگر کسی کی ہڈی عضو سے اس طرح جدا کر دے کہ وہ عضو بیکار ہو جائے تو اس عضو

کے خون بہا کی دو تہائیاں ادا کرے پھر وہ عضو بغیر عیب اچھا ہو جائے تو اس میں سے پانچ

حصے کر کے چار حصے پہنچائے۔ **نویں فصل** منفعتوں کے خون بہا کے بیان میں۔ اگر کسی

کی عقل بالکل زائل کر دے تو ایک پورا خون بہا لے اگر عقل کم ہو تو ارش لازم ہے اگر پھر

وہ عقل عود کرے تو خون بہا واپس نہ ہو گا۔ سماعت کے بالکل زائل کرنے میں پورا خون بہا

واجب ہے اور ایک کان کی سماعت کے لئے آدھا۔ اگر ایک کان کی سماعت کم کر دے تو دوسرے کا

پھر قیاس کیا جائے اور دو کانوں کی سماعت میں جس قدر دور و نزدیک کا تفاوت ہے

اس کے حساب سے خون بہا لیا جائے اگر دونوں کانوں کی سماعت کم کر دے تو اس کے ہم سن پر

پر قیاس کریں، ہر آنکھ کی بینائی زائل کرنے میں آدھا خون بہا واجب ہے اور ایک آنکھ کی بینائی

کم کرنے میں اس کے حساب کے موافق واجب ہے۔ اسی طرح دونوں آنکھوں کی بینائی کم

الى نقل العظم وفيها خمسة عشر بعيراً والمأمومة وهي التي تصل الى ام الدماغ وفيها
ثلث الدية وكذا الجائفة وهي التي تبلغ الجوف ودية المنفذ في الانف ثلث الدية فان
صح فخمس الدية وفي احد المنخرين الى الحاجز عشر الدية وفي شق الشفتين حتى تبدو
الاسنان ثلث الدية ولو برأت فالخمس وفي كل واحد نصف ذلك وفي احمرار الوجه
بالجناية دينار ونصف وفي اخضراره ثلثة وفي اسوداده ستة ولو كانت في البدن فعلى
النصف ويتساوى الشجاج في الرأس والوجه اما البدن فنسبة العضو الذي يتفق فيه
من دية الرأس ويتساوى المرأة والرجل في الدية ويقتص فيما دون ثلث الدية

تر کا حکم ہے اور اس صورت میں اس کے تمام بدن پر قیاس کیا جائیگا۔ قوت شامہ زائل کرنے میں پورا خون
بہا واجب ہے اگر ناک کاٹ ڈالے اور اس سے قوت شامہ جاتی رہے تو دو خون بہا واجب ہیں، قوت
شامہ کم کرنے میں جس قدر حاکم شرع مناسب جانے ارش دینا ہوگا، مزہ زائل کرنے میں ایک خون بہا لازم
ہے اور اس کے کم کرنے میں ارش اگر کسی کو ایسا صدمہ پہونچائے کہ جماع کے وقت انزال نہ ہو سکے تو ایک
خون بہا واجب ہے اگر سلسلۃ البول کی بیماری ہو جائے تو پورا خون بہا لازم ہے۔ دانت بند کر دینے
میں ایک خون بہا واجب ہے و سیأتی۔ **فصل** زخموں کے خون بہا کے بیان میں ہے **شجاج**
یعنی جو زخم سر سے مخصوص ہیں وہ آٹھ ہیں اول خارصہ یعنی وہ زخم جس سے پوست پھٹ جائے
اسکے لئے ایک اونٹ واجب ہے دوسرا دامیہ یعنی وہ زخم جو تھوڑا سا گوشت میں در آئے، اس کیلئے
دو اونٹ لازم ہیں تیسرا متلاحمہ یعنی جو زخم کہ گوشت میں بہت در آئے اس کے لئے تین اونٹ
واجب ہیں چوتھا سمحاق یعنی وہ زخم جو ہڈی کے پردے تک پہونچے اسکے واسطے چار اونٹ
لازم ہیں پانچواں موضحہ یعنی وہ زخم جس سے ہڈی کی سفیدی نظر آئے اسکے لئے پانچ اونٹ
لازم ہیں چھٹا ہاشمہ یعنی وہ زخم جو ہڈی توڑ دے اسکے واسطے دس اونٹ واجب ہیں ساتواں
منقلہ یعنی وہ زخم جس سے ہڈی اکھیڑنے کی ضرورت ہو اسکے لئے پندرہ اونٹ لازم ہیں آٹھواں مامومہ
یعنی ایسے مقام تک زخم واقع ہو جہاں دماغ کی تھیلی ہے اسکے لئے آدمی کا ثلث خون بہا واجب ہے۔

فاذا بعث جائفة ثلث الدية صدرت مرة على منصف وكل فيه الدية من الرجل
ففيه من امرأة ديتها وكذا من الذمي ومن العبد قيمته وما فيه مقدر من حر فهو نسبة
من دية امرأة وذمي وقيمة عبد اذا ادى ولي من لا دية له يقتص ويأخذ دية
ويبين له العفو **الفصل الحادي عشر** في دية الجنين في النطفة بعد استقرارها
في الرحم عشرون دينارا وفي العلقة اربعون وفي المضغة ستون وفي العظم ثمانون فاذا
تمت خلقته ولم تلج الروح فمائة دينار وفيما بين ذلك بحسابه ودية جنين الذمي
عشر دية ابيه والعبد عشر قيمة امه المملوكة سواء فيه الذكر والانثى ودية ولجته الروح

اسی طرح جائفہ کا حکم ہے یعنی جو زخم کہ جوف تک پہونچے جو زخم کہ ناک میں دھنس جائے اسکے واسطے ثلث
خون بہا لازم ہے۔ پھر درست ہو جائے تو خمس خون بہا ہے اگر ناک کے کسی پردہ پر زخم لگے کہ دونوں
سوراخوں کے بیچ میں جو پردہ ہے وہاں تک پہونچے تو خون بہا کا دسواں حصہ دونوں ہونٹ چیر دئیے
ہیں ثلث خون بہا واجب ہے بشرطیکہ دانت نظر آئیں اگر پھر درست ہو جائیں تو خون بہا کا پانچواں
حصہ لازم ہے ایک سب کے چیرنے میں ثلث کا نصف واجب ہے اگر کسی کے منہ پر اس طرح مارے کہ منہ سرخ
ہو جائے تو ڈیڑھ دینار دے اگر منہ سبز ہو جائے تو تین اگر سیاہ ہو جائے تو چھ دینار لازم ہیں اگر
بدن پر اس طرح مارے تو اس کا آدھا واجب ہے منہ کے زخم سر کے زخم کے برابر ہیں بدن میں جس
عضو کا خون بہا مرد کے برابر ہے اسکے زخموں میں برابر ہے اور کم میں کم خون بہا و قصاص میں
خون بہا کے ثلث کو پہونچے تک عورت و مرد برابر ہیں اور وہاں سے عورت کا خون بہا آدھا ہوگا مرد کے جس
عضو میں مرد کا خون بہا لازم ہے عورت کے اس عضو میں عورت کا خون بہا لازم ہے اسی طرح ذمی اور
غلام کا حال ہے مرد آزاد کے جس عضو میں کم خون بہا مقرر ہے عورت اور ذمی کے اس عضو میں ان کے
خون بہا کی مناسبت سے اور غلام کے اس عضو میں اس کی قیمت کی مناسبت سے کمی ہوگی جس کا
ولی کوئی نہیں اسکا ولی امام ہے خواہ قصاص لے یا خون بہا مگر معاف نہیں کریگا گیارہویں
فصل حمل کے خون بہا کے بیان میں ہے جب نطفہ رحم میں ٹھہرے تو اسکا خون بہا بیس دینار ہیں

خون بہا حمل

فدية كاملة في الذكر ونصف في الأنثى ولو قتلت مرأة ومات معها فدية امرأة ونصف
ديتين لجنين ان جهل حاله ولو قتلته المرأة مباشرة او تسبيبا فديته لوارثه ولا
لها ومن افزع مجامعاً فعزل فعليه عشرة دنانير ودية الجنين يرثه من يرث المال
الاقرب فالاقرب ودية جراحاته واعضائه بنسبة ديته ولو ضرب الحامل فالقت
جنينا فمات بالالقاء فقتل به ان كان عمدا والا اخذت الدية وفي قطع راس
الميت الحر المسلم مائة دينار وفي قطع جوارحه بحسابه وكذا في جراحه وتصرف
هذه الدية في وجوه البر

الفصل الثاني عشر في العاقلة التي تحمل من

اور خون جم جائے تو چالیس دینار جب گوشت کا ٹکڑا بن جائے تو ساٹھ دینار جب ہڈی بنے تو اسی دینار اور
خلقت پوری ہو اور روح نہ پھونکی ہو تو سو دینار واجب ہیں ان درمیانی حالتوں میں اسکے حساب سے جب
ذمی کے حمل کا خون بہا اسکے باپ کے خون بہا کا دسواں حصہ ہے اور حمل مملوک کا خون بہا اس کی ماں
کی قیمت کا دسواں حصہ ہے خواہ لڑکے کا حمل ہو یا لڑکی کا جب پیٹ کے بچے میں روح پھونکی جائے اور وہ
لڑکا ہو تو اس کیلئے مرد کا پورا خون بہا واجب ہے اور لڑکی ہو تو آدھا۔ اگر کوئی شخص کسی عورت کو
مار ڈالے اور اس کے ساتھ اسکے پیٹ میں بچہ بھی مرجائے تو اس کیلئے عورت کا خون بہا اور
بچہ کے لئے آدھا مرد کا خون بہا اور آدھا عورت کا خون بہا لازم ہے بشرطیکہ بچہ کا حال معلوم نہ ہو
اگر عورت خود اپنا حمل گرادے تو اسکے وارثوں کو اسکا خون بہا دے اس میں سے اس کا حصہ ساقط
ہے۔ اگر کوئی کسی جماع کرنے والے کو اس طرح ڈرائے کہ فرج کے باہر انزال ہو تو دس دینار دے
حمل کا خون بہا قریبی اقرباء پائیں گے جو درجات کے لحاظ سے مال کی میراث پاتے ہیں۔ حمل کے زخموں
اور عضو کا خون بہا اسکی ذات کے خون بہا کی مناسبت سے ہے اگر حاملہ کو اس طرح مارے کہ وہ ساقط
حمل ہو جائے اور بچہ زندہ پیدا ہو کر اسی صدمہ سے مرجائے تو مارنے والا قصاص میں قتل کیا جائیگا
بشرطیکہ قصداً مارا ہو ورنہ اس سے پورا خون بہا لیا جائیگا۔ آزاد مسلمان کی میت کا سر کاٹنے میں سو
دینار واجب ہیں اور اس کے اعضاء کو قطع کرنے میں اس کے خون بہا کے حساب سے لیا جائیگا

تلف حیوان ولو بالذکاة فقیمته والارش لمالکه وان کان غیرها فقیمته یوم
الاتلاف وفی قطع جوارحه وکسر شیء من اعضائه الارش وان کان غیره کون
هو مما یقع علیه الذکاة فان کان بالذکاة فالارش وکذا فی قطع اعضائه مع
استقرار الحیوة وان کان بغیرها فالقیمة وان لم تقع علیه الذکاة فالقیمة ففی کلب
الصید اربعون درهما وفی کلب الحائط عشرون وفی کلب الزرع قفیز من بر
وفی جنین البهیمة عشر قیمتها * فصل ثالث عشر فی العاقلة قد بینا دیة
الخطأ علی العاقلة وهم العصبة والمعتق وضامن الجریرة والامام والعصبة فیهم

[illegible] بارہویں فصل حیوان کے
نقصان پہنچانے کے بیان میں یعنی جو شخص کسی حلال جانور کو ذبح سے تلف کرے تو مالک کو اس کا ارش
یعنی جرمانہ دے اور وہ جانور بھی پہنچا دے اگر بغیر ذبح کے تلف کرے تو روز تلف کی قیمت ادا
کرے اس جانور کے اعضا کے قطع کرنے یا کسی شے کے توڑنے میں ارش لازم ہے اگر ایسے حرام جانور
کو جس پر تذکیہ ہو سکتا ہے ذبح سے تلف کرے تو ارش لازم ہے اسی طرح اسکے قطع اعضا کا حال ہے بشرطیکہ
حیات مستقر باقی ہو اگر اس جانور کو بغیر ذبح تلف کرے تو قیمت دے اور جس جانور کا تذکیہ نہیں ہوتا
اسکے لئے قیمت دینا لازم ہے پس شکاری کتے کیلئے چالیس درہم واجب ہیں اور جو کتا باغ کی (یا گھر
کی) بکریوں کی حفاظت کرتا ہے اسکے لئے بیس درہم اور جو کتا زراعت کے واسطے ایک قفیز گیہوں
لازم ہے (قفیز ایک پیمانہ ہے بارہ صاع کا جس کے اندازاً پانچ سیر ہوتے ہیں) تیرہویں
فصل عاقلہ کے بیان میں ہے ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے کہ قتل خطا کا خون بہا (قاتل کے) عاقلہ
پر واجب ہے، عاقلہ عصبہ اور آزاد کرنیوالے اور ضامن جریرہ اور امام ہے ضامن جریرہ کی
تعریف کتاب میراث میں بیان ہو چکی، عصبہ وہ لوگ ہیں جو قاتل سے ماں باپ کی طرف سے یا
فقط باپ کی طرف سے قرابت رکھتے ہوں اور حق یہ ہے کہ باپ دادا اور اولاد عاقلہ میں
داخل ہیں اور خود قاتل اس میں شریک نہیں عورت اور بچہ اور دیوانہ بھی عاقلہ میں شریک

بیان عاقلہ

المقربون في النسب بالابوين او بالاب الاقرب فالاقرب ولا يدخل الاب ولا الاولاد في العقل ولا
يدخل القاتل فيه ولا تعقل امرأة ولا صبي ولا مجنون ولا يعقل العاقلة عمداً ولا
عبداً ولا مدبراً ولا ام ولد ولا دون موضحة ولا ما ثبت بالاقرار او الصلح ولا جناية
الانسان على نفسه ولا يجني البهيمة ولا اتلاف مال وعاقلة الذمي الامام ان لم
يكن له مال وتقسط الدية على الاقرب فالاقرب وتقديره الى الامام وقيل نصيبه نحو
ولا يرجع العاقلة على الجاني ولو زادت الدية العصبة اخذت من المولى فان
لم يكن فمن عصبة المولى فان اتسعت فمن مولى المولى وهكذا ولو زادت الدية عن العاقلة

نہیں۔ عاقلہ قتل عمد میں خون بہا نہ دیں گے اور نہ غلام و مدبر ورنہ ام ولد کے سبب سے اور نہ ایسے
زخم میں جو موضحہ سے کم ہو اور نہ ایسے قتل خطا میں جو قاتل کے اقرار سے ثابت ہو اور نہ صلح میں اور
نہ خودکشی میں اور نہ ایسے زخم و قتل میں جو جانور سے واقع ہو اور نہ مال کے تلف کرنے میں ذمی کا عاقلہ
امام ہے بشرطیکہ خود ذمی مالدار نہ ہو۔ کل خون بہا تمام قرابت یعنی ہر ایک سے تھوڑا برعایت
اقرب فالاقرب وصول کیا جائیگا اور اس کا تقرر کہ ہر ایک سے کتنا لیا جائے امام یا نائب امام پر
موقوف ہے۔ پھر یہ خون بہا عاقلہ قاتل سے نہ لیں اگر قرابت داروں سے وصول کرنے کے بعد بھی خون بہا
پورا نہ ہو تو آقا سے جس نے قاتل کو آزاد کیا ہو، اگر جب بھی پورا نہ ہو تو آقا کے اقربا سے اور پھر بھی پورا نہ ہو تو
آقا کے آقا سے اسی طرح بڑھتے جائیں، اگر ان تمام گروہ سے خون بہا پورا نہ ہو تو امام پر تکمیل واجب ہے
اگر عاقلہ زیادہ ہوں تو سب پر حصے پھیلائے جائیں۔ اگر عاقلہ میں سے بعض لوگ غائب ہوں، تو
حاضرین مختص نہ ہوں گے اگر باپ اپنے فرزند کو خواہ وہ بیٹا ہو یا بیٹی عمداً قتل کرے تو باپ سے
اس کا خون بہا لیکر مقتول کے اور وارثوں کو دیں۔ اگر باپ کے سوائے کوئی وارث نہ ہو تو وہ خون بہا
امام علیہ السلام لیں گے (غیبت امام میں مجتہد جامع شرائط کی خدمت میں پہونچانا چاہیے) اگر باپ
اپنے فرزند کو خطا سے قتل کرے تو خون بہا باپ کے عاقلہ پر واجب ہے فقط۔

علوم نقلیہ و عقلیہ آج تک دوسرا نہیں ہوا اور عجیب ہے کہ خود مجتہد اور آپ کے والد جناب
شیخ یوسف بھی مجتہد اور آپ کے ماموں جناب محقق اور شرائع الاسلام بھی مجتہد اور آپ کے فرزند
فخر المحققین محمد بن حسن حلی بھی بالغ ہونے سے پہلے مجتہد ہوئے اور آپ کے پوتے ظہیر الدین اور آپ کے
بھانجے رضی الدین علی بن یوسف اور بھتیجے محمد بن علی اور دو بھانجے بھی مجتہد تھے قبر رکھا
احسن الخالقین۔ علامہ کے اکثر حال اور آپ کی کرامات کا ذکر کتاب قصص العلماء میں درج ہے۔
جتنی کتابیں علامہ نے تصنیف فرمائی ہیں اتنی کتابیں کسی اور علامہ نے تصنیف نہیں کی ہیں۔
قصص العلماء میں لکھا ہے کہ ہزار سے زیادہ کتابیں علامہ نے تصنیف کی ہیں۔ بعض اشخاص
نے علامہ کی تصنیف کو ان کی تمام عمر پر از ولادت تا وفات تقسیم کیا تو ہر روز ہزار بیت کی
تصنیف ہوئی اور یہ کرامت سے خالی نہیں۔ علامہ کی بعض مصنفات سے الفین ہے یہ کتاب بھی بڑی
ہے۔ اس کتاب میں دو ہزار دلیلیں خلافت حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے ثبوت میں تحریر فرمائی
ہیں۔ اور بعض مصنفات سے تحریر الاحکام فقہ میں ہے لوگوں نے اس کے مسائل کو شمار کیا ایک لاکھ
ساٹھ ہزار مسئلے ہوئے، اور شرائع الاسلام میں چودہ ہزار مسئلے ہیں۔ اور اس کتاب میں
یعنی تبصرہ میں سات ہزار مسئلے ہیں۔ اور بعض مصنفات سے منتہی المطلب ہے کہ جس میں کل اہل اسلام
کے مسائل فقہیہ درج کئے ہیں اور ہر ایک کی دلیل لکھی ہے اس کے بعد مخالفین کے دلائل
کو رد کر کے اپنا فتوی بیان کیا ہے اور اس کو دلائل واضحہ سے ثابت کر دیا ہے اس کتاب کی
سات جلدیں ہیں۔ یہ تین کتابیں فی الحقیقت بے مثل ہیں۔ اور باقی دوسری بعض کتابوں
کی تفصیل قصص العلماء وغیرہ میں مسطور ہے۔

قطعۂ تاریخ طبع کتاب ھذا

از برادر صاحب قبلہ معظمی ومکرمی جناب سید غلام عباس صاحب المتخلص قابلؔ

بتصرہ با ترجمہ چوں طبع شد بازیب وزین ۔ فیض عام اکنوں شد از فکر اخی ذی ہمم
بہر تاریخش چو کردم فکر قابل دل بگفت ۔ طبع گشتہ در رجب ۔ شرع نبی محترم
۱۳۲۰ھ

ایضاً فصلی از نتائج فکر عالی محبی ومکرمی جناب مرزا احمد سلطان صاحب بہادر خاور گورگانی

بفضل حق کتابی گشت مطبوع ۔ بود مطبوع اہل علم جاوید
نوشتہ مصرعی خاور بپاسش ۔ کتاب فقہ شیعہ طبع گردید
۱۳۱۲ف

ایضاً ہجری رقم زدہ برادر زادہ عزیزم مولوی سید مہدی حسن صاحب مولوی عالم ومنشی عالم المتخلص زاہدؔ

چہ کتابے شدہ مطبوع کہ ہست ۔ محتوی بر سنن مشہورہ
سال طبعش بنوشتہ زاہد ۔ منظوری درر منثورہ
۱۳۲۰ھ

ایضاً از تصنیف عم زادہ عزیزم سید جعفر نواز حسین صاحب المتخلص فائقؔ

چوں کتاب فقہ اردو طبع گشت ۔ شد ازیں مسرور قلب مومناں
سال تاریخش چنیں فائق نوشت ۔ طبع شد شرع رسول دو جہاں
۱۳۲۰ھ

ایضاً ہجری از تصنیف مترجم

دیکھ کے اس کو کہتے ہیں عاقل ۔ ترجمہ عمدہ بے حد لکھا
سال ہجری طبع کا میں نے ۔ مخزن شرع احمد، لکھا
۱۳۲۱ھ

اِلتماسِ مُترجم

کتاب تبصرۃ المتعلمین میں ہر چند اکثر احکام بنا بر مذہب مشہور بیان کئے گئے ہیں، مگر بعض مقام پر بعض مسائل خلاف مشہور بھی ہیں اور بعض خلافِ احتیاط۔ لہٰذا احقر نے ترجمہ میں ان مقامات پر علمائے متاخرین موثقین احیا کے رسالوں سے اخذ کر کے موافقِ احتیاط احکام قوس میں درج کر دیئے ہیں تاکہ ہر شخص اس پر عمل کر سکے اور نجات پائے کیونکہ احتیاط باعثِ نجات ہے، علماء سے امید ہے کہ اگر کہیں ترجمہ میں بندہ سے خطا واقع ہوئی ہو تو بذیل عفو اس کو چھپا دیں کیونکہ انسان خطا و نسیان سے خالی نہیں۔ فقط

ملتمسہ

احقر العباد سید فیض حسین عفی عنہ

*